مُسلمِ خوابیدہ اُٹھ

ہنگامہ آرا تو بھی تو ہو

"نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر"

میاں محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ۰ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

5856

مسلمِ خوابیدہ اُٹھ

ھنگامہ آرا تو بھی تو ہو

"نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر"

5815

مؤلف
میاں محمد سعید شاد
سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو
مصنف	میاں محمد سعید شاد، سابق آفیسر محکمہ تعلیم
تاریخ اشاعت	اپریل 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 263
قیمت	-/200 روپے

81740

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

فہرست مضامین

اعتذار	7
انتساب	8
جاوید کے نام	9
ایک نوجوان کے نام	11
ابلیس کی مجلس شوریٰ	15
اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن فہمی	19
نعت کے چند اشعار	33
پیش لفظ از، جسٹس (ر) ڈاکٹر منیر احمد مغل	34
نقد و نظر از، ڈاکٹر عبدالمجید اولکھ	38
تعارف/تقریظ از، محمد علی چراغ	41
رسول اکرم ﷺ کے ارشادات	49
رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی	49
مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ	51
اقبال کا غیر مطبوعہ کلام	52
داغے کہ سوز و در سینۂ من	53
دعا کی مقبولیت	54
ابلیس کا پیغام اپنے سیاسی فرزند کے نام	55
نگاہے یا رسول اللہ ﷺ نگاہے	56
اے روح محمد ﷺ	56
فریاد اقبال رحمۃ اللہ علیہ	57
ڈاکٹر مہاتیر محمد سابقہ وزیر اعظم ملائیشیا کا خطاب	58
خطبہ امام کعبہ	70
مقدمہ از مؤلف	73

Marfat.com

باب اول

القرآن الکریم، مسلمانوں کے لئے قرآن کا انتباہ، یہود و نصاریٰ کا خبث باطن، جہاد کی اہمیت قرآن و سنت کی روشنی میں 109

باب دوم

سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان کا پھٹکارا جانا اور انسانوں بالخصوص والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو گمراہ کرنے کا چیلنج، شیطان کے مکر و فریب کس طرح معلوم ہو سکتے ہیں۔ امام ابن الجوزی کی تلبیس ابلیس۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی منہاج العابدین سے استنباط۔ آئین جہانبانی و جہانداری کے متعلق ''انوار سہیلی'' میں راز کی باتیں 147

باب سوم

مکتوبات کی اثر انگیزی (مکتوبات نبوی ﷺ، مکتوبات ابوبکر صدیق، مکتوبات عمر فاروق، حضرت علی رضی اللہ عنہم کا مکتوب (دستور نامہ) گورنر مصر کے نام، مکتوبات مجدد الف ثانی، مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) 181

باب چہارم

تقرر امام، امام کی اہلیت، امام (صدر مملکت) میں کون سی صفات ہونی چاہئیں؟

وزارت کی اقسام، وزیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں؟ 224

باب پنجم: اقبال کا پیغام بلادِ عربیہ کے نام 231

باب ششم: اقبال اور مسئلہ فلسطین 238

باب ھفتم: مسلمانوں کا عروج و زوال، تاریخ اسلام کی روشنی میں 242

باب ھشتم: پاکستان کا ''سدا بہار خاندان'' جو ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتا رہا 259

باب نھم: قومی احوال کی اصلاح کے لئے چند ضروری تجاویز 283

باب دھم: اصطلاحات (Terminologies) 338

پانچ ہزار سالہ عراق ک تاریخی حالات 361

بابِ یاز دھم: کتابیات 374

مؤلف کی دوسری کتابیں 378

Marfat.com

(سورۂ آل عمران:149-155)

"اے ایمان والو! اگر پیروی کرو گے تم کافروں کی تو وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔ بلکہ اللہ حامی ہے تمہارا اور وہ سب سے بہتر داد فرمانے والا ہے۔ ابھی ہم ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں رعب اس لئے کہ انہوں نے شریک بنالیا اللہ کے ساتھ اس کو جس کے لئے نہیں اتاری اللہ نے کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانا آتش (جہنم) ہے اور بہت بری جگہ ہے ظالموں کی۔ اور بے شک سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جب کہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اسی کے حکم سے یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور جھگڑنے لگے (رسول کے) حکم کے بارے میں اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھا دیا تھا تمہیں جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے طلبگار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلبگار ہیں آخرت کے پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تاکہ آزمائے تمہیں اور بے شک اس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر۔

(سورۂ انفال:46)

"اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے"۔

(انفال:65)

"اے غیب کی خبریں بتانے والے! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو! اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے، اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے"۔

(انفال:66)

"اب اللہ نے تم پر تخفیف فرمائی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو، تو اگر تم میں سے سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں

Marfat.com

گے، اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے"۔

(القف:8)

"یہ نادان (یہود و نصاریٰ) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر"

(سورۂ ابراہیم:52)

"یہ (قرآن) لوگوں کے لئے ایک پیام ہے اور تا کہ اس کے ذریعہ سے ڈرائے جائیں اور تا کہ یقین کرلیں کہ وہی ایک خدا ہے اور تا کہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں"۔

(سورۂ محمد:24)

"تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں"۔

(سورۂ محمد:33)

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال کو رائیگاں مت کرو"۔

(سورۂ محمد:38)

"اور اگر تم روگردانی کرو گے تو (اللہ) تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے"۔

Marfat.com

اعتذار

مکرم! معترف ہوں کہ زیر نظر کتاب میں زبان وکلام کے اعتبار سے کئی غلطیاں ہوں گی مگر انہیں نظر انداز کرتے ہوئے تمام تر توجہ اس کے بیان پر مرکوز رکھیں۔ صرف یہ دیکھیں کہ مسلم امہ کے موجودہ ابتر حالات کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اور اصلاح احوال کے لئے جو تجاویز دی گئی ہیں وہ کہاں تک درست اور نافذ العمل ہیں۔

(مؤلف)

لاہور

25 دسمبر 2005ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

مسلم امہ کے نام

1۔ وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
(بانگ درا)

2۔ کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والی دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ
(اقبال کی پیش گوئیاں)

3۔ کھول آنکھ، زمین دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
بال جبرئیل (روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے)

4۔ اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں
نفس سوختہء شام و سحر تازہ کریں
(بال جبریل)

5۔ اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے
بانگ درا (سرمایہ ومحنت)

6۔ دور پھر آیا ہے مسلم کی جہاں بانی کا
دفتر کفر کو دنیا میں پریشان کر دے
(اقبال کا غیر مطبوعہ کلام)

Marfat.com

جاوید کے نام

(لنڈن میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر)

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ وگل سے کلام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احسان
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر
میں شاخ تاک(1) ہوں میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر
میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

(بال جبرئیل 153)

1۔ تاک، انگور کی بیل

Marfat.com

پھر چراغ لالہ سے روشن ہوئے کوہ ودمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغ چمن

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اودے اودے نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہن

برگ گل پر رکھ گئی شبنم کا موتی باد صبح
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حسن بے پرواہ کو اپنی بے نقابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی جذب وشوق
تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود و سودا مکر وفن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

(43بال جبرئیل)

Marfat.com

ایک نوجوان کے نام

ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

امارت کیا شکوہ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زور حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراج مسلمانی

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

نہ ہو نومید، نومیدی زوال علم و عرفاں ہے
امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

(بال جبرئیل 48-447)

Marfat.com

خردمندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مقام گفتگو کیا ہے اگر میں کیمیا گر ہوں
یہی سوز نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں
نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے

اگر ہوتا وہ مجذوب(۱) فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے

نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟

(بال جبریل 60)

Marfat.com

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

نو مید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

(بال جبرئیل 61)

1۔ جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی نطشہ جو اپنے قلبی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا، اور اس لئے اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستہ پر ڈال دیا۔

Marfat.com

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حورو خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر
گرچہ ہے دلکشا بہت حسن فرنگ کی بہار
طائرک بلند بال دانہ و دام سے گزر
کوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغ ہلال کی طرح عیش نیام سے گزر
تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

☆☆☆☆☆

امین راز ہے مردان حر کی درویشی
کہ جبرئیل سے ہے اس کو نسبت خویشی
کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے؟
فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی
نگاہ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اڑ جائیں
نہ آہ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی
طبیب عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی
وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے
یہ رنگ و نم، یہ لہو آب و ناں کی ہے بیشی

(بال جبرئیل 42)

Marfat.com

ابلیس کی مجلس شوریٰ

ابلیس کے پانچ مشیروں کے مشوروں (خوف طوالت سے حذف) کے بعد بالآخر خود ابلیس میر مجلس کا خطاب

ابلیس

(اپنے مشیروں سے)

ہے مرے دست تصرف میں جہان رنگ و بو
کیا زمین کیا مہر و مہ کیا آسمان تو بتو

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
میں نے جب گرما دیا اقوام یورپ کا لہو

کیا امامان سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو!

کارگاہ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو

دست فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ ہو

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے ابتک شرار آرزو

Marfat.com

خال خال اس قوم میں ابتک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشک سحرگاہی سے جو ظالم وضو

جانتا ہے جس پہ روشن باطن ایام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے

☆☆☆☆☆

۲

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں

جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدبیضا ہے پیران حرم کی آستیں

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں

الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوع غلامی کے لئے
نے کوئی فغفور و خاقاں نے فقیر رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک وصاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

Marfat.com

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں

چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محروم یقیں!

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

☆☆☆☆☆

۳

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسم شش جہات
ہو نہ روشن اس خدا اندیش کی تاریک رات!

ابن مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے؟
ہیں صفات ذات حق، حق سے جدا یا عین ذات؟

آنے والے سے مسیح ناصری مقصود ہے
یا مجدد جس میں ہوں فرزند مریم کے صفات؟

ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
امت مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟

کیا مسلماں کے لئے کافی نہیں اس دور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہوئے لات و منات؟

Marfat.com

تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساط زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات

خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہان بے ثبات

ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات!

مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

(ارمغان حجاز 16)

ذخیرہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اقبال رحمۃ اللہ کی قرآن فہمی

اقبال رحمۃ اللہ کی شاعری دراصل قرآن وسنت کی ترجمانی ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ پہلے قرآنی آیت کا ترجمہ ہے اس کے نیچے اقبال رحمۃ اللہ کے اشعار ہیں۔

القرآن سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیت نمبر 38، ترجمہ: ''ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے مال خرچ کرو اللہ کی راہ میں پس تم میں سے کچھ بخل کرنے لگتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (کسی کا محتاج نہیں) بلکہ تم اس کے محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اس سعادت سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ اور تمہارے عوض وہ دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے''۔ یعنی جب قوم اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوشاں رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اس کے شامل حال رہتی ہے۔ لیکن جب کوئی قوم اس نعمت کی قدر نہیں کرتی، اللہ کی راہ میں جان دینے سے کتراتی ہے اور مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے لگتی ہے اس کی قوت عملی میں کاہلی اور سستی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں تو اس کو مناسب انداز سے اس کی کوتاہیوں پر متنبہ کیا جاتا ہے۔ اگر پھر بھی وہ اپنی اصلاح نہیں کرتی تو اسے اس منصب جلیل سے ہٹا دیا جاتا ہے اور کسی دوسری قوم کو وہ منصب سنبھالنے کی عزت بخشی جاتی ہے۔ وہ نئی قوم نہ جان کی بازی لگانے میں پس وپیش کرتی ہے اور نہ مال خرچ کرنے میں دریغ کرتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ جو قومیں بلکہ جو افراد اس منصب پر فائز ہیں انہیں اپنے اس منصب کی اس نازک ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے اور انہیں ہر لحاظ سے چوکنا رہنا چاہیے کہ ادائے فرائض میں ان سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہونے پائے۔

Marfat.com

اقبال رحمہ اللہ فرماتا ہے

مسلمان فاقہ مست و ژندہ پوش است
زکارش جرائیل اندر خروش است
بیا نقش دگر ملت بہ ریزم
کہ ایں ملت جہاں را بار دوش است

القرآن

ترجمہ: ''قسم ہے زمانہ کی یقیناً انسان خسارہ میں ہے بجز ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے نیز ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے''۔ (العصر:103)

اقبال رحمہ اللہ

بال جبرئیل میں ''مسجد قرطبہ'' کے زیر عنوان یہ ابتدائی چند اشعار سورۃ العصر کی تشریح ہیں:

سلسلۂ روز و شب، نقش گر حادثات
سلسلۂ روز و شب اصل حیات و ممات

سلسلۂ روز و شب، تار حریر دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سلسلۂ روز و شب، ساز ازل کی فغاں
جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بم ممکنات

Marfat.com

تجھ پر کھلتا ہے یہ، نہ مجھ کو پر کھتا ہے یہ
سلسلۂ روز و شب، صبر فی کائنات

تو اگر ہو کم عیار، میں ہوں اگر کم عیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رو، جس میں نہ دن ہے نہ رات

Marfat.com

القرآن

سورۂ ق:15، ترجمہ: ”تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ مخلوق پیدا کر کے ایسا نہیں بلکہ یہ کفار از سر نو پیدا ہونے کے بارے میں شک میں ہیں“۔ ”بلاشبہ ہم ہی نے انسان پیدا کیا ہے اور خوب جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں“ یعنی اے اہل مکہ! تم سمجھتے ہو کہ ان گنت اور بے شمار انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے کیا ہم آسمان اور زمین کا یہ وسیع و عریض اور پیچیدہ نظام پیدا کرنے کے بعد تھک گئے ہیں؟ اب ہم میں یہ سکت نہیں رہی کہ تمہیں از سر نو زندہ کر سکیں تم بچوں کی طرح کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے رہتے ہو“۔

اقبال

چہ گویم قصہء دین و وطن را	کہ نتواں فاش گفتن ایں سخن را
مرنج از من کہ از بے مہرئی تو	بنا کر دم ہماں دہر کہن را
مسلمانے کہ در بند فرنگ است	دلش در دست او آساں نیاید
زسیمائے کہ سودم بر در غیر	سجودے بوذر و سلمان نیاید

81740

Marfat.com

القرآن المجید

الکہف: 57، ترجمہ: ''ہم نے ڈال دیئے ان کے دلوں پر پردے تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کردی اور تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو جب بھی وہ ہدایت قبول نہیں کریں گے اور آپ کا پروردگار تو بہت بخشنے والا بڑی ہی رحمت والا ہے۔ اگر وہ پکڑ لیتا انہیں ان کے کیے پر تو جلد ان پر عذاب بھیجتا (وہ ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کو سزا دینے کا ایک وقت مقرر ہے۔ نہیں پائیں گے اس وقت اس کے بغیر کوئی پناہ''۔

ارشاد اقبال رحمہ اللہ

گر تو می خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بقرآں زیستن
خوار از مہجوری قرآں شدی شکوہ سنج گردش دوراں شدی

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

Marfat.com

القرآن الحکیم

(آل عمران:139) ترجمہ: ''اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سربلند ہو گے اگر تم سچے مومن ہو''۔

اقبال رحمہ اللہ (غیر مطبوعہ کلام)

خوف شرکیوں ہو اگر خیر ہے مقصد تیرا
تری تسخیر تو ابلیس کو لرزاں کر دے

(جہان اقبال، عبدالرحمٰن طارق)

وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ﴿۸۰﴾ (الشعراء)

ترجمہ: ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت بخشتا ہے''۔

اقبال رحمۃ اللہ کا پختہ یقین تھا کہ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اسے شفاء دیتا ہے اس لئے آپ نے ہمیشہ طب نبوی ﷺ کو ڈاکٹری طریقۂ علاج پر ترجیح دی اور جڑی بوٹیوں سے اپنا علاج کرانا ہمیشہ پسند فرمایا: جیسا کہ ان دو واقعات سے ثابت ہوتا ہے:۔

1۔عبدالوہاب حکیم نابینا انصاری کو اللہ کی توفیق سے نبض شناسی پر ایسی قدرت حاصل تھی کہ بڑے بڑے طبیب اس کی حسرت کرتے تھے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ کو حکیم نابینا صاحب کی معالجانہ سوجھ بوجھ پر بڑا اعتماد تھا۔ایک بار ان کے گردے میں پتھری پیدا ہوگئی۔ڈاکٹروں کی رائے میں آپریشن کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ تھا اور آپریشن کے لئے طے پایا کہ ویانا میں ہو تو بہتر ہے۔کچھ دوستوں کے مشورے سے حکیم نابینا صاحب کا علاج شروع کیا گیا۔حکیم صاحب نے پتھریاں نکالنے والی یونانی دوائیں استعمال کرائیں۔اس موقع پر وہ حجر الیہود کا ایک خاص کشتہ اپنے طریق سے تیار کرتے تھے اور اس کو بھی دوسری دواؤں کے ساتھ دیا کرتے تھے، اللہ کے فضل سے ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ کی سب پتھریاں نکل گئیں۔دوبارہ

Marfat.com

ایکسرے میں نظر نہیں آئیں اور پھر ڈاکٹر اقبال کو کبھی یہ تکلیف بھی نہ ہوئی۔

2۔1934ء میں ایک بار علامہ اقبال رحمۃ اللہ لاہور میں بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کو ان کی زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ گھر کے لوگ بھی مایوس ہو گئے، لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ کی خواہش پر حکیم نابینا صاحب سے رجوع کیا گیا۔ ان دنوں حکیم صاحب دلی میں تھے۔ انہوں نے بغور تمام حالات سن کر یہ تشخیص کیا کہ اعضائے رئیسہ پر غیر معمولی دباؤ پڑھنے کی وجہ سے انتہائی ضعف و نقاہت پیدا ہو گئی ہے۔ انہوں نے مقوی اعضائے رئیسہ دوائیں دینے کے ساتھ ساتھ اپنے خاص بکس کی مشہور دوا ''روح الذہب'' (یہ ایک خاص مرکب تھا جس میں سونے کا جزو بھی شامل تھا) ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ کو بھیجی۔ کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ صاحب حکیم نابینا صاحب کے علاج سے اچھے ہو گئے اور اپنی صحت یابی کے بعد دلی میں حکیم صاحب کے پاس بطور اظہار شکر یہ دو اشعار بھیج دیئے۔ ان شعروں نے اس شاہکار علاج کو زندۂ جاوید بنا دیا۔

ہے دو روحوں کا نشیمن یہ تن خاکی مرا
ایک میں ہے سوز و مستی، ایک میں ہے تاب و تب
ایک جو اللہ نے بخشی مجھے صبح ازل
دوسری وہ آپ کی بھیجی ہوئی ''روح الذہب''

Marfat.com

القرآن الفرقان

آل عمران: 103، ترجمہ: ”اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ تعالیٰ کی رسی سب مل کر اور جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو اس نے تم پر فرمائی جب کہ تم تھے آپس میں دشمن، پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم کھڑے تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچا لیا تمہیں اس میں گرنے سے یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم ہدایت پر ثابت رہو“۔

3 جون 1931ء کو مسلمانان لاہور کا جلسہ عام موچی دروازے کے باہر منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کرتے ہوئے علامہ صاحب نے فرمایا: تم آج تک اپنی مصیبت کے علاج کے لئے ہزاروں تدبیریں کر چکے ہو اب ایک تدبیر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی آزماؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ”اتحاد امتی حجۃ قاطعہ“ ایک دفعہ اتحاد کر کے دیکھو اگر چہ اب تک کی تمام تدابیر ناکام ثابت ہو چکی ہیں لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتلایا ہوا یہ نسخۂ شفا کبھی ناکامیاب نہ ہوگا۔ اتحاد ہر کامیابی کا سرچشمہ ہے اور حصول اتحاد کا راز بھی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے میں ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی وہ رسی ہے جس کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں کیا گیا ہے اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو حکمرانی تمہارے قدموں کے نیچے ہوگی۔

فرد را ربط جماعت رحمت است
تاتوانی با جماعت یار باش
جوہر او را کمال از ملت است
رونق ہنگامۂ احرار باش
شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

Marfat.com

القران

1۔ترجمہ: ''بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کی گردش میں اور جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں اٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو اور جو اتارا اللہ تعالیٰ نے بادلوں سے پانی پھر زندہ کیا اس کے ساتھ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور پھیلا دیئے اسی میں ہر قسم کے جانور اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں اور بادل میں جو حکم کا پابند ہو کر آسمان اور زمین کے درمیان (لٹکتا رہتا ہے ان سب میں) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں''۔(البقرہ:164-165)

2۔ترجمہ: ''اور وہی خدا ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری سناتے ہوئے اپنی رحمت (بارش سے) یہاں تک کہ جب وہ اٹھا لاتی ہیں بھاری بادل تو ہم لے جاتے ہیں اسے کسی ویران شہر کی طرف، پھر ہم اتارتے ہیں اس سے پانی پھر پیدا کرتے ہیں اس کے ذریعہ ہر قسم کا پھل اس طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم نصیحت قبول کرو اور جو سرزمین زرخیز ہے (کثرت سے) اس کی پیداوار اپنے حکم سے اور جو خراب ہے نہیں نکلتی اس کی پیداوار مگر قلیل گھٹیا اسی طرح ہم مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں (اپنی) نشانیاں اس قوم کے لئے جو شکر گزار ہے''۔(الاعراف:56-57)

3۔ترجمہ: ''وہی ہے جو سیر کراتا ہے تمہیں خشک زمین اور سمندر میں یہاں تک کہ جب تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ چلنے لگتی ہیں مسافروں کو لے کر موافق ہوا کی وجہ سے اور وہ مسرور ہوتے ہیں اس سے (تو اچانک) آلیتی ہے انہیں تند و تیز ہوا اور آلیتی ہیں انہیں موجیں ہر جگہ اور ہر طرف سے اور وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں گھیر لیا گیا ہے تو اس وقت پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے کہتے ہیں اے کریم! اگر تو نے بچا لیا ہمیں اسی طوفان سے تو ہم یقیناً ہو جائیں گے تیرے شکر گزار بندوں سے پھر جب وہ بچا لیتا ہے انہیں تو وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔لطف اٹھا لو دنیوی زندگی سے پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں

Marfat.com

پھر ہم آگاہ کریں گے تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے"۔(یونس:22-23)

4۔ترجمہ:"پس ہم بھیجتے ہیں ہواؤں کو بار آور بنا کر پھر ہم اتارتے ہیں آسمان سے پانی پھر ہم پلاتے ہیں تمہیں وہی پانی اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو"(الحج:15-21)

5۔ترجمہ:"اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں اور ہم نے مدہم کر دیا رات کی نشانی کو اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن تاکہ دن کے اجالے میں تم تلاشی کرو رزق اپنے رب سے تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو اور ہر چیز کو ہم نے بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے"۔(بنی اسرائیل:17-12)

6۔ترجمہ:"اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا لیل ونہار کو اور مہر و ماہ کو، سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں"۔(الانبیاء:33)

Marfat.com

اقبال رحمہ اللہ

الارض للہ

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟

کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نور آفتاب؟

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

دہ خدایا! (1) یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں!
تیرے آباء کی نہیں، تیری نہیں میری نہیں!

بال جبرئیل (اقبال)

1۔ گاؤں کا نمبردار (سردار)

Marfat.com

القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

ترجمہ: ''اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرما دیجئے وہ اللہ ہے یکتا، اللہ صمد ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔ (اخلاص)

اقبال رحمۃ اللہ

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے رموز بیخودی میں زیر عنوان ''خلاصہ مطالب مثنوی وتفسیر سورۃ اخلاص'' ہر آیت کی تفسیر فرمائی ہے۔ اختصار کے طور پر چند اشعار درج کیے جاتے ہیں۔

آیت نمبر 1

با یکی ساز، از دوئی بردار رخت   وحدت خود را مگرداں لخت لخت

اے پرتاریکی گر تو توئی   تاکجا باش سبق خوان دوئی

یک شود توحید را مشہود کن   نمائش را از عمل موجود کن

آیت نمبر 2

مسلم استی بے نیاز از غیر شو   اہل عالم را سراپا خیر شو

راہ دشوار است ساماں کم بگیر   در جہاں آزاد زی آزاد میر

تاتوانی کیمیا شو گل مشو   در جہاں منعم شو وسائل مشو

از پیام مصطفیٰ آگاہ شو   فارغ از ارباب دون اللہ شو

آیت نمبر 3

نیست از روم و عرب پیوند ما   نیست پابند نسب پیوند ما

ہر کہ پادر بند اقلیم وجد است   بے خبر از لم یلد لم یولد است

Marfat.com

آیت نمبر 4

رشتۂ "بالم یکن" باید قوی تاتو در اقوام بے ہمتا شوی
آنکہ ذاتش واحداست ولاشریک بندہ اش ہم در نسازد باشریک
خرقۂ لا تحزنوا اندر برش انتم الاعلون تاجے برسرش
خوار از مہجوری قرآں شدی شکوہ سنج گردش دوراں شدی
اے چو شبنم بر زمین افتندۂ در بغل داری کتاب زندۂ
تا کجا درخاک می گیری وطن؟ رخت بردار و سر گردون فگن

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے روایتی تراکیب کے ساتھ ساتھ کچھ نئی تراکیب بھی اپنائیں کیونکہ اپنی جدت طبع کی وجہ سے مسلم امہ کو بیدار کرنا چاہتے تھے جن کے لئے قرآنی آیات سے استنباط کرنا ضروری تھا۔ اس لئے آپ نے جابجا قرآنی آیات کے حوالے اپنے کلام میں دیئے ہیں۔ جن سے کلام میں روحانیت اور تقدس کی فضا پیدا ہوگئی۔ مثلاً درج ذیل قرآنی الفاظ آپ کے اشعار میں ملتے ہیں:

نمبر	قرآنی الفاظ	معنی	حوالہ
1	وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝	اور ہم نے تیری خاطر تیرا ذکر بلند کر دیا (اشارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے)	(الم نشرح)
2	اِنَّ الْمُلُوْكَ	"جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں جو عزت دار ہوتے ہیں انہیں ذلیل کر دیتے ہیں"۔	(نمل:34)
3	لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝	بیشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔	(آل عمران)
4	وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝	اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔	(النجم)

Marfat.com

5	لَا تَخَفْ	ڈر مت...... حکم ہوا موسیٰ کو اسے (اژدھا کر پکڑ لو) اور مت ڈر اور ہم لوٹا دیں گے اسے اپنی اصلی صورت پر۔	(ہود:70)
6	لا یحزنون	اور نہ غم کرو	(آل عمران)
7	وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾	فرشتے انہیں کہیں گے اب آنکھیں کھلیں۔ تم تو اسی عذاب کیلئے بڑی جلدی مچا رہے تھے۔	(یونس)
	يَنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾	تیزی کے ساتھ نیچے اترنا	(الانبیاء)
	لَا تَذَرْ	اور رب نے کہا اے نوح نہ ڈر	(نوح:26)
	لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ	مایوس نہ جاؤ اللہ کی رحمت سے	(الزمر:53)
	قم باذن اللہ	اٹھ اللہ کے حکم سے (ضرب کلیم میں اس کا عنوان ہے)	(آل عمران)
	وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾	قسم ہے اس تابندہ ستارے کی جب وہ نیچے اترا	(النجم)
	لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ پکارے	(القصص:88)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نعت کے چند اشعار

(۱)

بَلَغَ الۡعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتۡ جَمِیۡعُ خِصَالِہٖ صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ

کہتے ہیں سعدی رحمہ اللہ شیرازی چوتھے مصرعہ پہ اٹک گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا "سعدیہ"! کہو "صَلُّوا عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ"۔

(۲)

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ یہ شعر حضرت خواجہ ہمام الدین علاء تبریزی (م 713ھ-1313ء) کا ہے۔ ان کا کہا ہوا اصل شعر تو یوں ہے:۔

ہزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب ہنوز نام تو بردن مرانمی شاید

مگر یہ شعر زبان زد خاص و عام پہلی طرز میں ہی مشہور و معروف ہو چکا ہے۔ اللہ جانے یہ تبدیلی کیسے ہوئی مگر اس ذرا سی تبدیلی سے یہ شعر نعت گوئی میں کمال عجز کا بولتا ہوا اعتراف بن گیا ہے۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے چند کتب تالیف کرنے کی سعادت عطا فرما کر بہت مہربانی فرمائی ہے۔

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگئی خویش کہ کارے کردم

میاں محمد سعید شاد

لاہور 6 ستمبر 2005ء

Marfat.com

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

از

(جسٹس (ر) ڈاکٹر منیر احمد مغل)

ا۔ تصنیف و تالیف کا ملکہ عطاء الٰہی کے بغیر محال ہے۔ بات کہہ پانا اور پھر اس بات کو دوسروں کے اذہان و قلوب میں احسن طریقے سے اتار سکنا عطاء پر عطاء ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک جسے چاہے اور جب چاہے اپنی عطاؤں سے نواز دے۔ بندہ کو بہر حال بندہ بن کر رہنا چاہئے اور اپنے خالق و مالک کے حضور ہمہ وقت غیر مشروط اطاعت کا نام ہی بندگی ہے۔ کس بات میں خالق و مالک راضی ہے اور کس بات میں ناراض اس کا پتہ کیسے چلے تو یہ بات بھی صاف کر دی گئی ہے کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ دعویٰ محبت الٰہی کی دلیل بھی اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا گیا۔ ماں، باپ، بہن بھائی مال اولاد جان سب سے اولیٰ محبت خاتم النبیین والرسل کو قرار دیا گیا۔ ہر قول و فعل حتیٰ کہ صحیح ہونے کا معیار اسوۂ حسنہ کو قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ جب کوئی سہارا دونوں جہانوں میں نہ مل سکے تو سب سے آخری اور یقینی سہارا شفاعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شافع روز محشر کو قرار دیا گیا۔

۲۔ جب تک اس اصول کو مدنظر رکھا گیا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تقاضے پورے ہوتے رہے اور مسلمان رو بہ ترقی رہے۔ جب اس طرف سے ہٹ کر دوسری طرف توجہ ہونے لگی تنزل ہمارا مقدر بن گیا۔

۳۔ دوسروں کو کیا کہنا خود گھر کی خبر لیں ہم ہر اس کام کو بخوشی کرنے کے لئے تیار ہیں جس میں خود غرضی ہو ذرا نہیں سوچتے کہ ہمارے اس کام سے دوسروں کے کتنے حقوق تلف ہو جائیں گے ہم میں دوسرے کی بات سننے کی برداشت نہیں۔ حق دے دینا تو بہت بڑی بات ہے حق کو تسلیم کرنا بھی نادانی شمار ہونے لگا ہے تمام برائیوں کی جڑ جھوٹ ہے۔ ہر

Marfat.com

جھوٹ ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا ظلم عظیم ہے۔ عبادت ایک نتیجہ رکھتی ہے اور یہ ہے کہ جس کی عبادت کی جائے اسکے ہر حکم کی بلا چون و چرا اطاعت کی جائے۔

۴۔ ہمارا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم پر کوئی نہ کوئی سوال کئے بغیر رہتے ہی نہیں۔ محبت میں سوال نہیں ہوا کرتا۔ محبت میں اطاعت ہوتی ہے۔ غیر مشروط اطاعت۔

۵۔ مسلمانان عالم کو جان لینا چاہئے کہ دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی طرح ہو گئی ہے۔ یہ باہمی تعلقات کے لئے ایک آسانی ہے۔ ہر دور میں مقابلہ ہوا کرتا ہے مقابلہ میں وہی کامیاب ہو پاتے ہیں جو پوری محنت لگن نظم وضبط اتحاد و اتفاق اور ایمان یقین کے ساتھ صحیح رخ پر صحیح اصولوں پر کام کرتے ہیں۔ سروری اور سرداری کا تقاضا ہے کہ ہمارے اندر وہ اوصاف حمیدہ پیدا ہوں جو ایک خادم اقوام کے اندر ہونے چاہیں۔ تبھی ہم قوموں کی برادری میں صف اول میں آسکیں گے۔ سب سے پہلی بات علم و ہنر کی ہے۔ علم و ہنر کے میدان میں ہم سب سے پیچھے ہیں۔ ٹیکنالوجی میں ہم کو بہت کچھ سیکھنا ہے۔ دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے اور ہم جدید علوم سے بے بہرہ ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر کام کے لئے وقت اور محنت درکار ہوتی ہے مگر ہم نہ تو وقت کی قدر کرتے ہیں نہ محنت کی طرف آتے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ کوئی آدمی اپنی بساط سے زیادہ کام نہیں کرسکتا لیکن کام کرے تو سہی۔ کام نہ کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ رزق حلال اور صدق مقال ہی تو ہمارے نمایاں نشان تھے۔ آج رزق کا جو حال ہے الامان الحفیظ! سود، سٹہ، رشوت، چوری، چکاری، ڈاکے، دھوکہ دہی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ ہم ان میں سرعام ملوث ہیں یہ بھولے ہوئے ہیں کہ زندگی کے زیادہ دن گزر گئے عنقریب اس دنیا کو چھوڑ جانا ہے اور ہر قول و فعل کا حساب دینا ہے۔

۶۔ فاضل مولف میاں محمد سعید شاد ایک ماہر تعلیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تصنیف و

Marfat.com

تالیف کی سعادت بخشی ہے ان کے دل میں قوم کا درد ہے۔ وہ ایک صالح انسان ہیں۔ جسے حق سمجھتے ہیں برملا کہہ دیتے ہیں کسی کی دل آزاری ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ بلکہ قوم کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اب بھی وقت توبہ ہے وقت رجوع ہے وقت اصلاح ہے۔ والدین نے ان کا نام محمد سعید رکھا سعادت و نیک بختی ان کے ایک ایک لفظ سے ٹپکتی ہے۔ شاد کا لقب ان کا اپنا ہے خدواند کریم ان کو شاد و آباد رکھے خود بھی خوش رہیں اور قارئین کو بھی ان کی تحریریں خوشیاں نصیب کریں، ایسی خوشیاں جن میں اللہ اور اس کے محبوب محمد ﷺ کی خوشیاں موجود ہوں۔ کتاب سے اختلاف کا حق ہر قاری کو ہوتا ہے۔ اور اختلاف اگر نیک نیتی اور اصلاح پر مبنی ہو تو باعث رحمت ہوتا ہے اور گنجائش عمل و پیدا کرتا ہے اگر اختلاف خلاف کی صورت اختیار کر پائے تو بجائے رحمت کے زحمت اور انتشار کا سبب بن جاتا ہے۔ ایک دوسرے کی بات سننے کے لئے وسعت قلبی درکار ہوتی ہے برداشت درکار ہوتی ہے اور اس کے بعد اگر بات حق نظر آئے تو اس کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہوتا ہے ورنہ بحث و تمحیص تضیع اوقات کا سبب بن جاتی ہے۔ جب بھی کوئی بات کریں یا کوئی کام کریں اصل الاصول ہے کہ دیکھ لیں میرا یہ قول و فعل ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ یہ طرز عمل یہ روش تمام مشکلات کا حل ہے اور یہ ہر کامیابی کی ضمانت

۷۔ مملکت خداداد پاکستان ایک عطیہ الٰہی ہے اس کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمیں مل جل کر اس کے مسائل کو حل کرنا ہوگا اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق اپنا اپنا صحیح رول ادا کرنا ہوگا۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ہم بھی دنیا کی صف اول میں آجائیں گے۔

۸۔ احسان کا پہلا درجہ تو یہی ہے کہ بندہ یہ احساس پیدا کر پائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ درجہ تو ضرور حاصل ہو پائے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اصلاح کردار کے لئے یہ احساس بڑا قیمتی ہے۔ احساس سود و زیاں بھی بڑا قیمتی ہے۔ جب کسی قوم میں اتنی بے حسی آجائے کہ اسے نفع نقصان کا احساس تک نہ رہے تو وہ قوم

Marfat.com

دوسروں کی نظروں میں گر جاتی ہے اور پھر اس کے دوبارہ بیدار ہونے میں بڑا وقت لگتا ہے۔

محترم محمد سعید شاد کی کتاب ''مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو'' اسی طرف سعی جمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و تندرستی اور سلامتی ایمان کی نعمتوں سے نوازے رکھے اور ان کا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز رہے۔ (آمین)

ناچیز
منیر احمد مغل
125/B جوڈیشنل کالونی
رائے ونڈ روڈ ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور
فون نمبر: 5425583
23 نومبر 2005ء

Marfat.com

نقد و نظر

از

(ڈاکٹر عبدالمجید اولکھ)

زیرنظر کتاب ”مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو“ دراصل جذب اندروں سے مولف کی طرف سے ایک طرح کے تپش ایمانی کا اظہار ہے۔ مگر یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے جو خون جگر کی آمیزش سے فکر فردا کر کے جملہ اہل ایمان کو ایقان کی دولت سے مالا مال کر کے اسلامی انقلاب لائے۔ اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کی ابتداء سے بین الاقوامی طور پر مسلمانوں کی ہلاکت وفلاکت اور زبوں حالی پر درد دل اور پاکستانی سیاست، قیادت و سیادت اور معیشت و معاشرت کی بدحالی پر اپنے خون جگر کی آمیزش سے یہ تالیف خاص و عام کو پیش کی گئی ہے۔ غربت اور بے چارگی کے اتھاہ سمندر میں عوامی حمیت کی عالم اسلام میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص بے حسی کے بارے میں مولف نے بڑی دردمندی کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ ان کا یہ جذبہ ایمانی عالم اسلام کو غفلت کی نیند سے جگانے اور حب الوطنی سے اہل پاکستان کو نظریہ پاکستان اور وابستگی اسلام سے سرشار کرنے کے لئے ہے۔ وہ مسلمانان عالم کو جگانا چاہتے ہیں اور اہل پاکستان کو غفلت کی نیند سے اٹھا کر حضرت قائداعظم کی میراث اور مصور پاکستان علامہ اقبالؒ کے افکار و خیالات کی یاد تازہ کرانا چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان کو ہر حال میں خوشحال اور شریعت اسلامیہ کا پندرھویں صدی ہجری کا ایک عالمی ماڈل دیکھنا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب مغربی دنیا کی جدیدیت کی ترقی سے مسلمانان عالم کو اسلامی قدامت کے ناقابل عمل ہونے کے طعن کا مدلل جواب دیتے ہیں۔ اس جدید دور میں اسلام ہی کے ماضی کی آب و تاب سے سبق کے طور پر عدل و انصاف اور باکردار صالحیت سے مرصع انسانیت کی طرح نو چاہتے ہیں۔ اسلام کے اپنے نظام عدل و انصاف کے ذریعے امن و سلامتی سے ترویج و ترقی اور خوشحالی کا دور دیکھنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ جناب میاں صاحب نے جہاں جملہ اسلامی ممالک کے مطلق العنان حکمرانوں کو خواب گراں سے بیدار کرنے کی سعی کی ہے وہاں پاکستان کے صاحبان اختیار و اقتدار اور وابستگان حزب اختلاف کو راہ راست پر چلنے، ضد، ہٹ دھرمی اور انا سے بچنے کی تلقین بھی کی ہے۔ پاکستان کے غیور مگر سادہ لوح عوام ایک طرف جہاں اپنے سیاست دانوں کی بے تدبیری سے بیزار ہیں وہاں اپنے ان جھوٹے سیاسی و خود ساختہ رہنماؤں کی ناقص کارکردگی اور غیر مستحکم حکمت عملی سے نالاں اور دل برداشتہ بھی ہیں۔ پاکستانی عوام گھمنڈی علماء کی فرقہ واریت پر مبنی اسلامی استحصالیت سے کنارہ کشی چاہتے ہیں۔ دین متین کی حقانیت سے بے خبر بلکہ متنفر نوکرشاہی کی چالوں، رشوت، غبن، لوٹ مار، بے انصافی اور حکومتی نظام کی بدنظمی کے شکار مگر ایٹمی طاقت کے حامل پاکستان میں مولف اسلام کی نشاۂ ثانیہ (Renaissance) چاہتا ہے۔ سورۃ ال عمران کی آیات ۱۰۳ تا ۱۱۲ میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ایک حبل اللہ میں پروئی امت کا حکم دیتے ہیں جبکہ رسول کریم ﷺ نے دنیا جہاں میں فرقہ واریت و گروہ بندی سے پاک، نیکی، امن، آشتی اور عدل گستری کی معاشرت و معیشت پر مبنی نظام عطا فرمایا ہے۔ دنیائے اسلام کو وہ اجتماعیت چاہئے جس میں ہر مسلمان کی حیثیت کی قدر و منزلت ہو مگر افسوس! علمائے امت اور رہنمایان قوم نے اسے انتشار و افتراق کی نظر کر دیا۔ صراط مستقیم پر چلانے والے ''انعمت علیھم'' کے فیض نظر سے مزین اہل اللہ کی وراثت کعبہ کے برہمنوں کی نظر ہو جائے تو اسلام کو از سر نو ترقی و عروج دلانے کیلئے قرآنی تعلیم کے نفاذ کی اشد ضرورت ہے۔

۳۔ مسلمانان عالم کے عروج و زوال کے اسباب و علل پر اسلامی ممالک میں بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ اصل بات عمل کی ہے۔ اگر عمل نہیں تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مولف نے امت مسلم کو اسی پیغام کی یاد دہانی کرائی ہے جو اقبال نے ۱۹۱۲ء میں ''نوید صبح'' میں دیا تھا کہ ''مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو'' مولف نے مسلمانان عالم کے ضمیر کو جھنجوڑنے اور محاسبہ کرنے کی ضرورت کا احساس بھی دلایا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر مہاتیر محمد سابق وزیراعظم ملائیشیاء جو بیسویں صدی کے عالم اسلام کے ایک ماڈل دانائے راز لیڈر ہیں کے ایک معروف خطاب کی پوری کارروائی محفوظ کر لی ہے۔ اس خطاب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے" کہ مسلمانوں کو چاہئے عقل سے کام لے کر یہود و نصاریٰ کو شکست دیں۔ غیظ وغضب میں پڑ کر حملے نہ کریں بلکہ مسلم ممالک کو مستحکم اور منظم ہونا چاہئے انہیں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق موثر دفاع کے لئے آلات حرب وضرب خود بنانے چاہئیں مگر مقام افسوس ہے کہ جو لوگ ہماری تحقیر کرتے ہیں ہمیں انہیں سے ہتھیار خریدنے پڑتے ہیں۔ ہمیں جاننا چاہئے کہ ساری غیر مسلم دنیا ہماری مخالف ہے ہمیں آپس کے تمام اختلافات مٹا کر یک جا ہو جانا چاہئے۔"

کتاب کا طرز تحریر سادہ موثر اور دلچسپ ہے، پڑھنے سے جی نہیں اکتاتا، قومی احوال کی اصلاح کے لئے چالیس سے زائد نہایت مفید تجاویز بھی دی گئی ہیں حکومتی سطح پر ان کے نفاذ کا جائزہ لینا چاہئے، موجودہ دور کی نئی نئی اصطلاحات (Terminologies) کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی جمیلہ کو حبیب مکرم نبی معظم و محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اپنے دربار میں مقبول ومنظور فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر عبدالمجید اولکھ ایم۔اے (عمرانیات)
ایم اے (عمومی انتظامات) ایل ایل بی (پنجاب)
ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی (فوجداری انصاف)
سٹی یونیورسٹی نیویارک (امریکہ) سابق پرنسپل
پاکستان ادارہ تربیت عملہ جیلخانہ جات ونظام
انصاف، وزارت داخلہ لاہور
11۔ نیشنل کالونی رحمٰن پورہ لاہور
30 نومبر 2005ء

Marfat.com

نوٹ: جناب ڈاکٹر صاحب متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ آپ نے قرآن حکیم (کنزالایمان) از مولانا محمد احمد رضا خاں بریلوی قادری کا اردو انگریزی کا ایک ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ نیز ایک دوسرے قرآن حکیم کے عربی متن سے براہ راست انگریزی زبان میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ یہ دونوں نہایت اہم کام دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر بے حد تعریف کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وتندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے۔

(آمین)

محمد علی چراغ

جناب محمد علی چراغ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ نیشنل بک فاؤنڈیشن میں بطور ایڈیٹر خدمات انجام دیتے رہے، آپ کم بیش 25 کتب کے مصنف ہیں جن میں پاکستانیات پر اکابرین تحریک پاکستان، تاریخ پاکستان، مطالعہ پاکستان، قرارداد پاکستان، پاکستان، تاریخ، ریاست، سیاست، آئین، پاکستان منزل بہ منزل، قائداعظم کے مہ و سال، مادر ملت فاطمہ جناح ایک ہمہ جہت شخصیت وغیرہ اہم اور مشہور ہیں۔ انہوں نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر بھی بڑا وقیع کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد اسلامی کتابوں کے بھی وہ مصنف ہیں۔ وہ ایک روشن خیال ادیب اور واضح افکار مصنف ہیں۔

(مؤلف)

Marfat.com

تعارف/تقریظ

زیر نظر کتاب میں سورۃ البقرۃ کی آیت 177 کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں نے دین صرف ظاہری عبادات اور دیگر جاہلی رسومات کی ادائیگی تک ہی محدود کر لیا ہے۔ باقی احکامات الٰہیہ یعنی معاملات، اخلاقیات اور عقائد کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نیکی بس یہی نہیں کہ تم نماز، روزہ، حج اور زکوۃ تک ہی محدود ہو بلکہ تمام قرآنی احکامات کی تعمیل کرنا ہی اصل نیکی ہے۔ مسلمانوں پر مصیبت، ذلت و رسوائی، ان کے ضعف وزوال اور ان کے اضمحلال و انحطاط کی اصل وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے عبادات کے علاوہ دیگر قوانین الہیہ کو صرف نظر انداز کر رکھا ہے جس کی وجہ سے مسلم امہ آج زمانے کی حریف قوتوں کا مقابلہ کرنے کا عزم ہار چکی ہے۔ ذلت و مسکنت، محکومی و غلامی مسلمانوں کا مقدر بن چکی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ اسی جذبہ وشوق اور ذمہ داری سے دیگر جملہ قرآنی احکامات پر عمل بھی کیا جائے مثلاً۔

(ا) سورہ آل عمران آیت 103 میں ارشاد ہے کہ "اور پکڑ لو اللہ کی رسی مضبوطی سے سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا" اسی سورۃ کی آیت 105 میں فرمایا گیا ہے "مسلمانوں کو گروہ بندی اور فرقہ پرستی سے منع کیا گیا ہے۔" سورہ شوریٰ آیت 10 میں حکم ہے کہ "باہمی اختلافات کی صورت میں فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو" سورۃ البقرۃ آیت 119 میں واضح کر دیا گیا ہے کہ "اور ہرگز خوش نہ ہونگے آپ ﷺ سے یہود و نصاریٰ" سورہ آل عمران آیت 28 میں ارشاد ہے "نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر" سورہ الانفال آیت 60-59 میں حکم دیا گیا ہے۔ "جہاد کیلئے تیار رکھو اپنی قوت اور طاقت" اور پھر سورہ الحج آیت 78-77 میں حکم دیا گیا ہے "اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسی طرح سے جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔" وعلی ھذا القیاس ....

Marfat.com

زیر نظر کتاب میں مؤلف نے

(i) ان آیات اور دوسری متعلقہ مضمون آیات مقدسہ کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے کہ جس توجہ اور انہماک سے مسلمان عبادات پر توجہ دیتے ہیں اسی انداز اور اسی ذمہ داری سے ان احکامات خداوندی پر بھی عمل پیرا ہوں جو اس وقت بدقسمتی سے پس پشت ڈال رکھے ہیں جس کی وجہ سے آج مسلم امہ یہود ونصاریٰ کی برتری اور قوت کے سامنے سرنگوں ہے۔ اس لئے اپنی عظمت رفتہ کے حصول کے لئے لازمی اور لابدی ہے کہ قرآن وسنت پر اس طرح عمل کیا جائے جس طرح سے اس کا حق ہے۔ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر اور روڈ میپس کے تناظر میں آج رجوع الی اللہ ہونا اور جملہ احکامات الٰہیہ پر عمل کرنا اور بھی ضروری ہے۔

(ii) والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار پر شیطانی مکروفریب کی نشان دہی امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی تلبیس ابلیس اور امام غزالیؒ کی منہاج العابدین کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو اس کا مطالعہ کر کے تمام شیطانی مکروفریب سے بچنا چاہیئے۔ نیز انوار سہیلی میں بتائے گئے اصول آئین جہانبانی و جہانداری سے بھی استفادہ کرنا چاہیئے۔

(iii) مکتوبات کی اثر انگیزی (باب سوم) کے تحت نہایت دل نشین انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مکتوبات ابوبکر صدیق، مکتوبات عمر فاروق، حضرت علی رضی اللہ عنہم کا دستور نامہ، مکتوبات مجدد الف ثانی اور مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ علیہ کی روشنی میں حکمرانوں کو انداز جہاں بانی و جہاں داری سیکھنے چاہئیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مکتوبات ایک گراں قدر علمی خزانہ وتحفہ ہیں۔ یہ ایسے مکتوبات ہیں جو مسلمانان عالم بالخصوص حکمرانوں کے لئے ہر دور میں مشعل راہ اور گائیڈ بک کا کام دے سکتے ہیں۔ آج کی دنیا کے جدید ترین معاشرتی، سماجی، ثقافتی عسکری اور فوجی تقاضوں سے باوقار طور پر عہدہ برآ ہونے کے لئے ان سے بڑھ کر کارآمد اور کوئی منشور پیش نہیں کیا جا

Marfat.com

سکتا۔ ان تمام خطوط میں اسلامی احکام، دینی شعائر اور خالصتہ سیاسی امور پر نہایت دانش مندانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بحوالہ سیاست وسیادت جہاد بالسیف کے بجائے جہاد باللسان کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

(iv) باب چہارم میں امامت کی اہلیت کے لئے کون سی شرائط کا ہونا ضروری ہے؟ صدر مملکت میں کون سی صفات ہونی چاہیں؟ وزارت کی اقسام کیا ہیں؟ وزارت تفویض اور وزارت تنفیذ کی تشریح اور ایک وزیر میں کیا صفات ہونی چاہیں؟ امام ابوالحسن علی بن محمد البغدادیؒ کی مشہور کتاب ''الاحکام السلطانیہ'' کی روشنی میں ان موضوعات پر نہایت مفید معلومات بہم پہچائی گئی ہیں جن سے استفادہ کر کے صدر اور وزیر کا انتخاب کرنا چاہئے تا کہ ہر آئے دن کے سیاسی انتشار اور اکھاڑ پچھاڑ سے بچا جا سکے۔

(v) ''اقبال کا پیغام بلاد عربیہ کے نام اور'' اقبال اور مسئلہ فلسطین'' کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اقبال کو ذاتی طور پر مسئلہ فلسطین اور عربوں کے مستقبل سے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نیک خواہشات اور محسوسات کا اظہار کیا ہے۔ آپ کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ عرب باوجود مسلسل ناخوشگوار تجربات کے مغربی طاقتوں کو اپنا دوست اور ہمدرد سمجھتے ہیں اور ان ہی سے اپنے مسائل ومشکلات کے حل کی امید رکھتے ہیں۔ خصوصاً مسئلہ فلسطین کے عادلانہ حل کی امید رکھتے ہیں۔ باب پنجم اور ششم کے مطالعہ سے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ہر حال میں اپنے اندر جذبہ خود انحصاری پیدا کرنا چاہئے۔

(vi) مسلمانوں کے عروج وزوال کے اسباب وعلل، تاریخ اسلام کی روشنی میں باب ہفتم میں ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔ تاریخ عالم کا یہ واقعہ کس قدر حیرت ناک ہے کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں نے نہایت تیزی اور حیران کن انداز سے ترقی کی اور اپنے شاندار کارناموں کا نقش صفحہ تاریخ پر اس طرح سے ثبت کیا کہ دنیا کی دوسری قومیں ان کی عظمت و برتری کے سامنے سر اطاعت خم کرنے پر مجبور ہو گئیں۔ اب وہی مسلمان ہیں جن پر ہلاکت، فلاکت ونحوست مسلط ہے۔ ان کا شیرازہ ملی پراگندہ ہے۔ دفاعی لحاظ سے اقوام یورپ کے

Marfat.com

محتاج کل ہیں۔ سیاسی طور پر انتشار وافتراق کا شکار ہیں۔ داخلی امور پر گرفت ہے نہ خارجی امور پر تسلی بخش ہیں۔ علم وعمل ایمان وایقان، روحانیت واخلاق کے لحاظ سے ہم جتنے پست اور زبوں حال آج ہیں پہلے اتنے کبھی بھی نہ تھے۔ اس باب کے مطالعے سے مسلمانان عالم کو عبرت حاصل کر کے اپنے دگرگوں حالات کو سنوارنے کی ازحد سعی کرنی چاہئے۔

(vii) باب ہشتم میں پاکستان کے سدا بہار خاندان "جو ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتا ہے" کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ پاکستان میں ایک ایسا خاندان سیاست، تجارت انتظامیہ مقننہ، عدلیہ اور عسکریہ پر چھایا ہوا ہے جو سادہ لوح عوام کے سامنے بیانات میں ایک دوسرے کو ملک دشمن اور غدار قرار دیتے ہیں لیکن بیٹے اور بیٹیاں انہی کے ہاں بیاہتے ہیں۔ شادیوں کی تمام تقریبات اکٹھی مناتے ہیں۔ شکست یا فتح دونوں صورتوں میں یہی لوگ برسر اقتدار رہتے ہیں۔ گویا پاکستان پر باہمی رشتہ داریوں میں جڑے ہوئے ایک ایسے سدا بہار خاندان کی ہمیشہ حکمرانی رہی ہے جن کے افراد مملکت پاکستان کے تینوں بااختیار ستونوں، عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کے ساتھ افواج کی اہم شخصیات کسی نہ کسی حوالے سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور منسلک ہیں۔ قارئین کرام ان تمام حیران کن تفصیلات کو پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ جب صورت حال ایسی ہو تو ملک میں سیاسی استحکام کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔

(viii) باب نہم میں قومی احوال کی اصلاح کے لئے چالیس تجاویز دی گئی ہیں۔ ان میں اسلامی تاریخ، تمدنی، دینی اور معاشرتی بصیرت، قیام نظام اسلام کی عملی توجیہات اور راست گوئی، صداقت افکار، شستہ خیالی اور زندگی کے مسائل سمجھانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ تمام ملکی اور ملی مسائل کو علمی اور عملی تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ یہ تمام تجاویز پاکستان کے جمہوری تقاضوں اور نظام کو ملحوظ خاطر رکھ کر ایک سچے پاکستانی اور ایک ذمہ دار شہری کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ یہ چالیس تجاویز دراصل ایک طرح کے چالیس عوامی آئینی ابواب کا خلاصہ ہیں جو فکری بصیرت کے ساتھ ساتھ عملی وتنقیدی توانائیوں سے معمور ہے۔ مصنف کی ان تجاویز کو نافذ العمل بنانے کے لئے حکومتی سطح پر موثر کارروائی کرنی چاہئے۔ مناسب ہوگا

Marfat.com

کہ ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان تمام تجاویز کا بنظر غائر جائزہ لے اور اپنی سفارشات منظوری کے لئے حکومت کے سامنے پیش کرے۔

(ix) باب دہم کا مطالعہ قارئین کے علم میں اضافے کا باعث ہوگا۔ اس میں آج کل کے دور میں استعمال ہونے والی بعض جدید اصطلاحات Texminologies کی وضاحت کی گئی ہے۔ مثلاً دہشت گرد، کیمپ ڈیوڈ، روڈ میپس، صیہونیت (Zionism) نصرانیت (Christianity) گلوبل انٹرنیشنل، نظریہ وفاق عالم، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن وغیرہ کی تشریحات کی گئی ہیں۔ ان معلومات سے قارئین مستفید ہونگے۔

اس امر میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اس وقت مسلم امہ اُن تمام احکامات الٰہیہ جن کی تشریح وتوضیح اس کتاب کے باب اول میں کی گئی ہے۔ سرتابی کی مرتکب ہے۔ دین کو صرف عبادات تک ہی محدود سمجھ لیا گیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بحیثیت مجموعی ملت اسلامیہ کو جملہ احکامات الٰہیہ کی تعمیل کی طرف راغب کیا جائے۔ جناب شاد صاحب نے عہد حاضر کے سب سے اہم اور سب سے زیادہ سنجیدہ موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ شاد صاحب نے اس سے پہلے میاں محمد نواز شریف سابق وزیراعظم پاکستان کو اپنی کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' کے ذریعے ان شیطانی مکروفریب سے آگاہ کیا تھا جن کے ذریعہ شیطان بادشاہوں اور صاحبان اختیار واقتدار کو تخت وتاج سے معزول کرا دیتا ہے۔ جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے توجہ نہ فرمائی اور زیر عتاب آگئے۔ جب دوبارہ یہی کتاب انہیں جیل بھیجی گئی تو پھر اسے خوب پڑھا۔ اس ضمن میں کی گئی خط وکتابت کو قارئین کی دلچسپی کی خاطر اسی کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

امت مسلمہ کو اس وقت اللہ کی اس سرزمین پر گوناں گوں مشکلات مسائل وآلام پیچیدگیوں، ناہمواریوں اور دشمنان اسلام کی ہمہ پہلو منافقانہ اور شاطرانہ پالیسیوں اور چالاکیوں کا سامنا ہے۔ امت پر ایسا نازک وقت اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ شاد صاحب کی یہ کتاب ''مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو'' قرآن وسنت کی روشنی میں

Marfat.com

تصنیف کی گئی ایک معتدل قسم کے فلسفیانہ افکار و احوال کی ایک مستند دستاویز ہے۔ کتاب ہذا نہایت پر مغز توانائیوں اور علمی ادبی محاسن کو بھی اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے۔ ایک پر درد مسلمان اور دین حق کے سچے خادم کے سادہ لیکن بامعنی خیالات اس کتاب میں ایک تواتر اور فطری تسلسل کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔

یہ ساری کتاب اصل میں ڈاکٹر مہاتیر محمد سابق وزیراعظم ملائیشیاء چیئرمین اسلامی کانفرنس کے ایک خطاب کی اساس پر تصنیف کی گئی ہے۔ اس خطاب کی پوری کارروائی کتاب ہذا کے ''ابتدائیہ'' میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ جسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس دور میں ڈاکٹر مہاتیر محمد نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کے دلوں کو خوب گرمایا ہے یورپی ایوانوں میں بھی ان کے خطاب کا تذکرہ برسوں تک ہوتا رہے گا۔ اس پر اسلام دشمن طاقتیں مختلف انداز فکر سے سوچیں گی اور ان کی پالیسیوں کے رخ اور نہج میں تبدیلیاں غیر متوقع ہونگی۔ لیکن خدا کرے اسلامی دنیا بھی انہی افکار و خیالات کی روشنی میں نئے تقاضوں کے مطابق اپنی نئی راہیں متعین کرے۔ شاد صاحب نے تو اپنی اس تصنیف میں اپنے انداز اور طریق پر خاص ادبی، علمی اور اسلامی رنگ میں امت مسلمہ کو وہی پیغام دیا ہے جو اقبالؒ نے 1912ء میں ''نوید صبح'' میں دیا تھا کہ ''مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو'' شاد صاحب نے اس کتاب میں جا بجا اقبالؒ کے افکار عالیہ اور اشعار کو حسب ضرورت اور اپنی فکر کو پرمایہ بنا کر پیش کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل فکر اقبال ہی ان کے ذوق تصنیف و تالیف کا سبب بنا ہے۔ یوں شاد صاحب کی سوچ فکر اقبالؒ ہی کی ترجمانی ہے۔

آج اس تلخ حقیقت سے کوئی بے خبر نہیں کہ ہمارے ہاں فحش اور اخلاق سوز لٹریچر کی بھرمار ہے۔ عوام میں جاسوسی ناول، عشقیہ قصے کہانیاں طرح طرح کی مخرب اخلاق ڈائجسٹوں کو پڑھنے کا بہت شوق اور رجحان ہے جس کی وجہ سے بالخصوص نوجوان لڑکے لڑکیاں دین و ایمان سے منحرف اور اپنی پاکیزہ روایات اور اقدار سے بیگانہ ہو کر بے

Marfat.com

حیائی اور بداخلاقی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ دینی، علمی، ادبی اور تاریخی کتب پڑھنا پسند ہی نہیں کرتے۔ یہ کتاب خالصتاً قرآن وحدیث کے حوالہ جات پر مبنی ہے۔ تاریخی علمی اور ادبی لحاظ سے یہ ایک گراں قدر دستاویز ہے۔ اسے ہر لحاظ سے ایک کتاب حوالہ جات یعنی Reference Book کہا جاسکتا ہے۔ بدیں وجہ پرزور سفارش کی جاتی ہے کہ حکومت پاکستان اس کی پذیرائی فرمائے۔ تمام سرکاری دفاتر، سکولوں اور کالجوں کی لائبریوں میں اسے رکھا جائے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے جملہ اراکین کو اس کے مطالعے کا پابند بنایا جائے۔ پبلک لائبریوں میں بھی اسے رکھا جائے تاکہ عوام اس کے مطالعہ سے مستفید ہوسکیں۔ وما علینا الا البلاغ

(13 دسمبر 2005ء)

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات

جب کوئی قوم:

☆......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دشمن مسلط کر دیتا ہے جو اس کے مال و اسباب چھین لیتا ہے۔

☆......علی الاعلان فحش کام کرنے لگتی ہے تو وہ نئی نئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

☆......زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو ان پہ بارش بند ہو جاتی ہے اگر ان کے چوپائے نہ ہوں تو ان پر مینہ کی ایک بوند بھی نہ برسے۔

☆......احکامات خداوندی کے مطابق فیصلے کرنا چھوڑ دیتی ہے تو ان میں باہمی لڑائی و چپقلش پیدا ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی

(ا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

i. کرہ ارض کی پشت پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ ایسا باقی نہ رہے گا جہاں اسلام داخل نہ ہوگا۔

ii. ہم دنیا کی آخری بہترین قوم ہیں ہم گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔

iii. میری امت کی مثال بارش کی سی ہے نہیں معلوم اس کا ابتدائی دور زیادہ اچھا ہے یا آخری دور۔

(ب) اقبالؒ نے بھی اپنی تصنیفات میں متعدد جگہ مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات اور انقلابات کے متعلق پیش گویاں کی ہیں جو دو قسم کی ہیں ایک قسم تو وہ ہے جس میں یورپ کی موجودہ تہذیب اور تمدن کی بربادی کی خبر دی گئی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مسلمانوں کے دوبارہ عروج کا یقین دلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ (ترجمہ) اور ہر قوم کی موت کا ایک نہ ایک وقت معین ہے جب موت کا وقت آن پہنچتا ہے۔ تو نہ ایک گھڑی کم ہو سکتی ہے اور نہ زیادہ (الاعراف 7، آیت 34) یعنی ہر

Marfat.com

قوم کے لئے موت کا ایک نہ ایک وقت مقرر ہے اور قوم مرتی صرف اس وقت ہے جب کہ وہ شمشیر و سناں کو چھوڑ کر طاؤس و رباب میں غرق ہو جائے اور گناہ کو نیکی پر ترجیح دینے لگے۔

(ج) بلاد عرب اور امت عربیہ مسلمانان عالم کے لئے واجب صد احترام ہیں۔ بالخصوص سعودی عرب جہاں ہمارے نبی آخر الزمان معظم و مکرم و محتشم ﷺ استراحت فرما ہیں۔ مدینۃ المنورہ عالم اسلام کا مرکز اور منبع ہے۔ جس کا تحفظ و تقدس ہر مسلمان کے لئے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اسی لحاظ سے ملت اسلامیہ خادمین حرمین الشریفین کے ہمہ وقت تابع فرمان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سعودی عرب مسلمان ممالک میں اہم ترین حیثیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصے سے امریکہ کا حلیف بنا ہوا ہے۔ مگر امریکہ نے ہمیشہ مسلمان ممالک کے خلاف جارحانہ اور تحکمانہ رویہ اپنا رکھا ہے اور سپر پاور ہونے کے ناطے مسلمان ممالک کے مفاد کو نظر انداز کر رکھا ہے بلکہ انہیں نقصان پہنچانے سے ذرا بھی دریغ نہیں کرتا۔ افغانستان اور عراق دونوں عظیم مسلمان ممالک کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور ان کے جملہ مالی، معدنی اور زرعی وسائل پر غاصبانہ قبضہ جما لیا ہے۔ اب کئی دوسرے اسلامی ممالک کو ہڑپ کرنے کے بہانے بنا رہا ہے جب کہ اسرائیل کو دن بدن طاقتور بنا رہا ہے۔ امریکہ کے اس طرح کے ظالمانہ رویوں نے اب سعودی عرب کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اسلام کو بھی اپنا عالمی نظام اور اپنے روڈ میپس بنانے ہیں۔ ظاہر ہے یہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جب عالم اسلام اپنے تمام فروعی اختلافات مٹا کر احکامات الٰہیہ پر پوری طرح سے عمل پیرا ہو جائے۔ راقم السطور نے چند ایسی آیات بینات کی نشان ہی متن میں کی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے کبھی دوست اور خیر خواہ نہیں ہو سکتے اور وہ ہمیشہ نقصان پہنچا کر ہی خوش ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان ان آیات کی بڑے ادب و احترام سے تلاوت ضرور کرتا ہے مگر اب وقت آ گیا ہے کہ ان آیات میں دیئے گئے جملہ احکامات الٰہیہ کی تعمیل عملی طور پر بھی کرے۔ اب وہ وقت دور نہیں جب ملت اسلامیہ خود ایک سپر پاور بن کر ابھرے گی اور سعودی عرب کے

Marfat.com

زیر اہتمام پھلے پھولے گی۔ اقبالؒ کی یہ پیش گوئی بھی سچ ہو کر رہے گی۔

مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

☆...... جب سرکاری مال آپس میں تقسیم کر لیا جائے گا۔

☆...... امانت کو لوٹ کا مال سمجھ لیا جائے گا۔

☆...... زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا۔

☆...... دینی تعلیم دنیوی مقاصد کے لئے حاصل کی جائے گی۔

☆...... مرد اپنی بیوی کا فرمانبردار اور اپنی ماں کا نافرمان بن جائے گا۔

☆...... بیٹا دوست کو قریب کرے گا اور اپنے باپ کو دور بھگا دے گا۔

☆...... مساجد میں طرح طرح کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔

☆...... فاسق قوم کا سردار بن جائے گا۔

☆...... کسی شخص کی عزت اس کی خوبیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔

☆...... گانے والیاں اور گانا بجانا عام ہو جائے گا۔

☆...... کھلے بندوں شراب پی جائے گی۔

☆...... بعد میں آنے والے اپنے پیش رووں پر لعنت بھیجیں گے۔

تو اس وقت انتظار کرو:

..........سرخ آدھی کا!

..........زلزلہ کا!!

..........زمین میں دھنس جانے کا!!!

..........اور شکلوں کے مسخ ہونے کا:۔

(جامع ترمذی، باب الفتن بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Marfat.com

اقبال کا غیر مطبوعہ کلام

حقیقت میں روح ابد ہے زمانہ
یہ امروز فردا ہیں تیرا افسانہ

نہ ہو جب تلک دل میں ایمان کامل
خودی بھی فسانہ، خدا بھی فسانہ

خودی کی حفاظت کوئی مجھ سے سیکھے
غریبی میں انداز ہیں خسروانہ

فرنگی کی دنیا، فسوں سامری کا
ادا دلبرانہ، عمل شاطرانہ

سزا پانے والی ہے یورپ کی غفلت
کہ فطرت بھی رکھتی ہے اک تازیانہ

نہ ہو گر یقین، دیکھ لے سر جھکا کر
ترے دل میں ہے دفن تیرا خزانہ

سفر میں نہ منزل کا رکھ کچھ تخیل
جلا دے کسی برق سے آشیانہ

کوئی مرد مومن جگا دے یہ بستی!
طریقے ہیں مشرق کے سب راہبانہ

پتنگے ہیں نابود اور شمع گریاں
ہوئی ختم حسرت پہ بزم شبانہ

سکھاؤ اب اقبال کچھ قاہری بھی
بہت کہہ چکے قصہ، عاشقانہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

داغے کہ سوزد در سینۂ من

جانم در آویخت باروز گاراں
جوئے است نالاں در کوہساراں!

پیدا ستیزد، پنہاں ستیزد
پائیدارے با پائیداراں!

ایں کوہ و صحرا، ایں دشت و دریا
نے راز داراں، نے غمگساراں!

داغے کہ سوزد در سینہ من
آں داغ کم سوخت در لالہ زاراں!

محفل ندارد، ساقی ندارد
تلخ کہ سازد بابیقراراں!

(زبور عجم)

Marfat.com

دعا کی مقبولیت

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی!
اے پیر حرم! تیری مناجات سحر کیا؟

(ضرب کلیم)

تاہم اس امر میں ہرگز کوئی شک وشبہ نہیں کہ رب کریم کے دریائے رحمت کو جوش میں لانے کے لئے دعا ایک نہایت ہی مؤثر ہتھیار ہے مگر دعا اس حالت اور کیفیت میں فوراً قبول ہوتی ہے جس طرح خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر میں 313 جاں نثار ساتھیوں کو کفار کے لشکر جرار کے سامنے کھڑے کر کے مانگی تھی۔ اللہ کریم ورحیم نے خود قرآن حکیم میں دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے اور طریقہ دعا بھی بتایا ہے۔ المومن :60 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''اور تمہارے رب نے فرمایا۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ نیز سورۃ الاعراف 7 آیت 55 کا ترجمہ بھی پڑھیں'' دعا کرو (پکارو) اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے'' تجلیات حشر'' کے یہ شعر بھی پڑھیں۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کیلئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کیلئے

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

(ضرب کلیم)

لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں!
زناریوں کو دیر کہن سے نکال دو
وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو!
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!
افغانیوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو!
اہل حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزار ختن سے نکال دو!
اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

Marfat.com

نگاہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہے

مسلمان آں فقیر کج کلاہے
رمید از سینۂ او سوز آہے
دلش نالد! چرا نالد؟ نداند
نگاہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہے

(ارمغان حجاز-9)

ترجمہ: وہ مسلمان جس کی فقیری میں شان کجکلاہی تھی (کجکلاہ شاہان ایران کا لقب) اس کا سینہ سوز آہ وفغان سے خالی ہو چکا ہے۔ اس کا دل رو رہا ہے۔ کیوں رو رہا ہے؟ نہیں جانتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مدد فرمائیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد فرمائیں۔ آمین۔

اے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خواں کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر، اے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

(ضرب کلیم)

Marfat.com

فریاد اقبالؒ

بہ پایاں چوں رسد ایں عالم پیر
شود بے پردہ ، ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضور خواجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مارا
حساب من چشم او نہاں گیر

(ارمغان حجاز-11)

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
حسابم را گر تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پنہاں بگیر

نوٹ: یہ رباعی کلیات اقبال (فارسی) میں کہیں نظر نہیں آتی کہتے ہیں اقبالؒ نے یہ رباعی اپنے کسی دوست کے نام ہدیہ کردی تھی۔ (مؤلف)

Marfat.com

ڈاکٹر مہاتیر محمد کا خطاب

مسلمان عقل استعمال کر کے مغرور یہودیوں کو شکست دیں

17 اکتوبر 2003ء کو ملائیشیا کے وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد ......چیئرمین اسلامی کانفرنس تنظیم نے دسویں سربراہی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے اپنے خطاب میں فرمایا:

☆......مسلمانوں کو چاہئے عقل استعمال کر کے مغرور یہودیوں کو شکست دیں۔

☆......مسلمانوں کے پاس بے پناہ دولت اور تیل کے ذخائر ہیں۔

☆......ایک ارب تیس کروڑ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا نہیں جا سکتا۔

☆......ایک تہائی مسلمان بھی متحد ہو جائیں تو اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

☆......آج کوئی بھی مسلم ملک حقیقی طور پر آزاد نہیں سب دباؤ اور جابروں کی خواہشات پر چل رہے ہیں۔

☆......یہ سب کچھ دین سے دوری اور آپس کے اختلافات کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

☆......ہم خود ہتھیار بنانے کی بجائے ان لوگوں سے خریدتے ہیں جو ہماری تحقیر کا باعث ہیں۔

☆......جب تک مسلمان سائنس کے میدان میں ترقی نہیں کرتے حالات تبدیل نہیں کئے جا سکتے۔

☆......یہودی ہماری حکومتوں کے تختے الٹتے ہیں۔ ہمارے ممالک پر قبضے کئے جاتے ہیں۔ مقدس مقامات کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

☆......ہمارے عوام کو بھوکا مارا جاتا ہے۔

☆......یورپ نے 60 لاکھ یہودی مار دیئے لیکن انہوں نے تدبر سے خود کو برقرار رکھا۔

☆......امت مسلمہ تمام نہ سہی، کچھ مسائل پر متحد ہو جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

زیر نظر کتاب کا ماحصل بھی کم و بیش یہی ہے جس کی طرف جناب ڈاکٹر مہا تیر محمد وزیر اعظم ملائشیاء اور چیئر مین اسلامی کانفرنس تنظیم نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ مذکورہ کتاب میں ان تمام امور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ خطاب ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہود و نصاریٰ اس پر سیخ پا تو ضرور ہوں گے مگر جو کچھ کہا گیا ہے یہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ خطاب کا پورا متن روزنامہ نوائے وقت لاہور اور پاکستان لاہور مورخہ 17 اکتوبر 2003ء کے مطابق اس طرح ہے۔

پترا جایا (مانیٹرنگ ڈیسک، ایجنسیاں) ملائشیا کے وزیر اعظم مہا تیر محمد نے اسلامی دنیا پر زور دیا ہے کہ وہ یہودیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے قوت بازو کے علاوہ عقل کا بھی استعمال کریں کیونکہ یہودی ان کے بقول دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ ملائشیاء کے وزیر اعظم نے مسلمانوں کو اپنی عسکری طاقت بڑھانے کے لئے بھی کہا ہے۔ تاہم مہا تیر محمد نے مسلمانوں کی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مذہبی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ہمیں دنیوی علوم پر بھی توجہ دینی چاہئے کیونکہ ہمیں بندوقیں، توپیں، بم، جہاز، طیارے اور ٹینک اپنے دفاع کے لئے درکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں کے تکبر اور نخوت کا مطلب ہے کہ وہ سوچنا بھولتے جا رہے ہیں۔ یہودیوں نے غلطیاں کرنی شروع کر دی ہیں اور وہ مزید غلطیاں کریں گے۔ ہمیں ان سے مواقع ملیں گے جن سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ڈاکٹر مہا تیر محمد نے مسلم رہنماؤں سے کہا کہ وہ دنیا بھر میں مسلمانوں کو درپیش مسائل سے نپٹنے کے لئے اپنی قوت مجتمع کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ ملائشیاء کے وزیر اعظم مہا تیر نے کہا کہ ایک سو تیس کروڑ کی آبادی رکھنے والے مسلم ممالک فی الحقیقت بڑی قوت کے مالک ہیں لیکن انہوں نے متحد ہونے اور آپس میں تعاون کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ پترا جایا کنونشن سنٹر کی نئی عمارت میں او آئی سی کے دسویں سربراہی اجلاس سے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "ہم سب مسلمان ہیں، ہم سب جبر کے دور سے گزر رہے ہیں اور ہم سب کی تحقیر کی جا رہی ہے۔" ڈاکٹر مہا تیر محمد نے کہا کہ مسلم ممالک کو بدنام

Marfat.com

کرنے اور ان پر جبر کرنے والوں کی مذمت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا اور ان کی ملامت سے مخالفوں کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، اگر ہم اپنا اور اسلام کا وقار بحال کرنا چاہتے ہیں تو اس کا فیصلہ ہمیں خود کرنا اور خود اس کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک کے پاس بھاری دولت اور دنیا میں سب سے بڑے تیل کے ذخائر موجود ہیں اور دنیائے کے کل 180 ملکوں میں سے 57 ملکوں کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے ووٹ بین الاقوامی تنظیموں کو بنا اور بگاڑ سکتے ہیں اس کے باوجود ہم ان مٹھی بھر مسلمانوں سے بھی کمزور ہیں جنہوں نے جاہلیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کو اپنا رہنما تسلیم کیا تھا۔ فی الحقیقت ہم بہت مضبوط ہیں۔ ایک ارب 30 کروڑ لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ اہل یورپ نے 12 ملین یہودیوں میں سے 6 ملین کو قتل کیا لیکن آج یہود ونصاریٰ ساری دنیا پر حکومت کر رہے ہیں۔ وہ دوسروں کو لڑاتے اور اپنی خاطر ہلاک کراتے ہیں۔ ڈاکٹر مہاتیر نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ ہم ایک ارب 30 کروڑ مسلمانوں کو متحد نہ کرسکیں اور ان کی تمام حکومتوں میں ہم آہنگی پیدا نہ کرسکیں لیکن اگر ہم ایک تہائی امت اور ایک تہائی مسلم ریاستوں ہی کو متحد کرلیں تو ہم کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور پیدا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ساری امت مسلمہ سے حقارت آمیز سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ممالک میں سے کوئی بھی حقیقی طور پر آزاد نہیں۔ ہم دباؤ کے تحت جابروں کی خواہشات کے مطابق چل رہے ہیں۔ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنے ملکوں پر کس طرح حکومت چلانی چاہئے حتیٰ کہ ہمارا طرز فکر کیا ہونا چاہئے، یہ سب امور جابر قوتیں اپنی مرضی کے تابع لانا چاہتی ہیں۔ آج اگر وہ ہمارے ملک پر حملہ کرنا چاہیں، ہمارے عوام کو قتل کرنے اور ہمارے دیہات اور شہروں کو تباہ کرنے لگیں تو ان کا ہاتھ روکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ٹھوس قوت موجود نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ سب نعوذ باللہ اسلام کی وجہ سے ہوا ہے یا ہم اپنے دین کے مطابق فرائض پر پورا اترنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس صورت حال پر ہمارا ردعمل زیادہ سے زیادہ غیظ وغضب کا ہے۔ مشتعل لوگ کبھی صحیح رخ پر

Marfat.com

نہیں سوچ سکتے۔ یہ وجہ ہے کہ ہمارے بعض لوگ غیر معقول انداز میں سوچ رہے ہیں وہ اپنا غصہ اتارنے کے لئے حملے کرتے ہیں جن میں مسلمانوں سمیت کوئی بھی شخص ہلاک ہوسکتا ہے۔ ان کی حکومتیں انہیں روکنے کے لئے کچھ نہیں کرسکتیں۔ دشمن جوابی حملہ کرتا ہے اور حکومتوں پر دباؤ بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ مسلم حکومتوں کے پاس پسپائی اور دشمن کی ہدایات تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا اور وہ فی الواقع آزادی عمل سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اس صورتحال پر ان ملکوں کے عوام اور امت مزید غضبناک ہوتی ہے اور اپنی حکومتوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ یوں پر امن حل کی کوشش سبوتاژ ہو جاتی ہے لیکن حملوں سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ مسلمان مزید دباؤ میں آجاتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا غیظ وغضب میں آنکھیں بند کر کے ردعمل ظاہر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ڈاکٹر مہاتیر محمد نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم ممالک کو مستحکم اور منظم کیا جائے۔ انہیں اقتصادی اور مالی طور پر مضبوط بنایا جائے۔ صنعتوں کو مستحکم کیا جائے اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی جائے۔ اس میں یقیناً وقت لگے گا لیکن ایسا کرنا بالکل ممکن ہے اور اس پر وقت صرف کرنا بے سود نہیں۔ ہمارا مذہب ہم سے صبر کا تقاضا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے داخلی حالات درست کرنے کے فوراً بعد امت کے دفاع کے لئے نکل کھڑے ہونے کی ضرورت ہوگی مہاتیر محمد نے کہا کہ آج بھی اپنے دشمنوں کے خلاف ہمارے پاس کافی اثاثے موجود ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ انہیں شناخت کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ دشمن کی طرف سے خون ریزی کے امکانات کو روکنے کے لئے انہیں کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے بشرطیکہ ہم ذرا توقف کے ساتھ غور کریں، منصوبہ بندی کریں اور سٹرٹیجی طے کریں اور پھر سوچ سمجھ کر چند اہم قدم اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ یہ چند قدم بھی مثبت نتائج پیدا کرسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب ہمیں امت کے دفاع کے لئے تیار رہنے کا حکم دیتا ہے۔ ہمیں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اپنے دفاع کے لئے بندوقوں، توپوں، راکٹوں، بموں، جنگی طیاروں، ٹینکوں اور بحری جنگی جہازوں کی ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ ہم نے سائنس

Marfat.com

اور ریاضیات وغیرہ کی تعلیم کی حوصلہ شکنی کی، ہمارے پاس انہیں بنانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ ہمیں اپنے دشمنوں سے ان لوگوں سے جو ہماری تحقیر کرتے ہیں ہتھیار خریدنا پڑتے ہیں ہم سب جانتے ہیں کہ ساری غیر مسلم دنیا ہماری مخالف ہے لیکن کچھ لوگ ہمارے بارے میں اچھا رویہ بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے دشمنوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ہمارے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہودیوں میں سے بھی بہت سے لوگ اسرائیلیوں کی تمام حرکتوں کی تائید نہیں کرتے۔ ہمیں ہر ایک کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہئے۔ ہمیں ان کے دل و دماغ کو جیتنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں اپنی غیر ذمہ دارانہ اور غیر اسلامی حرکتوں سے ہر ایک کو دشمن کے کیمپ میں دھکیل کر اس کے ہاتھ مضبوط نہیں کرنا چاہیں۔ ڈاکٹر مہاتیر محمد نے کہا کہ جدوجہد میں فتح حاصل کرنا اصل اہمیت رکھتا ہے۔ غصے اور انتقام کا جذباتی ردعمل مقصود نہیں۔ اس سے قبل صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے ملائیشیا کے وزیراعظم نے کہا کہ مسلمانوں کے لئے اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جوش کی بجائے ذہن کا استعمال کریں کیونکہ نصف صدی پرانی اسٹیبلشمنٹ کا بدلہ لینے کا یہ واحد طریقہ ہے۔ انہوں نے صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ یہودیوں کے امریکہ کے ساتھ تعلقات ہونے کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں عالمی اثر ورسوخ کے حامل ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ مہاتیر محمد نے کہا کہ یہودیوں کو شکست دینے کے لئے مسلمانوں کو مشترکہ موقف اختیار کرنا ہوگا اور صرف مذمت کرنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ گزشتہ 50 سال کی فلسطینی جنگ کی وجہ سے حالات ٹھیک ہونے کی بجائے مزید خراب ہو گئے ہیں۔ مہاتیر محمد نے کہا کہ فلسطین اور دیگر اہم مسائل پر مشترکہ موقف اپنا کر ہی مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اپنا وقار بلند کرنے کے لئے بعض اہم معاملات پر عملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ دشمن کے اقدامات کی مذمت کر کے دشمن کا رویہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا ملائشیا کے وزیراعظم نے کہا کہ ایسے دور میں جب اتحاد کی ضرورت ہیں مسلمانوں کو اخلاق اور اخوت کا سبق یاد کرنا ہوگا۔ مہاتیر محمد نے کہا کہ کچھ مسلمانوں ہے مسلم امر فرقہ

Marfat.com

بلندی کا شکار ہے۔ اور مسلمان ایک دوسرے کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ تشدد کا راستہ اپنایا جس وجہ سے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر ہی اسرائیل بنایا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان چند لاکھ یہودیوں کا مقابلہ نہ کر سکے تو یہ مسلمانوں کی کمزوری ہوگی۔ مہاتیر محمد نے مسلمان ملکوں کو دفاع کے لئے جدید ساز و سامان اور اسلحہ بنانے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل فلسطینیوں کے قتل عام میں مصروف ہے بھارت کشمیریوں کا خون بہا رہا ہے اور دنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

ڈاکٹر مہاتیر محمد کے مذکورہ خطاب پر یہود و نصاریٰ نے سخت احتجاج کیا۔ اس خبر نے مؤلف کا دل گیر کر دیا کہ ملائیشی وزارت خارجہ نے معذرت کر لی ہے۔ پھر خبر آئی کہ بش مہاتیر محمد کا بازو پکڑ کر علیحدگی میں لے گیا اور کہا کہ آپ کا بیان غلط اور انتشار پیدا کرنے والا تھا۔ اس خبر نے مزید رنجیدہ کر دیا۔ مگر 22 اکتوبر 2003ء (روزنامہ نوائے وقت لاہور) میں ڈاکٹر مہاتیر محمد کی طرف سے شائع ہونے والے وضاحتی بیان سے سارے رنج وغم دور ہو گئے۔ سرخیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

☆......میرے خلاف تنقید نے ثابت کر دیا کہ دنیا پر یہودیوں کی حکمرانی ہے۔

☆......امریکہ وحشیانہ طاقت سے مسائل حل نہیں کر سکتا۔

☆......لوگ عمارتوں سے طیارے کیوں ٹکراتے ہیں؟

☆......امریکہ ان وجوہات پر توجہ دے۔

☆......بش نے تنبیہہ نہیں کی، ترجمان کی سماعت ٹھیک نہیں۔

☆......امریکی صدر نے تو میرے بارے میں کہے گئے الفاظ پر معذرت کی۔ انہوں نے وضاحت کی کہ کیوں انہیں اس قسم کا بیان دینا پڑا؟

☆......ڈاکٹر مہاتیر محمد نے دنیا پر یہودیوں کی حکمرانی سے متعلق اپنے اوپر کی گئی تنقید کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک بار پھر یہ کہا کہ دنیا پر متکبر اور گستاخ یہودیوں کی حکمرانی

Marfat.com

ہے اور ان کے بیان پر دنیا کا ردعمل اس کی توثیق نہیں کرتا ہے کہ دنیا پر یہودیوں کا کنٹرول ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل ایک چھوٹا ملک ہے۔ یہودیوں کی اکثریت نہیں ہے لیکن وہ اتنے گستاخ اور مغرور ہیں کہ پوری دنیا کو خاطر میں نہیں لاتے یہ اقوام متحدہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے اس لئے کہ امریکہ کی پشت پناہی انہیں حاصل ہے۔

جناب ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے براہ راست یہودیوں کے خبث و باطن اور متکبرانہ رویہ کی نشاندہی فرمائی ہے۔ مگر یہودیوں کی نسبت نصرانیوں کو زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔ وہ اس لئے کہ ارشاد خداوندی ہے" اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور مددگار، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ...... الخ ...... (مائدہ:51) امریکہ اسرائیل کے ساتھ یوں دوستی نبھا رہا ہے۔

جناب ڈاکٹر مہاتیر محمد نے جن حالات می ارتقاع وارتقاء کی بلند ترین منازل طے کیں اور دنیائے اسلام میں اپنا نام روشن کیا انہیں جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں ان کے حالات زندگی سے بھی واقف ہونا چاہئے آپ نے اپنی سوانح عمری "Biography" ایشیا کا مقدمہ میں اپنے خودنوشت حالات میں لکھا ہے۔

" میں 1925ء میں ایلور رستار (Alor Setar) میں پیدا ہوا جو کہ ملایا (ملائشیا کا پرانا نام) کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ میں اپنے والدین کے دس بچوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ میرے والدین کا تعلق لوئر مڈل کلاس سے تھا اور ہم لوگ ایک ایسی جگہ پر رہتے تھے جسے آجکل جھونپڑی کہا جائے گا۔ میرے والد سکول میں استاد تھے اور بعد میں گورنمنٹ آڈیٹر بنے۔ انہوں نے اپنے خاندان کی پرورش روایتی انداز میں کی، جس میں ان کی خاص توجہ نظم وضبط اور تعلیم پر تھی۔ میں اس لحاظ سے بہت خوش قسمت رہا کہ میں نے اچھی تعلیم حاصل کی، پہلے ملایا زبان میں اور بعد میں علاقے کے واحد انگلش میڈیم سکول میں پڑھا۔ میرے تعلیمی اخراجات میرے والد نے ہی برداشت کئے۔ میرے والد جنہوں نے صرف

Marfat.com

قرآنی تعلیم حاصل کرر کھی تھی، مجھے قرآن پڑھایا۔ میرا ایک دینی معلم بھی مقرر کیا گیا تھا کہ مجھے قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم اور ایمان کے مسائل کی تعلیم دیتا تھا اگر چہ ہمارا گھرانہ کوئی شدید مذہبی رجحات نہیں رکھتا تھا مگر پھر بھی ہم لوگ اسلامی عقائد سے جڑے ہوئے تھے۔ اس چیز نے مجھے زندگی میں ایک اچھی ابتدا دی، جس کی بنیاد ایک مضبوط خاندان، اچھی تعلیم اور پاکیزہ دینی ماحول تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجھ پر میرے والد کی شخصیت کا گہرا اثر ہوا، وہ ہمیشہ نظم وضبط پر زور دیا کرتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ چند مخصوص کام مقررہ اوقات میں کیئے جائیں۔ اسی لئے ہم وقت پر پڑھتے اور کھیلتے۔ ہم نے ان سے بہت سے مضامین پڑھے، حساب انکا پسندیدہ مضمون تھا۔ میں نے یہ تمام باتیں اپنائیں اور یہ تسلیم کیا کہ بچوں پر والدین کا احترام فرض ہے۔ اگر چہ میرے والد کبھی بھی سیاست اور قوم کے مستقبل کے بارے میں بات نہیں کیا کرتے تھے۔ مگر ان کی تمام عمر سارے ملک میں ''ملایا'' لوگوں کو تعلیم دینے میں بسر ہوئی۔ انہیں حکومت کی طرف سے دور دراز علاقوں میں سکول قائم کرنے کے لئے بھیجا جاتا۔ اسی لئے وہ بہت سے صوبوں میں تعلیم دیتے رہے۔ اور آخر کیدہا (Kedah) صوبے کے قصبے ایلوستار میں سکونت اختیار کی۔ عام طور پر ملایائی لوگ اپنے آبائی گاؤں یا قصبے کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے مگر والد درس و تدریس کے سلسلے میں ایسے علاقوں میں بھی جانے سے گریز نہ کرتے تھے جہاں کسی قسم کی کوئی سواری بھی نہ جاتی تھی۔ شاید اسی لئے وہ بہت مختلف انسان تھے۔ آج جب میں اپنے بچپن پر نظر دوڑاتا ہوں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اس نظم وضبط نے ہمیں اپنی آنے والی باقی زندگی میں کس قدر فائدہ دیا، جو میں نے اور میرے بہن بھائیوں نے بچپن میں سیکھا۔ لڑکپن میں میری کوئی بڑی خواہشات نہ تھیں، جب میں سیکنڈری سکول میں تھا اور اس وقت جو بہت بڑی بات میں نے جو سوچی وہ یہ تھی کہ میں سول سروس میں چلا جاؤں گا۔ لیکن اس بات کا بھی پختہ یقین تھا۔ کیونکہ نہ تو ہمارے شاہی خاندان سے تعلقات تھے اور نہ ہی میرا تعلق کسی بڑے خاندان سے تھا۔ امیر لوگ قصبے کے شمالی حصے میں رہتے تھے اور ہم لوگ

Marfat.com

جنوبی حصے میں۔ وہ لوگ عام لوگوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے، ان کے اپنے کلب اور ذاتی گالف کلب تھے۔

دوسری جنگ عظیم سے پہلے ملایا پر حکومت برطانیہ کا قبضہ تھا۔ ہمیں بہت سے ملایا صوبوں میں بانٹ دیا گیا تھا اور ہر صوبے کا الگ سے برطانیہ سے معاہدہ تھا۔ یہ معاہدے برطانوی لوگوں کی حفاظت کے لئے ہیں نہ کہ یہ کسی قسم کی نو آبادی ہے۔ ہم اس کی رو سے برطانوی پروٹیکٹریٹ (Protectorate) کہلاتے تھے۔ جس کے مطابق ہمیں اپنے داخلی معاملات خود چلانے کی کسی حد تک آزادی تھی۔ جبکہ ہمارے خارجی اور فوجی معاملات حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں تھے۔ برطانوی رویہ زیادہ ظالمانہ نہ تھا۔ اگر وہ چاہتا تو شروع ہی سے ہمیں اپنی نو آبادی قرار دے سکتے تھے لیکن انہوں نے پروٹیکٹریٹ کے کردار کا چناؤ کیا۔ بے شک کہ وہ داخلی دونوں امور پر قابض تھے لیکن پھر بھی وہ باقی دنیا کو یہ تاثر دینے میں کامیاب رہے تھے کہ ملایا لوگ آزاد اور با اختیار ہیں۔ ملایا کے سلطانوں کو برطانوی حکومت ملایا کے ''حکمران'' قرار دیتی تھی۔ اگرچہ انہیں کسی سطح پر حکومت کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا حکومت برطانیہ نے ملایا میں اپنا کوئی گورنر بھی مقرر نہیں کیا تھا۔ حکومتی امور چلانے کے لئے ایک افسر کا عہدہ تھا۔ جسے ''برٹش ایڈوائزر'' کہا جاتا تھا۔ البتہ یہ اور بات تھی کہ اس ''ایڈوائزر'' کی بات ہی اصل قانون تھا۔ برطانوی اس نیم نو آبادیاتی نظام کو بڑی چالاکی سے چلا رہے تھے۔ ہمیشہ ان کے قول اور فعل میں تضاد رہتا۔ ہمیں ورثے میں ان سے ایک مربوط انتظامی نظام اور بنیادی معاشی ڈھانچہ ملا۔ اس کے علاوہ ایک نفسیاتی دباؤ کہ کوئی یورپین ہی ہم پر بہتر انداز سے حکومت کر سکتا ہے۔ ایشیا کے بیشتر ممالک اس دور میں یورپ کے زیر تسلط تھے۔ انڈیا، برما، سنگاپور اور ہانگ کانگ پر برطانیہ کا قبضہ تھا۔ انڈونیشیا پر ڈچ حکومت کر رہے تھے۔ کمبوڈیا اور لاؤس پر فرانس کی اجارہ داری تھی۔ زیادہ تر ایشیائی اقوام اس احساس کمتری کا شکار تھیں کہ وہ یورپی اقوام کے مقابلے میں گھٹیا ہیں اور ان کے نزدیک آزادی ایک بے معنی چیز تھی۔ اس دور میں ایشیا ایک ایسا خطہ تھا، جہاں کے

Marfat.com

لوگوں کی عزت نفس اور خود اعتمادی مجروح ہو چکی تھی اور ہماری معیشتوں کو کچھ اس انداز میں ترتیب دیا گیا تھا، کہ ہم یورپ کے لئے خام مال اور قدرتی ذرائع فراہم کیا کریں۔

31 اکتوبر 2003ء ملائشیاء کے منتخب وزیراعظم مہاتیر محمد ریٹائر ہوئے اور انہوں نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان ڈپٹی وزیراعظم عبداللہ بداوی کے سپرد کر دیا۔ وہ بائیس برس ملائشیا کے وزیراعظم رہے۔ اخبارات کے مطابق ریٹائرمنٹ کے موقع پر ملائشیا کے عوام رورو کر التجا کر رہے تھے کہ وہ ابھی ملک وقوم کی خدمت کرتے رہیں۔

1981ء میں جب مہاتیر محمد نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا تو اس وقت ملائشیا کا شمار اقتصادی لحاظ سے دنیا کے پسماندہ ممالک میں ہوتا تھا لیکن ان کی ریٹائرمنٹ کے وقت ان کا ملک ایشیاء کا ترقی یافتہ ملک بن چکا تھا اور اس کی برآمدات کا گراف بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ ملائشیا ان ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہو چکا تھا جو اپنی ضرورت کی کوئی شے بھی بیرون ملک سے نہیں منگواتے، بلکہ ہر شے خود بناتے ہیں۔ مہاتیر محمد نے اپنے عزم اور مسلسل محنت سے اپنے ملک کو جس بلند مقام پر پہنچایا تھا وہ یورپ اور امریکہ کے لئے بھی حیران کن تھا۔ چنانچہ ان کی ریٹائرمنٹ کے موقع پر ایک مغربی صحافی یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا کہ آپ نے اپنے ملک کو جس عروج پر پہنچایا ہے تو آخر یہ معجزہ کیسے ہوا؟ مہاتیر محمد نے ہنستے ہوئے جواب دیا:

"بات یہ ہے کہ 60 اور 70ء کی دہائی میں ملائشیا کے لاکھوں پڑھے لکھے، نوجوان یورپ اور امریکہ میں منتقل ہو گئے تھے ان ذہین نوجوانوں میں ڈاکٹر، پروفیسر، محقق اور صنعت کار شامل تھے۔ امریکہ اور یورپ میں انہیں بھاری معاوضہ ملتا تھا۔ میں نے سوچا، کیوں نہ ان ذہین اور لائق نوجوانوں کو اپنے ملک میں واپس بلایا جائے میں نے ان سے رابطہ کیا اور کہا تم اپنے ملک کی خدمت کے لئے واپس آ جاؤ، ہم تمہیں یورپ اور امریکہ کے برابر تنخواہیں دیں گے۔ ان لوگوں میں پروفیسرز اور ریسرچ سکالرز زیادہ تھے۔ یہ نوجوان جب ملائشیا کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں آئے تو انہوں نے ہماری نئی نسل کو جدید خطوط

Marfat.com

پر تربیت دینا شروع کی۔ چند ہی برسوں میں دنیا نے دیکھا کہ انہیں غربت، بیماریوں، دھول اور بدبودار پانیوں سے وہ نسل پیدا ہوئی جس نے صرف دس برس میں ملائشیا کا مقدر بدل کر رکھا دیا۔

مہاتیر کے ملائشیا نے مغربی ممالک سے کبھی اقتصادی امداد قبول نہیں کی۔ نہ کبھی آئی ایم ایف کی کڑوی اور کسیلی گولی استعمال کی کیونکہ مہاتیر کے خیال میں یہ مغربی ادویہ بیماری سے کہیں زیادہ مہلک ہیں۔ مغربی ممالک جو کچھ ایشیاء والوں کو امداد کے نام پر دیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ سود کی شکل میں وصول کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ امداد وصول کرنے والے ان کی اطاعت بھی قبول کریں۔ آج کئی ممالک اس قسم ''امداد'' ایک لمبے عرصے تک وصول کرتے رہنے کے بعد شدید غریب ہو چکے ہیں یہ ممالک امداد کے نام جو مغربی ممالک سے وصول کرتے ہیں اس کی واپسی کا بوجھ ان کے ملک کی بجٹ پر پڑتا ہے۔

گزشتہ سال 31 اکتوبر کو مہاتیر محمد کی ریٹائرمنٹ کے موقع پر نیوز کانفرنس میں ایک مغربی صحافی نے ان سے پوچھا کہ وہ یہودیوں کے لئے کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ تو مہاتیر محمد نے کہا '' یہودی یہ نہ سوچیں کہ وہ ایسے لوگ ہیں جن کی کبھی تنقید نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے ماضی میں بہت تکالیف کا سامنا کیا ہے۔ نازیوں کے ہاتھوں ان کا قتل عام ہوا، جنہوں نے 12 ملین یہودیوں میں سے 6 ملین یہودیوں کو قتل کر دیا اس کے ساتھ ہی یہودیوں کو لازماً یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب یورپ میں ان کے ساتھ برا سلوک ہوا تو انہوں نے پناہ حاصل کرنے کے لئے مسلمان ممالک کا رخ کیا تھا۔ جہاں مسلمانوں نے ان کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا۔ لیکن اب وہ مسلمانوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا ان کے ساتھ یورپ والوں نے کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی زمین پر قبضہ کر لیا۔ اگر امریکہ یا برطانیہ کا کچھ علاقہ انہیں اسرائیل بنانے کے لئے دے دیا جاتا تو وہ ضرور جوابی حملہ کرنے کے بارے میں سوچتے۔ پھر فلسطین والوں سے آپ یہ توقع کیوں رکھتے ہیں کہ

Marfat.com

وہ اپنے ملک پر اسرائیل کا قبضہ کو تسلیم کر لیں۔ اور اپنی زمین سے دست بردار ہو جائیں یہ مذہبی نہیں بلکہ علاقائی لڑائی ہے۔ آپ کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کریں گے تو وہ لازماً آپ سے لڑے گا'' اسی کانفرنس میں جب ایک صحافی نے سینٹ کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کے بارے میں ان کی رائے پوچھی تو مہاتیر نے کہا: امریکی پابندیوں سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ ہمیں اس سے کسی امداد کی ضرورت ہی نہیں ہم اپنے وسائل سے لاکھوں کروڑوں ڈالر پیدا کر سکتے ہیں۔'' جب مہاتیر سے پوچھا گیا کہ کیا امریکی سینٹ کا یہ اقدام انصاف پر مبنی ہے تو انہوں نے جواب دیا: '' امریکی میری حق گوئی پر بہت نالاں ہیں۔ یہ ان کی ناراضی کا ردعمل ہے لیکن یہ اس کا ثبوت بھی ہے کہ میری باتیں بالکل سچ ہیں۔ اصل میں امریکہ دنیا کو اپنے حکم پر چلانا چاہتا ہے۔ وہ دہشت گردی کے نام پر اسلامی ملکوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔ جس سے امریکہ کے خلاف سخت نفرت پھیل رہی ہے۔''

ملت اسلامیہ کا مہاتیر محمد

ملت اسلامیہ کے لئے مہاتیر کا وجود غنیمت ہے۔ ترجمان حقیقت علامہ محمد اقبالؒ نے اورنگ زیب عالمگیر کے بارے میں کہا تھا کہ وہ ترکش اسلام کا ایسا تیر ہے جس سے اسلام دشمنوں کا سینہ چھلنی ہوا۔ مہاتیر محمد سرخ رو پر آشوب دور میں ملت اسلامیہ کے مہاتیر (Great Arrow) ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنان مملکت اسلامیہ کے مقابل سرخرو اور سلامت رکھے۔ (آمین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفتہ 8 ذوالحجہ 1427ھ، 30 دسمبر 2006ء مکۃ المکرمہ (خطبۂ حج) واجب صد احترام امام کعبہ مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے فرمایا ہے: اے ملت اسلامیہ! بیدار ہو کر مغربی تہذیب کی یلغار کو سمجھو۔ مائیں بچوں کو مغربی چینلز سے بچائیں۔ مسلمان کشمیر، عراق اور فلسطین کو آزادی دلائیں۔ روشن خیالی کے نعرے خلاف اسلام ہیں۔ پورے خطبے کی تلخیص قارئین کرام کے مطالعہ کے لئے درج ذیل ہے اس لئے کہ زیر نظر کتاب کے اصل موضوع کا تعلق بھی انہی ارشادات کے مطابق ہے۔

امت مسلمہ گزشتہ ایک دہائی سے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے جس الزام کی زد اور عذاب میں ہے اس کے لئے سنجیدہ حل کے لئے راہیں نکالنے کے لئے مسلم زعما اور حکمرانوں پر مسلسل دباؤ ڈالا جاتا رہا ہے مگر نتیجہ صفر رہا۔ بوسنیا، کشمیر، فلسطین، چیچنیا، افغانستان اور عراق میں ہزاروں مسلمانوں کو ابدی نیند سلا دیا گیا۔ ایسے میں امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی کے مرکز پر دنیا بھر سے جمع ہونے والے عازمین حج سے امام کعبہ نے جو خطاب کیا وہ قوت لایموت کے عین مصداق ہے۔ اپنے خطبہ حج میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ شیخ نے مسلمانوں سے بغض وعناد رکھنے والی اقوام کے ہتھکنڈوں کا پردہ چاک کیا۔ انہوں نے کہا کہ غیر مسلم اقوام عورت کی آزادی کی آڑ میں انہیں بے پردہ اور دینی روایات سے بے بہرہ کر دینا چاہتی ہیں۔ انہوں نے عالم اسلام بالخصوص کشمیر، فلسطین، افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کو آزادی دلوانے کے لئے عالم اسلام پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان معاشروں میں روشن خیالی، سوشلزم اور سرمایہ دارانہ نظاموں کی گنجائش نہیں کیوں کہ یہ سب اسلام کے دشمن ہیں۔ امام کعبہ کے اس انتباہ پر دھیان دینا چاہیے کہ کفر پر کمربستہ اقوام نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف خفیہ تحریکوں کا جال بچھا رکھا ہے جسے بے نقاب کرنا امت کی سیاسی قیادت کی ذمہ داری ہے۔ امام کعبہ نے عالم اسلام کے ذرائع ابلاغ پر زور

Marfat.com

دیا کہ وہ اسلام کے خلاف مغرب کے منفی پراپیگنڈے کا جواب دیں۔ انہوں نے عالم اسلام کے علماء اور دانشوروں سے کہا کہ وہ بیدار ہو جائیں کیوں کہ عالم کفر اس سازش میں مصروف ہے کہ مسلمان نوجوان اپنی شناخت کھو بیٹھیں۔ امام کعبہ کا حج اکبر کے موقع پر پیش کردہ خطبہ عالم اسلام کو درپیش خطرات اور اقوام مغرب کی سازشوں کے تانے بانے بے نقاب کرتا ہے۔ امام کعبہ کا خطبہ ان حالات و واقعات کی درست ترجمانی کرتا ہے جو آج عالم اسلام کو اپنے نرغے میں لیے ہوئے ہیں اور عالم اسلام کی حکمران قیادت کو اس راستے کا پتا دیتا ہے جس پر چل کر امت مسلمہ کو عذاب سے چھٹکارا دلا سکتا ہے۔ اصل میں بات حکمراں طبقے کی جانب سے جب روشن خیالی، ترقی پسندی اور جدیدیت پر آتی ہے تو اسلام کے بارے میں یا تو معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا جاتا ہے یا پھر اسلامی ممالک میں جہالت، ناخواندگی اور سائنس وٹیکنالوجی سے لاتعلقی اور بے پروائی کو بنیاد بناتے ہوئے اسے معاندانہ طریقے سے اسلامی تعلیمات سے جوڑا جاتا ہے حالانکہ اسلامی تمدن، تہذیب اور تاریخ کی ابتدا علم سے دوستی اور جہالت و ناخواندگی، فکری و ذہنی پسماندگی کے خلاف جہاد سے ہوتی ہے، مسلم تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں کا رشتہ علم و تفکر اور انسانی سماج کو استحصال، عدم مساوات اور ظلم و جبر سے نجات دلانے کی عملی کوششوں سے قائم رہا دنیا میں مسلم تہذیب اور اسلامی اقدار کا جھنڈا لہراتا رہا۔ مفتی اعظم نے بجا کہا کہ مشرکین نے اسلامی نظام اور مسلم افکار کے دھارے کو زہر آلود کرنے کے لئے میڈیا کی یلغار کر دی اور اب مغرب نے اپنی عریاں تہذیب اور لچر کلچر کا جال پھیلا دیا ہے۔ آج بھی مغربی اور خاص طور پر سامراجی اور استعماری قوتوں کی کوشش یہ ہے کہ مسلمان اپنی اصل شناخت سے محروم کیے جائیں، اور اس مقصد کے لئے عالم اسلام کو روشن خیالی، اعتدال پسندی، سوشلزم، سیکولرازم اور بے لگام جدیدیت کے دلفریت جال میں پھانسنے کے نت نئے طریقے ایجاد کیے جا رہے ہیں۔ چنانچہ دیکھا جائے تو شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کی اپیل آفاقی ہے اور درد مندی میں ڈوبی ہوئی ایک دلگیر آواز ہے، عالم اسلام کو اس پیغام سے اپنے نئے راستے کے

Marfat.com

انتخاب میں مدد مل سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہ مغرب کی چالوں سے ہوشیار رہیں، اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے والوں کو ہمیں اپنے قول وفعل سے یہ بتانا ہوگا کہ امن ہمارے دین اسلام کی تعلیمات کا بنیادی ستون ہے، عالم انسانیت کو خطرہ اسلام سے نہیں بلکہ ان طاقتوں سے ہے جو اسلام سے خائف ہیں۔ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ ہم دیار پاک سے آنے والے اس پیغام کی اصل روح کو پہچانیں اور عظیم تر مسلم اتحاد و یکجہتی کا ایسا بے مثال مظاہرہ کریں کہ دشمن انگشت بدنداں رہ جائیں۔

Marfat.com

مقدمہ

نام اس کتاب کا اقبالؒ کی نظم ''نوید صبح'' کے اس شعر سے اخذ کیا گیا ہے......

مسلم خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہو   وہ چمک اٹھا افق، گرم تقاضا تو بھی ہو

زیر نظر کتاب کی تدوین و تالیف میں اولین طور پر قرآن و سنت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مگر اپنا مافی ضمیر اور نفس مضمون کی وضاحت اور تشریح کے لئے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری، افکار و خیالات اور سیرت سے استنباط بھی کیا گیا ہے۔ کیونکہ اقبالؒ کی شاعری، تخیلات و تصوارت کا اصل مرکز قرآن و سنت ہی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل شعر سے ثابت ہوتا ہے۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن   نیست ممکن جز بقرآں زیستن

اقبال نے مسلمانوں کو عمر بھر یہی سبق دیا کہ احکامات الٰہیہ کی دل و جان سے تعمیل کی جائے اور اوامر و نواہی رختی سے عمل کیا جائے۔ آپ کے اشعار، افکار و خیالات اور سیرت پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی نئے انداز میں انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مصنف و مولف نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اقبالؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال فرمایا ہے۔ مگر اس کے باوجود آپ کی زندگی کے ابھی کئی پہلو مخفی ہیں۔ عاشقان رسول اکرم ﷺ اور اولیائے کرام کی اکثر یہ آرزو اور تمنا رہی ہے کہ ان کی عمر حضور ﷺ کی عمر مبارک سے بڑھ نہ جائے۔ یہی کیفیات اقبالؒ پر وارد ہوتیں تو آپ بے قرار اور بے چین ہو جاتے۔ کرنل فقیر سید وحید الدین نے اپنی کتاب ''روز گار فقیر'' میں ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ اقبالؒ کو اپنی تاریخ پیدائش کے متعلق کچھ ایسا صحیح علم نہ تھا۔ جب وہ ایک طویل بیماری کے باعث بہت ضعیف ہو گئے اور اس وقت ان کو اندازہ تھا کہ ان کی عمر ساٹھ برس سے تجاوز کر گئی ہے تو ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اب زیادہ دیر زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری عمر 63 سال سے زائد نہ ہو جائے اس لئے حضور مقبول ﷺ کی عمر جہاں تک یقینی معلوم ہو سکا ہے 63 برس کی تھی۔

Marfat.com

پھر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور پرسوز آواز میں اپنا یہ شعر پڑھنے لگے۔

روز محشر اعتبار ماست او ! در جہاں ہم پردہ دار ماست او!

پھر ان کی آواز بھرا گئی اور سسکیاں بھرنے لگے۔ فقیر سید وحید الدین کو اللہ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں بڑی تحقیق کے بعد اقبالؒ کی پیدائش کی تاریخ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء لکھی ہے سن ہجری کے مطابق دن جمعۃ المبارک ۳ ذیقعد ۱۲۹۴ھ بنتی ہے اس حساب سے اقبالؒ کی عمر بوقت وصال یعنی ۲۱ اپریل بروز جمعرات ۱۹۳۸ء کو ۶۰ سال ۵ ماہ اور ۱۲ دن بنتی ہے۔ لہٰذا اقبالؒ کی آرزو پوری ہوگئی اور آپ ۶۳ برس کی عمر سے پہلے ہی واصل حق ہو گئے اور ثابت کر دیا۔

بمزل کوش مانند مہ نو دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر بحق دل بند و راہ مصطفیٰ ﷺ رو

(ارمغان حجاز)

آپ کی تعلیمات وتخلقیات کے بعض پہلو ہماری یادوں سے محو ہوئے جا رہے ہیں۔ شاید ہی کسی کو علم ہو گا کہ اقبالؒ عید میلاد النبی ﷺ کس طرح سے منانے کے خواہاں تھے؟ مگر اس مضمون کے علاوہ بعض دیگر نئی باتیں بھی اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ اقبالؒ کا فارسی کلام بالخصوص الہامی اور تخلیقی ہے۔ جس میں آپ نے مسلمانوں کے ضعف وزوال اور انتشار وافتراق کی سب سے بڑی وجہ قرآن وسنت سے مہجوری بتائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی شکوہ سنج گردش دوراں شدی

آج بھی اگر مسلم امہ آپ کی پند ونصائح پر عمل کر لیں تو موجودہ ذلت ورسوائی سے بچ سکتی ہے اس لئے آپ فرما گئے ہیں۔

باز خوانم قصہ پارینہ ات تازہ سازم داغہاء سینہ ات

(رموز بیخودی)

Marfat.com

اقبالؒ کا کلام دائمی اور ابدی ہے۔ جب تک انسانی نسلیں باقی ہیں تب تک انسان کی عظمت وقوت بتانے والا یہ سرمدی پیغام بھی باقی رہے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی فطرت غیر فانی ہے اسی طرح اقبالؒ کا کلام بھی غیر فانی ہے۔ کیونکہ وہ فطرت کے اسرار و رموز کو بے نقاب کرتا ہے اور نسلی تعصب سے پاک رہ کر آدمی کو آدمی کا احترام سکھاتا ہے۔

برتر از گردوں مقام آدم است
اصل تہذیب احترام آدم است

پروفیسر حمید احمد خان مرحوم اپنی کتاب ”اقبال شخصیت اور شاعری، مجموع مقالات“ مطبوعہ بزم اقبال، 2 کلب روڈ لاہور میں رقم طراز ہیں ہم میں سے چند لوگ حاضر خدمت تھے۔ ایک صاحب نے کہا مسلمانوں پر یہ الزام بھی ہے کہ وہ آزادی کی جنگ میں حصہ نہیں لیتے۔ علامہ نے فوراً جواب دیا۔ ”مسلمان کس چیز کی خاطر لڑیں؟ ان کا کوئی وطن ہو تو وہ ضرور اس وطن کی خاطر لڑتے۔ پھر آپ نے انگریزی میں فرمایا:

THE MUSLIM HAVE NO LAND:
GIVE THEM A LAND AND THEY
WILL FIGHT FOR IT."

یعنی مسلمانوں کا اپنا کوئی وطن نہیں ہے۔ ان کو کوئی وطن دے دیجئے تو وہ وطن کے لئے ضرور لڑیں گے۔ آج (10 نومبر 1937 چہار شنبہ (بدھ) ماہ رمضان کی پنجم) ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ ہم سے مخاطب ہوئے ”کون صاحب ہیں؟“ جی میں ہوں حمید احمد خان، سعید اللہ اور عبدالواحد، تھوڑے سے وقفے کے بعد میں نے پوچھا: ڈاکٹر صاحب! آج کل پڑھنے پر زیادہ توجہ ہے یا کبھی کبھی آپ شعر بھی لکھتے ہیں؟ پڑھنا کیسا! کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اگر کچھ دیکھ سکوں تو پڑھوں۔ جب آپ لوگ کمرے میں داخل ہوئے تو میں پہچان نہ سکا۔ کہتے ہیں کہ موتیا بند اتر آیا ہے۔ اب اس کا آپریشن ہوگا۔ بہر حال لکھنا پڑھنا بالکل موقوف ہے۔ کیونکہ میری داہنی آنکھ تو دو سال کی عمر

Marfat.com

میں ضائع ہو گئی تھی۔ مجھے اپنے ہوش میں مطلق یاد نہیں کہ یہ آنکھ کبھی ٹھیک تھی بھی یا نہیں۔ تاہم میں نے اس آنکھ کی کمی کبھی محسوس نہیں کی۔ ایک آنکھ سے دن کے تارے دیکھ لیا کرتا تھا۔ اب اگرچہ میں پڑھتا نہیں ہوں مگر پڑھنے کی بجائے سوچتا ہوں۔ جس میں وہی لطف ہے جو پڑھنے میں۔ تاہم عجب بات یہ ہے کہ جب سے بصارت گئی ہے میرا حافظہ بہتر ہو گیا ہے۔ اسی دوران مولانا غلام رسول مہر صاحب اور مولانا عبدالمجید سالک صاحب تشریف لے آئے۔ اتنے میں افطار کا وقت قریب آ گیا۔ افطار کے ساتھ ہی مہر صاحب ڈرائنگ روم میں جا کر مصروف نماز ہو گئے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے ہم سے کہا۔ مہر صاحب نماز کی بہت پابندی کرتے ہیں اور اسی طرح مولوی ظفر علی خان بھی۔ مگر مولوی صاحب کی نماز اس رفتار سے ادا ہوتی ہے کہ قیام سے رکوع اور رکوع سے سجود تک پہنچتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے اسی طرح نماز پڑھی اور نماز ختم کرتے ہی مجھے ملامت کرنی شروع کردی کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے کہا: مولوی صاحب! جب آپ نماز پڑھ رہے تھے مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ آپ ایک پھانسی ہیں اور نماز پھانسی پر لٹک رہی ہے اور فریاد کر رہی ہے کہ مجھے بچالو۔ مجھے ظفر علی پڑ گیا ہے۔ نماز کے متعلق ایک شعر یاد آ رہا ہے ملاحظہ ہو۔

سرنوشت واژ گوں را راست می سازد نماز
نقش معکوس نگین از سجدہ مے گردد درست

یعنی مسلمان جب نہایت عجز و انکساری سے بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو انکساری کی یہ حالت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آتی ہے کہ اس کے ماتھے پر لکھی سب الٹی تدبیریں، تقدیریں، بدبختیاں اور بدنصیبیاں اسی طرح درست اور سیدھی ہو جاتی ہیں جس طرح مہر کے حروف الٹے دکھائی دیتے ہیں مگر کاغذ کی پشت پر لگنے کے بعد بآسانی پڑھے جاسکتے ہیں۔

یہ دوسرا واقعہ بھی 10 نومبر ہی کا ہے۔ ایک مرتبہ میں (پروفیسر حمید احمد خان) نے ہمت کر کے ڈاکٹر صاحب سے پوچھ لیا کہ آپ نے اردو میں لکھنا بالکل ترک کر دیا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر انگریزی میں فرمایا It comes to me in "Persian" یعنی مجھ پر شعر وارد ہی فارسی میں ہوتا ہے۔لفظ وارد قابل غور ہے۔تب ''پیام مشرق کے بعد'' ''زبور عجم اور'' ''زبور عجم'' کے بعد'' جاوید نامہ'' فارسی ہی میں شائع ہوئیں۔

پروفیسر حمید احمد خان مرحوم حضرت علامہ صاحب کی نجی محفلوں میں اکثر حاضر ہوتے اور ان کے دلچسپ اور معلوماتی ارشادات سے مستفیض ہوتے اور انہی یادداشتوں پر مبنی آپ نے مذکورہ کتاب شائع کرائی ہے۔

اقبال کے متعلق ایک واقعہ مجھے بھی یاد آ رہا ہے۔اگر میرا حافظہ خطا نہیں کرتا تو جناب محمد بخش مسلمؒ خطیب جامع مسلم مسجد بیرون لوہاری گیٹ لاہور نے اس طرح سے سنایا تھا کہ اقبال کی زیر صدارت انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کی گراؤنڈ میں منعقد ہونا تھا۔جلسے کی کارروائی قرآن حکیم کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ قاری صاحب نے سورۃ الکھف کی آخری آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کی تلاوت شروع کی تو اقبال پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نیم بے ہوش ہو گئے۔(وجد کیا ہے؟حق کے راز کو پا کر روح کا خشوع اختیار کرنا۔یہ بھی کہا گیا ہے۔کہ جب انسان ذکر کی حلاوت محسوس کرتا ہے تو اس کے دل میں عشق کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا اور ضبط کے باوجود بھی کسی نہ کسی رنگ میں اظہار ہو جاتا ہے۔اظہار کی یہی کیفیت وجد ہے۔اس صورت حال سے جلسہ میں کھلبلی مچ گئی۔منتظمین جلسہ کے فیصلہ کے مطابق آپ کو گھر لے جایا گیا۔جناب مسلم صاحب بھی ہمراہ تھے۔گھر جا کر اقبال نے اپنے کمرے کی اندر سے کنڈی چڑھا لی اور اونچی آواز میں یہی آیہ مبارکہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کی تلاوت کرتے اور اپنے آپ کو پیٹتے رہے، بڑی مشکل سے دروازہ کھولا گیا۔آپ بے ہوش تھے۔منہ سے رالیں بہہ رہی تھیں، ہوش میں آئے تو علی بخش خادم سے کہا غسل کرواؤ اور صاف لباس پہنواؤ۔اس واقعہ کے بعد کا تمام کلام فارسی میں آپ پر زیادہ تر سجدہ ہی میں وارد ہوا۔

Marfat.com

اقبال کی زندگی کا مطمع نظر بعینہٖ وہی تھا جو آنحضرت ﷺ کا تھا۔ پہلی وحی کی آمد پر آپ ﷺ کچھ گھبرائے تو آپ کی دانشمند رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے عرض کیا۔ ”بخدا! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اس لئے کہ (1) صلہ رحمی آپ کا شیوہ ہے۔(2) لوگوں کا بوجھ آپ برداشت کرتے ہیں(3) مہمانوں کی خاطر تواضع آپ کا شعار ہے(4) ناداروں کی آپ امداد کرتے ہیں اور (5) مصیبت کے وقت لوگوں کی امداد کرنا آپ کا طریقہ ہے۔ اقبال نے اپنے بیٹے ڈاکٹر جاوید اقبال کو اسی سے ملتی جلتی وصیت فرمائی کہ (1) وہ دنیا میں شرافت اور خاموشی کے ساتھ اپنی عمر بسر کرنے (2) اپنے رشتہ داروں کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھے(3) میرے بڑے بھائی کی اولاد سب اس سے بڑی ہے ان کا احترام کرے اور اگر ان کی طرف سے کبھی سختی ہو بھی تو برداشت کرے (4) دیگر رشتہ داروں کی اگر اس سے مدد کی ضرورت ہو اور اس میں ان کی مدد کی توفیق ہو تو اس سے کبھی دریغ نہ کرے(5) جو لوگ میرے احباب ہیں ان کا ہمیشہ احترام محلوظ رکھے اور ان سے اپنے معاملات میں مشورہ کر لیا کرے۔ باقی دینی معاملات میں، میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزوی مسائل کے سوا جو ارکان دین میں سے نہیں ہیں سلف صالحین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد میں کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اس راہ پر گامزن رہے اور اس بدقسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لئے ہیں ان سے احتراز کرے۔ بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہوتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے دنیوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بدبخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہئے اور ئمہ اہل بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہئے۔ (ڈاکٹر جسٹس (ر) جاوید اقبال کی سوانح حیات ”اپنا گریبان چاک“ سے اقتباس)

اقبال کی زندگی کا یہ ذکر تو ضمناً چھڑ گیا ہے ورنہ آپ نے مسلمانان عالم کو بالعموم اور

Marfat.com

ملت اسلامیہ کو بالخصوص خواب گراں سے بیدار کرنے میں عمر بھر ان تھک جدو جہد کی۔ ان کے عبرتناک زوال او انحطاط کے اسباب وعلل بڑے دکھی اور دردمند دل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ کہیں خوف اور کہیں امید دلائی، آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد بلّغو عنّی ولو آیۃً اسلام کی تبلیغ کرو چاہے ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو، پر پوری تندہی سے عمل کیا۔ بہر حال آپ کی ساری عمر خودی اور درویشی میں گزری آپ نے فرمایا......

خودی کی حفاظت کوئی مجھ سے سیکھے
غریبی میں انداز ہیں خسروانہ
کوئی مرد مومن جگا دے یہ بستی!
طریقے ہیں مشرق کے سب راہبانہ

قیام پاکستان کا اولین تصور آپ ہی نے قوم کو دیا تھا۔ آپ نے پوری جرأت اور دیانتداری سے اپنا پیغام پہنچایا۔ دراصل یہ کوئی نیا پیغام نہ تھا بلکہ وہی تھا جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو دیا تھا۔ جس کی آپ تجدید چاہتے تھے۔ 31-1930ء میں گول باغ کے ایک جلسہ عام میں آپ نے فرمایا" اٹھو! وہ گھڑی آن پہنچی ہے جس کا ہمیں مدتوں انتظار تھا۔"

اس کتاب کی تدوین، تالیف کا خیال اس وقت غالب آیا جب یہود و نصاری نے مل کر خوئے بدرا بہانہ بسیار کے مصداق پہلے افغانستان اور پھر عراق پر غاصبانہ قبضہ جما لیا۔ یہ دونوں ہمارے برادر اسلامی ملک ہیں۔ دونوں اسلامی تہذیب کے مرکز ہیں۔ بالخصوص عراق تو انبیاء وائمہ اکرام، مفسرین ومحدثین اور جلیل القدر اولیائے کرام کی سرزمین ہے۔ پھر چیچنیا اور فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے۔ اسی طرح ہنود متعدد کشمیری مسلمانوں کو روزانہ شہید کر رہے ہیں۔ یاد رہے یہ ہنود بھی اسرائیلیوں ہی کا ایک قبیلہ ہے۔ مرد قلندر جناب مظفر وارثی صاحب کی رباعی ملاحظہ ہو......

Marfat.com

ہندو، عیسائی، صہیونی تینوں ایک
ظالم دہشت گرد جنونی تینوں ایک
چیچنیا، کشمیر، فلسطین کھلے گواہ
مقتل الگ الگ ہیں خونی تینوں ایک

ہندو کی شناخت اور برہمن کی عیاری کے متعلق اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل رباعی بھی ملاحظہ فرمائیں: (ارمغان حجاز)

نگہہ دارد برہمن کار خودرا! نمی گوید بہ کس اسرار خودرا
بمن گوید کہ از تسبیح بگذر بدوش خود برد زنار خودرا!

یعنی برہمن اپنے مطلب کا بڑا پکا ہوتا ہے۔ اپنا بھید کسی کو ہرگز نہیں دیتا۔ مسلمان سے تو کہے گا تسبیح (عبادت) چھوڑ دے مگر خود کندھے سے جنیو نہیں اتارے گا۔ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کی دشمنی اور تعصب کا اگر صحیح اندازہ لگانا ہو تو انکی مشہور کتاب ''ارتھ شاستر'' جس کا ترجمہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح اللہ نے کیا ہے کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں

پھوٹ ڈلوانا اور خفیہ سزائیں۔ کسی سنگھ کو اپنے ساتھ ملا لینا۔ فوج اور دولت اور حلیف حاصل کرنے سے بڑھ کر ہے۔ راجہ مصالحت اور تحائف کے ذریعہ ان سنگھوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ ورنہ دشمن قابو میں نہ آسکیں گے۔ اگر اپنے ساتھ ان کے تعلقات استوار ہوں پھر بھی وہ راجہ کے مخالف ہوں، تو ان کو آپس میں لڑوا کر اور خفیہ سزاؤں کے ذریعہ سیدھا کیا جائے۔

''جاسوس ان سب گروہوں میں جاکر ان کے باہمی حسد، نفرت اور لڑائی کے دوسرے اسباب کا پتہ لگائیں اور ان کے درمیان نہایت ہوشیاری اور پوری تیاری کے ساتھ عداوت کے بیج بوئیں کسی ایک سردار سے کہیں فلاں فلاں تمہاری مذمت کرتا ہے۔''

Marfat.com

طاقتور دشمن سے نپٹنا

جب ان میں سے کوئی کمزور راجہ کے خلاف حرکت کرنے والا ہو تو کوشش کرنی چاہئے کہ صلح کے معاہدہ سے معاملہ ٹل جائے۔ یا پھر سازش کی جنگ (منتریدھ) کا آسرا لیا جائے یا میدان جنگ میں شاطرانہ چالوں سے کام لیا جائے۔ وہ دشمن کے آدمیوں کو تحفے تحائف دے کر اپنے ساتھ ملا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے آدمیوں کی سازش کی روک تھام ان میں پھوٹ ڈلوا کر یا خفیہ سزائیں دے کر کی جانی چاہئیں۔ جاسوس خفیہ طور پر ہتھیار زہر یا آگ کے ذریعہ قبضہ کر لیں دشمن کے عقب پر ہر طرف سے دباؤ ڈلوایا جائے۔ قبائلی لوگوں کی مدد سے اس کی عملداری میں تباہی پھیلائی جائے۔ یا دشمن کے خاندان کے کسی معتوب یا مقید فرد کو اس کی ریاست پر قبضہ کرنے کے لئے کھڑا کیا جائے۔

خفیہ ریشہ دوانیاں

طوائفوں کے اڈے چلانے والے دشمن کی فوج کے سرداروں کو خوبصورت جوان عورتوں کے ذریعہ رجھائیں اور ان کے درمیان رقابت کے جھگڑے پیدا کرائیں اس طرح جو جھڑپیں ہوں ان کے بعد ہارے ہوئے فریق کو دوسری جگہ منتقل ہو جانے یا جاسوسوں کے ذریعے اپنے راجہ سے مل جانے اور اشتراک عمل کی ترغیب دی جائے۔

متحدہ ہندوستان میں آریہ سماج کی تحریک کا مقصد مسلمانوں کو شدھی کرنا تھا اس تحریک کے رہنما دیانند سرسوتی نے ایک بدنام کتاب ستیارتھ پرکاش لکھی۔ اس کتاب میں بھی ہندوؤں کے لئے حکومت چلانے کے رہنما اصول درج ہیں یہ اصول ہندوؤں کے پیشوا منو کے ہیں جو اس کتاب میں ہندوؤں کی رہنمائی کے لئے درج ہیں۔ ''سفیر کا خاص کام، سفیر اس کو کہتے ہیں جو نا اتفاقی میں اتفاق کرائے اور بدخواہوں کے ہاتھوں کو توڑ پھوڑ دے۔ سفیر کا عمل ایسا ہونا چاہئے جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے'' کوئی دشمن اس کے رخنہ یعنی کمزوری کو نہ جان سکے اور خود دشمنوں کے رخنہ کو معلوم کرتا رہے۔ جس طور پر کچھوا اپنے اعضاء کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح دشمن کے قبضہ میں آجانے والے رخنہ کو پوشیدہ رکھے

Marfat.com

جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے دولت وغیرہ چیزوں کو اور دولت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کے مانند طاقت کو کام میں لائے اور چیتے کے مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے۔ نزدیک آئے ہوئے دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جائے اور بعد ازاں ان کو حکمت عملی سے پکڑے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہو گی تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب تک صبر کر لے۔ جب اپنی طاقت یعنی فوج کو خوب مضبوط اور عقیدت مند دیکھے اور دشمن کی طاقت برخلاف اس کے کمزور ہو جائے تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کے واسطے کوچ کرے۔

مسلم امہ پر یہود و نصاریٰ کی یلغار، قتل، وغارت افغانستان اور عراق پر غاصبانہ قبضہ، بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام اور مساجد کی بے حرمتی اور ان کو مسمار کر کے مندروں میں تبدیل کرنا۔ یہ المناک واقعات مسلمانوں کے لئے باعث عبرت ہونے چاہئیں مگر

وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر محب وطن اور دردِ دل رکھنے والا مسلمان اس صدمہ جانکاہ سے دلی طور پر ضرور رنجیدہ ہوا ہے۔ تجزیہ نگاروں، کالم اور اداریہ نویسوں اور دانشمندوں نے اپنے اپنے خیالات سے قوم کو آگاہ کیا ہے۔ کئی طرح کے اسباب و علل گنوائے ہیں۔ مگر راقم الحروف کے نزدیک امت مسلمہ کی اس ذلت و رسوائی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کے جملہ احکامات کی تعمیل صرف اور صرف عبادات تک ہی محدود کر لی ہے۔ جب کہ باقی احکامات الٰہیہ سے صرف نظر کر رکھا ہے۔ نئے نظام عالم نئے روڈ میپس مسلمانوں پر خواہ مخواہ دہشت گرد اور بنیاد پرست ہونے کے الزامات ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ سب بہانے ہیں ہمیں نیست و نابود کرنے کے حالانکہ اسلام کی تو یہ تعلیم ہے۔ المائدہ:32 کا ترجمہ ملاحظہ ہو......" اسی وجہ سے حکم لکھ دیا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جس نے

Marfat.com

قتل کیا کسی انسان کو سوائے قصاص کے اور زمین میں فساد برپا کرنے کے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو اور جس نے بچا لیا کسی جان کو تو گویا بچایا اس نے تمام لوگوں کو" یعنی مملکت اسلامیہ کے گوشہ گوشہ میں امن قائم کرنے، راستوں کو محفوظ بنانے اور فتنہ و فساد کی جڑ کاٹنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔ جو اس حکم کی خلاف ورزی کر کے قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتا ہے وہ گویا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے مملکت اسلامیہ یا دنیا کے کسی باشندے پر خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی دست درازی قتل کرنے کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ بدین وجہ ایک مسلمان کبھی بھی دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ یہ کام صرف سپر پاورز ہی کر یا کروا سکتی ہیں۔

مجاہدین اسلام دین اسلام کی حفاظت کے لئے بے بس اور مجبور مسلمانوں کی عزت و ناموس بچانے کی خاطر اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر ضرور مدد کرتے ہیں۔ اقوام یورپ صرف انہی مجاہدین ہی سے ترساں اور لرزاں رہتی ہیں۔ جہادی تنظیموں پر دہشت گردی کا لیبل لگا کر مسلم ممالک پر غاصبانہ قبضہ جمانا محض ایک بہانہ ہے۔ اقبالؒ نے جب یورپی اقوام کے گرو گھنٹال ابلیس کو دیکھا کہ سر پیٹ رہا ہے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا کیا بتاؤں......!!

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں
ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دین کی احتساب کائنات!
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو

Marfat.com

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشک سحر گاہی سے جو ظالم وضو

اشک سحر گاہی سے وضوتو صرف ایک سچا مسلمان ہی کر سکتا ہے۔ یہی حضرات ہیں جو دین اسلام کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر سکتے ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی قوم ہوگی جس کے کسی فرد نے اپنے وطن، اپنے مذہب کی خاطر خودکش حملہ کیا ہو۔ صرف ایک مثال سامنے آرہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں ایک جاپانی محبّ وطن نے برطانوی، بحری جہاز جسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا، بمعہ بم جہاز کی چمنی میں کود گیا۔ جس کے باعث جنگ کا پانسہ بدل گیا تھا۔ اس کے برعکس یہ جذبہ صرف مسلمانوں ہی میں پایا جاتا ہے۔ فلسطین کی ایک نوخیز بیٹی، چیچنیا کی ایک دوشیزہ اور دیگر اسلامی ممالک کے بے شمار بیٹے بیٹیاں اپنے مذہب وملت کی حفاظت کی خاطر خودکش حملے کر کے دشمن کا بے پناہ جانی اور مالی نقصان کر رہے ہیں۔ دراصل خودکش حملے ایک طرح کا غریب اور بے کس طبقے کا فورس ملٹی پلائر "Multiplier Force" ہیں۔ کبھی یہ ایک انفرادی فعل تھا۔ کسی دشمن کو مار کر خود مر جاتے تھے۔ اب قوم کی خاطر، دین اسلام کی سربلندی کی خاطر، ہندو، یہود ونصاریٰ سے انتقام لینے کی خاطر ایک کفن بردوش مجاہد سج دھج کر نکلتا ہے اور ہزاروں دشمنان اسلام کو جہنم رسید کر دیتا ہے۔ دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ کو اگر کچھ خوف ہے تو انہی سیماب صفت مجاہدوں سے ہے جن کا نام انہوں نے خواہ مخواہ دہشت گرد رکھ دیا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ آج تک عالمی سطح پر ''دہشت گردی'' کی کوئی متفقہ تعریف میسر نہیں ہے۔ ہمارے ہاں قرآن حکیم کی رو سے اپنے وطن، دین اور مذہب کی حفاظت کی خاطر جان تک قربان کرنے والے کبھی ''دہشت گرد'' نہیں ہو سکتے۔ مگر امریکہ اور برطانیہ روز بہ روز انہیں دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ یو ایس اے کی وزارت داخلہ نے دہشت گردی کی جس طرح سے تعریف کی ہے اس کی تفصیل ''اصطلاحات'' کے زمرہ میں دیکھ لیں۔

یہود ونصاریٰ مجاہدین اسلام کو دہشت گرد قرار دینے کے لئے چاہے۔ کچھ بھی تعریف

Marfat.com

کرلیں وہ سب سینہ زوری ہوگی ۔مگر اس کے ساتھ ساتھ تعجب اور حیرت ہے کہ اس وقت دنیا کے تمام مسلم ممالک امریکی دباؤ کے سامنے جھک گئے ہیں ۔ دین اسلام کے تقاضے، اخلاقی اصول اور غیرت وحمیت کی تمام قدریں فراموش کر چکے ہیں ۔ اس میں اب کوئی شک نہیں کہ امریکہ اس وقت جدید ترین جنگی مہلک ہتھیاروں کی وجہ سے تمام دنیا کے سمندروں ،زمینوں اور آسمانوں پر حکمران ہے ۔ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ہم قیامت تک ہتھیاروں کے ذریعے ان سپر طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔کریں بھی کیسے؟ ہم تو محتاج ہیں اسلحہ کے اعتبار سے انہی اقوام یورپ کے ۔ ہاں ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو اسلحہ عطا فرمایا ہے وہ یہی ہمارے جانباز مجاہدین ہیں ۔جنہیں ہم خود پکڑ پکڑ کر مروا رہے ہیں ۔ بخدا! ہمارا ایک مجاہد یا مجاہدہ اگر انہیں وسائل مہیا کئے جائیں تو وہ ہزاروں ایٹم بموں ، میزائلوں اور جنگی جہازوں سے بڑھ کر ملکی دفاع کر سکتا ہے ۔ خلیج فارس یا دیگر اسلامی سمندروں میں واقع امریکی اور برطانوی تمام بحری جہاز ہمارے مجاہدین کی زد میں تھے جنہیں آناً فاناً غرق کیا جا سکتا تھا، مگر افسوس ! صد افسوس !!! انہی بحری اڈوں سے دشمن کے جہازوں اور میزائلوں نے اڑا اڑ کر کویت اور عراق کو تباہ و برباد کر دیا ۔ اب بھی تمام اسلامی ممالک انہی بحری اڈوں کی زد میں ہیں ۔ بیس پچیس ہزار میل کی دوری سے امریکہ یا برطانیہ اپنے ممالک سے اڑ کر مسلم ممالک پر چڑھائی نہیں کر سکتا ۔ مصر نے 26 ارب لے کر نہر سویز سے دشمنوں کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی ۔ اب بھی وقت ہے ان مجاہدوں کی حوصلہ افزائی و سرپرستی کی جائے ۔ انہیں ہر طرح کی ٹریننگ دی جائے ۔ انہیں اپنی کفالت میں لے لیا جائے ۔ یہ وہ کارنامے دکھا سکتے ہیں جن کی مثال جنگی دنیا میں ملنی مشکل ہوگی ۔تب اسلامی ممالک ایک سپر پاور بن کر سامنے آ سکتے ہیں ۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اسی موقعہ کے لئے کہا تھا......

خوف شر کیوں ہو اگر خیر ہے مقصد تیرا
تیری تسخیر تو ابلیس کو لرزاں کر دے

امریکہ افغانستان اور عراق میں ایسا پھنس گیا ہے کہ اس سے نکلنا اب ناممکن ہے ۔

Marfat.com

روزانہ اسے اپنے فوجیوں کی لاشیں سمیٹنا پڑ رہی ہیں۔ مسلمانوں پر اس مصیبت اور ذلت و رسوائی اور اسکے اضمحلال و انحطاط اور ضعف و زوال کا جائزہ بغور لیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ مسلمانوں نے اپنی زندگیاں صرف عبادات تک ہی محدود کر کے باقی تمام احکامات الٰہیہ سے صرف نظر کر رکھا ہے جس کی وجہ سے زمانہ کی حریف قوتوں کا مقابلہ کرنے کا عزم اور حوصلوہ ہار گئے ہیں۔ ان میں ہمت رہی نہ سکت، نیتجتاً ذلت و مسکنت، محکومی، غلامی اور ہلاکت و بربادی ان کا مقدر بن گئی ہے۔ جو قومیں قوانین الٰہیہ کے مطابق زندگی اور حکومت کرنے کے قابل نہیں رہتیں تو قدرت کا قانون مکافات حرکت میں آ جاتا ہے۔ اگر ان میں احساس زیاں کلیتہ جاتا رہے تو کبھی وہ قوم ہلاک و برباد ہو جاتی ہے اور کبھی ان کی جگہ کوئی دوسری قوم لے لیتی ہے۔ اسے قدرت کا قانون، ''استبدال و استخلاف'' کہتے ہیں۔ اسلام ایک عالمگیر زندہ جاوید دین ہے اور اس میں اپنی جمالی اور جلالی قوتوں کی بدولت دیگر تمام عقائد و ادیان پر غالب آ جانے کی استعداد پائی جاتی ہے جسے قوت اور طاقت سے کام میں لانا امت مسلمہ کا اہم ترین فریضہ ہے اور ذمے داری ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اجتہاد و جہاد ناگزیر ہیں اور ان کے لئے علم و حکمت، سائنس و ٹیکنالوجی اور جلال و جمال کی قوتوں کا ہونا لابدی ہے۔ مگر یہ ایک قومی المیہ ہے کہ مسلمانوں نے دین صرف ظاہری عبادات اور دیگر جاہلی رسومات کی ادائیگی تک ہی محدود کر لیا ہے۔ باقی احکامات الٰہیہ یعنی معاملات، اخلاقیات اور عقائد کو نظر انداز کر دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی بس یہی نہیں کہ تم نماز، روزہ، حج، زکوۃ تک ہی محدود رہو بلکہ تمام کے تمام قرآنی احکامات کی تعمیل کرنا ہی اصل نیکی ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت 177 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''نیکی بس یہی نہیں کہ نماز میں تم پھیر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف۔ بلکہ نیکی کا کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور سب نبیوں پر اور دے مال اپنا اللہ کی محبت سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور خرچ کرے، غلام آزاد کرنے میں اور صحیح ادا کیا کرے نماز اور دیا

Marfat.com

کرے زکوۃ اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے وعدوں کو جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں اور کمال نیک ہیں جو صبر کرتے ہیں مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد کے وقت۔ یہی لوگ ہیں جو راستباز ہیں اور یہی لوگ حقیقی پرہیز گار ہیں۔" یعنی ہر دین میں بعض ظاہری اعمال ہوتے ہیں اور بعض حقیقی مقاصد کیونکہ ان ظاہری اعمال کی بجاآوری سے انسان دین کے حقیقی مقاصد تک بآسانی پہنچ سکتا ہے اس لئے ان ظاہری اعمال پر عمل کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ جب تک کوئی قوم دین کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھتی ہے وہ ان ظاہری اعمال اور حقیقی مقاصد دونوں کو پیش نظر رکھتی ہے اور دونوں کو یکساں اہمیت دیتی ہے تو وہ کامیاب و کامران اور سر بلند رہتی ہے۔ لیکن جب دین کا ولولہ سرد پڑ جاتا ہے تو آہستہ آہستہ حقیقی مقاصد آنکھوں سے اوجھل ہونے لگتے ہیں اور قوم صرف ظاہری اعمال کی ادائیگی کو ہی کافی سمجھنے لگتی ہے اور ان ظاہری اعمال میں حقیقی مقاصد تک پہنچنے کا جذبہ دم توڑ دیتا ہے۔ اس لئے وہ اعمال محض بے جان ہو کر رہ جاتے ہیں اور بداندیش قوم انہی رسوم کی بجاآوری کو ہی سب سے بڑی نیکی شمار کرنے لگتی ہے جب کہ حقیقی مقاصد سے یکسر غافل ہو جاتی ہے۔ مثلاً نماز اور روزہ انسان کی بنیادی عبادات میں سے اہم رکن ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو نماز نمازی کو برائی اور بدکاری سے باز نہ رکھ سکے وہ نماز اسے خدا سے اور زیادہ دور کر دے گی۔ روزہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ روزہ دار اگر جھوٹ بولنے اور برے عمل کرنے سے باز نہ آئے تو اللہ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس آیۂ مبارکہ میں ظاہری عبادات کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ امت مسلمہ پہلی امتوں کی طرح صرف ظاہری عبادات اور اعمال پر ہی قانع نہ رہے بلکہ کتاب وسنت کی جملہ تعلیمات پر عمل پیرا رہے۔ اقبال بڑی پکی اور سچی بات کہہ گئے ہیں

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں، تو باقی نہیں ہے

اسلام ایک ایسا مکمل نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ مگر عملی طور

Marfat.com

پر اس کی تعلیمات کو اپنانا اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کوئی عملی نمونہ انسانوں کے پاس موجود نہ ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے صرف قرآن نازل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی وضاحت کے لئے اپنے محبوب نبی مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عمل کر کے دکھائیں۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت 21 میں فرمایا ترجمہ "یقیناً اللہ کے رسول میں ہے ایک نمونہ تم میں سے اس کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔" گویا شرعی اعتبار سے اسلام کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے احکام جس طرح وہ قرآن میں نازل ہوئے ہیں بے چون و چرا۔ بلا حیل و حجت پورے دلی اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت کرے اور اس انداز میں اطاعت کرے جس کا نقشہ سنت مطہرہ میں ملتا ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کے ارشادات کا واجب العمل نمونہ وہی ہے جو شریعت کے عین مطابق ہو۔ شرع اور شریعت کیا ہے؟ شرع سے مراد مسلمانوں کا وہ مقدس قانون ہے جس میں قرآن مجید کی تعلیمات، احکامات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں۔ اسلامی نظام زندگی کا ایک ایسا جامع اور مربوط ضابطہ عمل ہے جس میں قرآن پاک، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقہ اسلامی اور اجتہاد کے موضوعات شامل ہیں۔ شرع شریف کو شریعت اسلامی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ شرع کے لفظی معنی چلنا اور آغاز کرنا وغیرہ بھی ہیں اور شریعت سے مراد خدا کے مقرر کردہ وہ قوانین ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان پر لازم ہے، شریعت کہلاتے ہیں۔ شریعت کا دیوانی اور فوجداری ضابطہ مکمل ترین مجموعہ قوانین ہے جسے خالق کائنات کی ہدایت کے مطابق تشکیل دیا گیا ہے۔ شریعت میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق جامع اور واضح قوانین موجود ہیں۔ دراصل شریعت اعمال کی اچھائی اور برائی کی جانچ کی بنیاد ہے۔ خلاف شرع اعمال چاہے وہ بظاہر کتنے ہی اچھے معلوم ہوں ضرر سے خالی نہیں ہو سکتے۔ شریعت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیت پر مبنی ہے۔ اسی لئے کسی فرد یا جماعت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر تنقید کرے یا اس میں اپنی مرضی کے مطابق کوئی تبدیلی کرے اس لئے شریعت دنیا کے دوسرے مجموعہ ہائے قوانین سے اس

Marfat.com

معاملے میں مختلف ہے۔ آنحضرت ﷺ جو عالمگیر شریعت اور دائمی ہدایت لے کر آئے ان تعلیمات کی ہمہ گیری اور ہمہ رسی سے انسانی زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا پہلو بھی نظر انداز نہیں ہوا۔ کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا اور عمل پیرا رہنا ہی فی الحقیقت اسلام ہے۔ شریعت محمدی ﷺ ان چار عنوانات کا مجموعہ ہے۔

1-عقائد 2-عبادات

3-معاملات 4-اخلاقیات

مذکورہ عنوانات کی وضاحت مختصراً اس طرح سے کی جاسکتی ہے:

1-بندے اور خالق کے درمیان رابطہ وواسطہ واضح کرنے والے احکامات جو ذہنی قوی اور قلبی حالات سے تعلق رکھتے ہوں تو وہ ''عقائد'' کہلاتے ہیں اور ان پر جم جانے کا نام ''ایمان'' ہے۔

2-جن احکام کا تعلق بندے کے جسم اور مال سے ہے وہ ''عبادات'' ہیں۔ نماز، روزہ بدنی عبادات ہیں۔ زکوۃ مالی وتمدنی عبادت ہے۔ کلمہ توحید، نماز روزہ، زکوۃ، حج کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

3-جو احکام بندے اور اس کے ہم جنسوں یا بندے یا دوسری مخلوق کے روابط سے متعلق ہیں اور انہیں قانونی حیثیت حاصل ہو تو وہ ''معاملات'' کہلاتے ہیں اور

4-اگر ان کی حیثیت روحانی نصیحتوں اور برادرانہ ہدایتوں کی ہو تو ان کا نام ''اخلاق'' ہے۔

پس یوں رسول اکرم ﷺ پر دین تکمیل واتمام پر پہنچا۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی آیت 3 میں اس طرح سے فرمادی ہے ترجمہ ''اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا'' بدیں وجہ دین اسلام ان تمام جماعتوں اور قوموں کے درمیان قرب و یکجہتی کا ایک مستحکم ذریعہ ہے جو ہدایت کو خدا کی طرف سے مانتی ہیں اور الہامی دین پر پختہ اعتقاد رکھتی ہیں ان

Marfat.com

سب کے لئے ایک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت عام ہے۔ کیونکہ یہ اسی دین کی ایک مکمل ترین شکل ہے جسے تقریباً سارا عالم انسانیت درست تسلیم کرتا ہے۔ سابقہ امتوں کے عروج اور جاہ وحشمت کی اصل وجہ ہی یہ تھی کہ انہوں نے قرآن وسنت کے احکامات پر دل وجان سے عمل کیا۔ اقبالؒ نے بھی کہا ہے۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

دین اسلام کی اصل غرض وغایت تو یہ تھی کہ لوگ اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں۔ وہ دین میں غلبہ اور آخرت میں خدائی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔ اسلام مذہب کی جامع صورت ہے۔ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ پھر صحابہ کرام کی زندگیاں د اسلام کا مکمل نمونہ تھیں۔ قرن اول کے مسلمان اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے۔ چند ابتدائی صدیوں تک مسلمانوں کا یہ خیال رہا کہ تبلیغ ودعوت اسلام ہر مسلمان کا فرض حیات ہے۔ بدیں وجہ یہ قوم غالب رہی مگر اس کے بعد جبر واستبداد نے ان کی قوتوں کو پامال کر دیا۔ بدقسمتی سے علماء کا ایک گروہ اس کا اجارہ دار بن گیا۔ مسلمانوں کو گروہ بندی اور فرقہ پرستی میں مبتلا کر دیا۔ دین اسلام کو صرف عبادات اور دیگر جاہلی رسومات کی ادائیگی تک محدود کر دیا۔ باقی احکامات خداوندی یعنی، معاملات، اخلاقیات اور عقائد کو نظر انداز کر دیا۔ بارگاہ رب العزت سے دھتکارے جانے کے بعد ابلیس نے والیان ملک، صاحبان اختیار واقتدار اور عوام الناس کی ایک کثیر تعداد کو اپنے مکر وفریب میں جکڑ لیا۔

ویسے تو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ قرآن حکیم کے تمام احکامات پر دل وجان سے عمل کرے۔ احکامات اوامر ونواہی کی سختی سے تعمیل کرے۔ تاہم اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں اور دشمنیوں کے مقابلے کے لئے ان آیات کریمہ جن پر یہود ونصاریٰ کی خباثتوں اور مکر وفریب سے بچنے کی خصوصی ہدایات دی گئی ہیں ان پر تدبر وتفکر کرنا اور تعمیل کرنا اور بھی لازمی ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں راقم نے قرآن حکیم سے چند ایسی آیات مقدسہ کا

Marfat.com

انتخاب کیا ہے جن کی ایک عرصہ سے صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ مثلاً یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ مگر آج ان کی دوستی پر فخر کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو فرقہ پرستی اور گروہ بندی سے منع کیا گیا ہے۔ مگر عملاً جو کچھ ہو رہا ہے اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ایک محلہ ایک حلقہ میں کئی کئی مساجد ہیں مگر ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقے کی مسجد میں جانے کے لئے تیار نہیں۔ اقبال نے ایسی صورت حال سے متاثر ہو کر کہا تھا......

وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لئے اپنی زباں
چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامہ محشر یہاں

(بانگ درا)

جائے عبرت ہے کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کی صریحاً خلاف ورزی کر رہے ہوں پھر چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی فوراً گرفت کر لی جاتی اور انہیں ذرا ڈھیل نہ دی جاتی لیکن اللہ تعالیٰ کی مغفرت بے پایاں اور رحمت وسیع ہے۔ وہ ایسے لوگوں پر بھی نعمتوں کی بارش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور مقررہ وقت آ جاتا ہے۔ اس ضمن میں سورۃ الکہف کی آیت ۵۷ کا ترجمہ ملاحظہ ہو "اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیر لے اور اس برے انجام کو بھول جائے جس کا سر و سامان اس نے اپنے لئے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے"۔

بدقسمتی سے بالخصوص مسلمان حکمران ایک عرصہ سے رب کی آیات سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسی فعال جماعت پیدا نہیں ہو رہی جو خود اللہ تعالیٰ کے احکامات پر سختی سے عمل پیرا ہو اور اپنی رعایا کو صراط مستقیم پر چلانے پر مجبور کر دے اس وقت ہماری حالت اس طرح سے ہے۔

افراتفری، نفسا نفسی، آہ و زاری شہر میں
کس کس سے میں پوچھوں میرے بھائی کیا ہوا

(ڈاکٹر اجمل نیازی)

Marfat.com

جن آیات مقدسہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کا مختصر تعارف اس طرح سے ہے۔

نمبر	خلاصہ مضمون اشارہ	آیت نمبر	سورہ نمبر
1	اور مسلط کردی گئی ان پر ذلت اور غربت......	61	البقرہ:2
2	اور ہرگز خوش نہ ہوں گے آپ سے یہود و نصاریٰ......	119	البقرہ:2
3	اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں...... اور قتل کرو انہیں جہاں بھی انہیں پاؤ......	190 191,192	البقرہ:2
4	نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر	28	آل عمران3
5	اور پکڑلو اللہ کی رسی مضبوطی سے سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا......	103	آل عمران3
6	ضرور ہونی چاہئے تم میں سے ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف..........	104	آل عمران3
7	مسلمان کو گروہ بندی، فرقہ پرستی سے منع کیا گیا ہے	105	آل عمران3
8	اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا راز دار غیروں کو..........	118,120	آل عمران3
9	اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو..........	139	آل عمران3
10	اللہ کی اطاعت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت کرو..........	59-61	النساء4
11	اور کیا ہوگیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو؟	74-75	النساء4
12	یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ......	51	المائدہ5
13	اے مسلمانو! تم اپنے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی اور عداوت رکھنے والے یہود اور مشرکین کو پاؤ گے......	82	المائدہ5
14-	اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کرو اللہ کی راہ میں......	84	المائدہ5

Marfat.com

15	کفار سے لڑتے رہو جب تک کوئی فتنہ باقی نہیں رہتا	39-40	الانفال 8
16	جہاد کے لئے تیار رکھو اپنی قوت اور طاقت......	59-60	الانفال 8
17	اگر کفار مائل صلح ہوں تو آپ بھی مائل ہو جایئے......	61-64	الانفال 8
18	جب پہنچتی ہے کوئی تکلیف انسان کو تو پکارتا ہے ہمیں لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا ہو۔	12-14	یونس 10
19	بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہی ہوں گے	105	الانبیا 21
20	اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسی طرح سے جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔	77-78	الحج 22
21	ثابت قدمی اور مستقل مزاجی اہل حق کا شیوہ ہے	60	روم 30
-22	باہمی اختلافات کی صورت میں فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو	10	الشوریٰ 42
23	فاعتبروا یا اولی الابصار، پس عبرت حاصل کرو اے دیدہ و بینا رکھنے والو۔	2	حشر 59

مذکورہ بالا قرآنی آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی آیات مقدسہ ہیں جن میں جہاد کے لئے ترغیب ہے اور یہود و نصاریٰ سے دوستی گانٹھنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ جہاد کے بارے میں سورۃ ال عمران (3) کی آیت 42 اور سورۃ الانفال کی آیات 65 اور 66 ملاحظہ ہوں۔ نیز یہود و نصاریٰ سے دوستی اور تعلقات استوار نہ کرنے کی سخت تاکید سورۃ الممتحنہ (60) کی آیت (1) میں فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح سورۃ المجادلہ 58) آیت (22) میں بھی ارشاد ربانی ہے ترجمہ جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ ہوں''۔ اس طرح اسی موضوع پر دیگر متعدد احادیث بھی موجود ہیں مگر بخوف طوالت صرف ایک حدیث کے ترجمہ پر اکتفا کیا جا رہا

Marfat.com

ہے۔''یعنی جو کوئی مشرکین کے ساتھ اختلاط رکھے گا اور ان کے ساتھ بود و باش اختیار کرے گا وہ بھی انہی کے جیسا ہو گا''۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد عبادت کو تو ضرور اپنائے ہوئے ہے مگر تعجب اور حیرت ہے کہ انہوں نے دوسرے بیشتر قرآنی احکامات کو بھلا رکھا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ یعنی اللہ پاک کے جتنے احکامات ہیں ان پر اور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات پر پوری طرح سے عمل پیرا رہو۔ اس ضمن میں سورۃ 2 البقرہ کی آیات 208,209 کا ترجمہ ملاحظہ ہو......

''اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے قدم پر بے شک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اگر تم پھسلنے لگو اس کے بعد کہ آ چکی ہیں تمہارے پاس روشن دلیلیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے۔''یعنی یہ آیات ہمیں اسلام کے مزاج سے آگاہ کرتی ہیں۔ کہ یہ دین ایک مستقل ضابطہ حیات اور مکمل دستور زندگی ہے اس کے اپنے عقائد ہیں۔ اس کا اپنا دیوانی اور فوجداری قانون ہے۔ سیاسیات اور معاشیات کے متعلق اس کے اپنے نظریات ہیں اور یہ انسان کی ذہنی، روحانی اور مادی ترقی کا ضامن ہے۔ لیکن اسی کی برکتیں تب ہی حاصل ہو سکتی ہیں جب کہ دین اسلام کو ماننے والے اسے پورے کا پورا اپنا لیں اور اس کے تمام ضابطوں اور قوانین پر عمل پیرا ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ اسے بتمامہ قبول کر لیں اور اس کا کوئی گوشہ ترک نہ ہو اور ملت اسلامیہ کا کوئی فرد اس کو اپنانے سے گریز نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا یعنی اسلام کے قانون، ضابطہ، اخلاق اور اس کی مقدس قدروں کو پامال کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا وہ عزیز ہے، سب پر غالب ہے۔ کوئی اس کے حکم کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرامین ''یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ'' ''یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے کبھی راضی نہ ہوں گے'' سب سے زیادہ دشمن اور عداوت رکھنے والے یہود و نصاریٰ ہیں، کی بار بار نافرمانی کر رہے ہیں اور ان واضح احکامات سے

Marfat.com

سرتابی کر کے اللہ کو ناراض کر رہے ہیں؟ جس کا انجام بے حد خطرناک اور تباہ کن ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے یہودی قبائل بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ صلح و آشتی کے ساتھ رہنے کے لئے ایک ضروری معاہدہ کیا تھا۔ تینوں نے عہد شکنی کی سزا پائی پہلے دو قبیلے جلاوطن ہونے پر مجبور ہوئے اور تیسرے کے تقریباً چھ صد افراد ذبح کئے گئے۔ ان کی املاک ضبط ہوئیں اور بیوی بچے فروخت ہوئے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد ابھی پورے طرح سے قدم بھی جما نہ پائے تھے اور جنگی قوت بھی مقابلتاً کم تھی مگر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے مدینہ کے یہودیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی۔

جس نئے نظام عالم اور نئے روڈ میپس کا آج ذکر عام ہے اور یورپی اقوام بڑے زور و شور سے اس کا پروپیگنڈا بھی کر رہی ہیں۔ امت مسلمہ کے خلاف یہ ایک بہت خطرناک اور بھیانک سازش ہے۔ جس کا اصل مقصد اسرائیل کو تحفظ فراہم کرنا اور اسے جدید آلات حرب و ضرب سے لیس کر کے مضبوط سے مضبوط تر بنانا ہے تا کہ کوئی اسلامی ملک اسے میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ عالم کفر نے اسرائیل کو آج جنگی لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ آج کی صورت حال یہ ہے کہ اسرائیل خود جس مسلم ملک پر چاہے بے خوف و خطر حملہ کر سکتا ہے۔ اس کے ہم مذہبوں نے اسے فوجی لحاظ سے اتنا مضبوط و توانا بنا دیا ہے کہ اسرائیل کے گردونواح کے کسی اسلامی ملک کو اس کا مقابلہ کرنے کی قوت اور ہمت نہیں رہی۔ گو مصر ایک طاقتور اسلامی ملک ہے اس نے اسرائیل کے ساتھ جنگیں لڑ کر دیکھ لیا ہے۔ آخر کیمپ ڈیوڈ میں صلح پر مجبور ہوا۔ جب کوئی فرد، کوئی قبیلہ یا قوم اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے کچھ کی پیروی کرتی ہو کچھ کو نظر انداز کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں خوف، وسوسے اور بزدلی پیدا کر دیتا ہے۔ چاہے اس کے پاس خود کتنی بڑی فوجی قوت کیوں نہ ہو۔ ایسے حالات میں ارشاد ربانی ہے۔ "فاعتبرو ایا اولی الابصار" عبرت کیا ہے؟ کسی جرم کی پاداش میں دوسرے شخص کو سزا ملتے دیکھ کر یہ خوف کرنا کہ اگر ہم نے بھی ایسا کام کیا تو ہمارا بھی یہی حشر ہوگا۔

Marfat.com

نیر نگئی دنیا کا تماشا ہے نمایاں
غفلت اسے کہتے ہیں کہ عبرت نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ تو صرف ان لوگوں کی دستگیری کرتا ہے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اگر قوم نے قرآن کریم کے بعض قوانین وضوابط پر تو عمل کرلیا اور بعض کو نظر انداز کیے رکھا تو پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید کہاں؟ یہ تو صرف ان مومنین ہی کیلئے ہے جو واقعی سچے اور سچے لوگ ہیں۔ ارشاد ربانی ہے" **ولا تھنوا ولا تحزنو او اَنتمُ الاعلون ان کنتم مومنین** " اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سر بلند ہو گے اگر تم سچے مسلمان ہو۔ (آل عمران 38)

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کی عزت و ناموس مجاہدین کے دم خم اور جذبہ جوش شہادت سے قائم رہی ہے۔ مگر آج مسلمانوں ہی میں سے ایک طبقہ ایسا پیدا ہو چکا ہے جس کا نظریہ یہ ہے کہ جہاد فی الوقت قبل از وقت ہے جہاد ایک عارضی اور وقتی ضرورت تک محدود ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق اس طرح سے نہیں۔ حالانکہ اقبال کہہ گئے ہیں......

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی چنگیزی ہے

ارشاد ربانی ہے کہ قوم کے ایک سنجیدہ اور باخبر طبقہ کا فرض ہے کہ خود بھی قرآن وسنت پر پوری طرح سے عمل پیرا ہو اور والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار کو بھی مجبور کرے کہ جہانبانی اور حکمرانی کے صرف وہی انداز اپنائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچائے ہیں۔ اولی الامر کے معنی ہیں صاحبان حکم، بااختیار لوگ، صاحب حکم جسے حاکمیت کے اختیارات حاصل ہوں اسلامی حکومت کے سربراہ کو اولی الامر کہتے ہیں۔ اولی الامر کو اسلامی شریعت کے مطابق مسلمانوں پر حکومت کرنے کا حق ہے۔ لہٰذا اولی الامر مطلق العنان نہیں ہوسکتا۔ اسلامی حکومت میں اللہ تعالیٰ حاکم کل ہے اور اولی الامر اس کے نائب یا امین ہوتے ہیں۔ اس لئے احکامات ربانی کی پابندی اور تعمیل ان پر

Marfat.com

فرض ہے۔ اولی الامر کی فرمانبرداری مسلمانوں پر اس صورت میں فرض ہے کہ وہ اسلامی شریعت کی حدود میں رہ کر ان پر حکومت کریں۔ مسلمانوں کا اولی الامر صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے "**واولی الامر منکم**......" مگر جب والیان ملک خود ہی احکام خداوندی اور اسوہ محمدی ﷺ کو پس پشت ڈال دیں گے اور جبر واستبداد اور من مانی کا دور دورہ ہوگا۔ اعیان سلطنت عیش وعشرت میں بدمست ہوں گے داخلی اور خارجی امور پر مکمل گرفت نہ ہوگی۔ ملکی معاملات باہمی افہام وتفہیم سے حل کرنے کی بجائے مزید الجھا دیں گے۔ جب معاشی، معاشرتی اور سماجی برائیاں عام ظاہر ہوں گی امن وامان تباہ ہو گا۔ ڈاکہ زنی او خواتین کی جبراً آبرو ریزی ہوگی۔ ہر سو افراتفری اور آہ وزاری ہوگی تو ایسے نازک وقت میں بھی اگر قوم کا ایک سنجیدہ اور باہوش طبقہ تماشائی بنا رہا اور حکمرانوں کی اصلاح کے لئے پوری تندہی، جرأت، دیانت اور امانت کے ساتھ ان کو راہ راست پر لانے کے لئے کوئی عملی جدوجہد نہ کی تو قانون قدرت کے مطابق حکمرانوں کا بڑہ غرق تو ہونا ہی ہے مگر ان کے ساتھ یہ باشعور باخبر اور سنجیدہ طبقہ بھی رگڑا جائے گا اس لئے کہ یہ محض عبادات کا ہی درس دیتا رہا۔ اس نے حکمرانوں کی اصلاح کے لئے کوئی عملی کام کیوں نہ کیا۔ جو قوم آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ لیڈر کی پیروی کرے گی حق و باطل میں امتیاز نہ کرے گی تو اس کا حشر بھی گمراہ لیڈر ہی کے ساتھ ہوگا۔ پاکستان کی ایک بہت بڑی دینی جماعت جہاد کے متعلق اپنا ایک مختلف نظریہ رکھتی ہے۔ یہ جماعت ہر صورت عبادات کو فوقیت دیتی ہے۔ جبکہ معاملات کے بارے میں تقریباً خاموش ہے۔ ایک اخباری خبر ہے کہ پاکستان میں تقریباً 17 لاکھ کے ایک عظیم عالمی اجتماع میں مسلمان صرف سسکیوں، آہوں اور رقت آمیز طویل دعا میں اللہ سے گڑگڑا کر دعا کرتے رہے کہ اے اللہ! دین کی ہوائیں چلا دے، اے اللہ! دین کی فضائیں بنا دے۔ مگر اس اجتماع میں افغانستان و کشمیر اور بعض دوسرے مظلوم مسلم ممالک کی مدد کے لئے کسی نے کوئی دعائیہ کلمہ نہ کہا۔ اس اجتماع کے تھوڑے عرصہ بعد ہی یہود و نصاریٰ نے افغانستان اور عراق کو تباہ و برباد کر کے ان پر غاصبانہ قبضہ جما لیا اور

Marfat.com

ہم آج تک صرف دعاؤں ہی میں مشغول ہیں۔ اقبالؒ تو کب کا کہہ گیا ہے۔

کرسکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی!
اے پیر حرم! تیری مناجات سحر کیا؟

ملت اسلامیہ کے موجودہ ابتر اور دگرگوں حالات کی اصلاح اور بہتری کے لئے ضروری ہے کہ حاکم ومحکوم دونوں خدا اور رسول اللہ ﷺ کے قانون کے یکساں طور پر تابع ہوں۔ مسند حکومت کے لئے صرف اہل اور حقدار افراد منتخب ہوں۔ عادل اور منصف مزاج افراد کو مسند حکومت پر فائز کیا جائے جو عدل وانصاف قائم کرنے کے اہل ہوں۔ ہر نزاعی معاملے میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی طرف رجوع کرنے والے ہوں۔ حاکم اپنے آپ کو ہر قانون، ضابطہ اصول اور جواب دہی "Accountability" سے ماورانہ سمجھے۔ ہوس اقتدار سے مبرا ہو اور قرآن وسنت کی حیثیت ریاستی دستور سے بلند و بالاتر سمجھے۔ ان معروضی "Objective" حالات میں بھی قوم کا ایک سنجیدہ طبقہ محض تماشائی ہی بنا رہا اور خودسر اور خودساختہ حکمرانوں کی اصلاح کے لئے آگے نہ بڑھا تو قدرت نے قوم کی اجتماعی غلطیوں کو کبھی معاف نہیں کیا۔ بقول اقبالؒ............

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اسلامی دنیا کرہ ارض پر مشرق وسطیٰ، مشرق بعید اور وسطی ایشیاء تین بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ اس وقت اسلامی ممالک میں تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ بحیثیت مجموعی دراصل مسلم ممالک ایک سپر طاقت ہیں۔ کچھ ملک معدنی اعتبار سے مالا مال ہیں اور کچھ افرادی قوت کے اعتبار سے فائق ہیں۔ مگر مقام افسوس ہے کہ ہر ملک اپنے باہمی انتشار وافتراق کی وجہ سے اقوام یورپ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طرح سے زیر عتاب ہے۔ سیاسی، اقتصادی اور عسکری اعتبار سے سپر طاقتوں کے محتاج ہیں۔ ان پر بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے

Marfat.com

الزامات کا لیبل لگا دیا گیا ہے۔ اسرائیل کو ایک آزاد مملکت تسلیم کرانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے منشور کو پامال کیا جا رہا ہے۔ ملت اسلامیہ کو متحد نہیں ہونے دیا جاتا۔ مگر ان تمام بدترین صورت حال کو جانتے ہوئے بھی ہم خدا جانے یہود و نصاریٰ کے چنگل میں کیوں پھنستے جا رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار! مگر یہ سب حالات خود ہمارے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں۔ گویا ''اے باد صبا! ایں ہمہ آوردہ تست'' یعنی یہ سب کچھ خود ہمارا اپنا ہی کیا کرایا ہے۔

آج دنیائے اسلام تقریباً 57 اسلامی ممالک پر مشتمل ہے جس میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اسوۂ محمدی سے ہٹ کر کسی نہ کسی ایسے دستور کی داعی یا پیروکار ہیں جو امامت کبریٰ یا امارت عامہ کی اسلامی بنیاد سے مطابقت نہیں رکھتے۔ کائنات عالم میں معمورہ انسانیت کی عظیم الشان اسلامی برادری کی کوئی بڑی فعال پارلیمنٹ (شوریٰ) موجود نہیں۔ خدا کے نائب جب موجود نہیں تو امن و نظم، صلح و خیر، آزادی و مساوات، امانت و عدل اور رحم و رعایت کیسے قائم ہو؟ مسلمان، مسلمانوں کے اجتماعی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں تو وہ امام، امیر اور قائد کہاں سے آسکتے ہیں جو اس یقین کے بعد سوتے تھے کہ رات سے قبل مملکت کے ہر غریب کا پیٹ بھر چکا ہے۔ اپنے ارد گرد نظر ڈالئے، حقیقتیں افسانہ بن چکی ہیں، لباس تبدیل ہو گیا ہے۔ عمارت ڈھیر ہو چکی ہے۔ پوری بہار مٹ گئی ہے۔ ہر طرف تاریکی، اجالے کے انتظار میں دن گن رہی ہے اور مایوسیاں امید کے سہارے اونگھ رہی ہیں۔ دنیا ان مردان خدا کی منتظر ہے جو اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو سچ کر دکھائیں۔ وہ گرجتے بادلوں پر سوار ہو کر آئیں یا کوندتی بجلیوں کی فوج اپنے ساتھ لے کر زندگی کے اسلامی محاذ پر ظاہر ہوں مگر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان فرمانوں کے امین بن کر ظاہر ہوں۔

پہلا فرمان

اللہ نے زمین کو میری مٹھی میں سمیٹ کر دے دیا۔ میں نے اس کے مشرقی منطقوں اور مغربی منطقوں پر نظر ڈالی مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں میری امت کی مملکت تمام معمورۂ

Marfat.com

اراضی پر ہوگی۔

دوسرا فرمان

کرہ ارضی کی پشت پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ ایسا باقی نہیں رہے گا جہاں اسلام داخل نہ ہوگا۔

تیسرا فرمان

ہم دنیا کی آخری بہترین قوم ہیں ہم گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتے۔

تاہم مایوسی گناہ ہے، امت مسلمہ میں انقلاب کی ایک خوش آئند فضا بن رہی ہے۔ ہر باضمیر شخص کا فرض ہے کہ وہ انقلاب کا علم تھام کر میدان میں نکل آئے ورنہ ملک رہے گا نہ مسلم قوم رہے گی خداوند کریم سے التجا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وسنت پر پوری طرح سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ ہمیں انجام بد سے محفوظ رکھے اور ہمیں اسلامی اور جمہوری اصولوں کے لئے ہر قربانی دینے کی ہمت عطا فرمائے۔

اللہ کا ارشاد ہے کہ جو دنیا و آخرت میں اس کی امداد سے مایوس ہو تو اس کے لئے پھر کوئی اور چارہ نہیں کہ وہ اپنی زندگی ختم کر لے کیونکہ زندگی نام ہے عمل کا اور عمل وابستہ ہے امید سے۔ امید نہ ہو تو عمل نہیں ہوسکتا اور امید کا تعلق اللہ کی ذات بابرکات پر بھروسے سے ہے کیونکہ یہ کائنات اسی کی بنائی ہوئی ہے اور یہاں اسی کی کارفرمائی ہے۔ سورہ الحج کی آیت 15 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں قطعاً اس کی مدد نہیں کرے گا تو چاہئے کہ وہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے پھر (اپنا تعلق زندگی سے) منقطع کرلے۔ پھر دیکھے اس کی (اس) تدبیر نے اس کے غصہ کے سبب کو دور کر دیا۔'' اس آیت میں پہلے لفظ ''ظن'' لایا گیا ہے کیونکہ یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے کسی بندے کی مدد نہیں فرمائے گا تو اس کا زندہ رہنا بے سود ہے۔ پھر اسے چاہئے کہ وہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے یعنی چھت کے ساتھ رسی باندھے۔ آگے یہ نہیں فرمایا کہ پھر اس کا پھندا بنا کر اپنے گلے میں ڈال لے اور خودکشی کر لے۔ صرف اتنا فرمایا کہ اپنا تعلق دنیا سے

Marfat.com

منقطع کر لے۔ باقی بات خود بخود ہیچ میں آ گئی۔ گویا ارشاد فرمادیا کہ پھر ایسے شخص کے لئے خودکشی کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہیں موت سے اگرچہ زندگی تو ختم ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی ایک نئی زندگی کا آغاز بھی ہو جاتا ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ لہٰذا ہمیں رحمت خداوندی سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ تائید خداوندی کا طلب گار رہنا چاہئے۔ بعض اوقات بتقاضائے بشریت انسان پے در پے حوادثات کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ خود نبی مکرم و محتشم ﷺ جب کبھی آزردہ خاطر ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی ہمت بڑھاتا۔ انہیں تسلی و تشفی دیتا۔ یہود کی خباثتوں سے حضور کریم ﷺ کا دل آزردہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے کہ آزردہ اور افسردہ نہ ہوں یہ نہ آپ کو کوئی گزند پہنچا سکتے ہیں اور نہ اسلام کی ترقی روک سکتے ہیں۔ (المائدہ:41) کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ''یہود کی خباثتوں سے حضور کریم ﷺ کا دل آزردہ ہوتا تھا۔ حضور ﷺ ان کو قدم قدم پر اسلام کی حقانیت کے ثبوت مہیا فرماتے لیکن وہ برابر کفر سے چمٹے رہنے پر مصر رہتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے کہ آپ ﷺ افسردہ نہ ہوں یہ نہ آپ ﷺ کو کوئی گزند پہنچا سکتے ہیں اور نہ اسلام کی ترقی کو روک سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری سنت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں اپنے رسول بھیجتے ہیں جو ان کو حق کی دعوت دیتے ہیں اور نجات کی راہ دکھاتے ہیں اور اپنی صداقت کو اٹل دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں۔ اگر پھر بھی وہ گمراہی پر ڈٹے رہیں تو ان پر عذاب نازل کیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی آیت 16 اور 17 کا ترجمہ بغور پڑھیں ترجمہ: ''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو اس کے گناہوں کے باعث تو پہلے ہم نبیوں کے ذریعے وہاں کے رئیسوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ مگر وہ الٹا نافرمانی کرنے لگتے ہیں اس میں، پس واجب ہو جاتا ہے ان پر عذاب کا فرمان پھر ہم اس بستی کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کتنی قومیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ نوح علیہ السلام کے بعد اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور انہیں خوب دیکھنے والا ہے۔'' یعنی جب کوئی

Marfat.com

بستی گناہوں اور بدکاریوں کا اکھاڑا بن جاتی ہے تو اسی وقت اس کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دی جاتی بلکہ پہلے انہیں سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لئے ان کے پاس رسول بھیجے جاتے ہیں جو انہیں احکام الٰہی پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ خصوصاً وہاں کے بااقتدار طبقہ کو سمجھانے کی پوری کوشش کرتے ہیں تا کہ ان کی اصلاح سے ساری بستی اصلاح یافتہ ہو جائے لیکن وہ اس پند و نصائح سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اپنی کج فہمی کے باعث اسے ذاتی وقار کا مسئلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ تب عذاب کی بجلی کوندتی ہے اور ان کے خرمن حیات کو جلا کر راکھ کر ڈھیر بنا دیتی ہے۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ قومیں یونہی آناً فاناً تباہ و برباد نہیں کر دی جاتی تھیں بلکہ پہلے انہیں راہ راست پر لانے کے لئے رسول بھیجے جاتے تھے جو قوم کو بالعموم اور سرداروں اور حاکموں کو بالخصوص احکامات الٰہیہ سے آگاہ کرتے۔ پھر بھی وہ باز نہ آتے تو ان پر حجت تمام ہو جانے کے بعد عذاب الٰہی آتا تھا۔ اب چونکہ نبوت کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر ختم ہو چکا ہے۔ قوم کی اصلاح کے لئے کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا اس لئے قرآن و سنت ہی قیامت تک کے لئے رشد و ہدایت کا منبع اور ذریعہ ہیں۔ ان پر عمل کرنا گویا احکامات الٰہیہ اور اُسوۂ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کے مترادف ہے۔ بدیں وجہ قومی سطح پر لازمی ہے کہ حاکم و محکوم دونوں یکساں طور پر قرآن و سنت کے قوانین و ضوابط کے تابع ہوں۔ اگر اولی الامر یعنی حاکم خدا اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کریں اور اسلامی حدود و قیود پھلانگیں تو عوام پر ان کی اطاعت اور فرماں برداری فرض نہیں رہتی۔ عوام کو چاہئے کہ ایسے حکمرانوں کو راہ مستقیم پر لانے کے لئے ہر جائز طریقہ اپنائیں نہ کہ ہر طرح کے بد نتائج عواقب سے بے خبر رہ کر خواب گراں میں مدہوش پڑے رہیں۔

جبکہ آج اقوام یورپ نیو ورلڈ آرڈر اور نیو روڈ میپس کے بہانے مسلم ممالک کو ہڑپ کر رہے ہیں۔ اس طرح کی صورت حال اس امر کی متقاضی ہے کہ اقبالؒ کے اس شعر پر پوری طرح سے عمل کیا جائے......

Marfat.com

مسلم خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق، گرم تقاضا تو بھی ہو

آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم یعنی "واعتصِموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا" پر پوری دیانت وامانت کے ساتھ عمل پیرا ہو۔ ہمارے اپنے نظام ہوں، ہماری اپنی روڈ میپس ہوں، ہمارے اپنے تھنک ٹینک ہوں۔ ہم معاشی طور پر اقوام غیر کے محتاج نہ ہوں۔ یہ سب کچھ ہرگز ناممکن نہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں اتحاد واتفاق ہو اور حوصلہ وہمت بلند ہو........

آ ہمت مردانہ کہ جگر میں تری جا ہے
مت آنکھ چرا مجھ سے اگر شرط وفا ہے

قدرت کا اٹل اصول ہے کہ اقوام عالم میں طاقت کا توازن برقرار رکھتی ہے، اگر قوت و طاقت ایک قوم کے ہاتھ میں دے دی جائے تو دنیا میں امن وسلامتی کا جنازہ نکل جائے۔ طاقتور ہاتھ کمزور اور بے بس قوموں پر بے دریغ ظلم وستم ڈھاتا رہے گا اور اسے ٹوکنے والا بھی کوئی نہ ہوگا ان کے شہر اور بستیاں کھنڈر بنا دیئے جائیں گے۔ ان کے باغ اور کھیت اجاڑ دیئے جائیں گے۔ ان کی عصمتیں اور آبروئیں پامال کی جاتی رہیں گی اور کوئی اف تک نہ کر سکے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ لوگوں کے مذہبی عبادت خانے جو ان کی عقیدت اور محبت کا مرکز ہیں ان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی جائے گی اور کوئی دم نہیں مار سکے گا۔ اس لئے حکمت خداوندی کو یہ گوارا نہیں کہ صرف ایک قوم کو دنیا بھر کے نظام اقتدار سونپ دیئے جائیں بلکہ قدرت ہمیشہ طاقت کا توازن برقرار رکھنے کا اہتمام فرماتی رہی ہے اور فرما رہی ہے۔ اگر مسلمانوں پر اب بھی خاموشی سے مظالم برداشت کرنے کی پابندی عائد رہے اور انہیں کفر کی للکار کا جواب دینے کی اجازت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔ کفر کی طاغوتی قوتیں حق کا نام ونشان بھی نہ چھوڑیں گی اس لئے مظلوم مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دینا ربانی سیاست عالمی اصولوں کے عین مطابقت ہے تا کہ وہ اپنے

Marfat.com

تحفظ کے ساتھ اسلام کے پرچم کو بھی بلند رکھیں اور اس کے سایہ عاطفت میں جتنی قومیں بھی پناہ لیں سب کی جان و مال اور آبرو اور ان کے مذہبی عبادت خانوں کا تحفظ کیا جا سکے۔ امت اسلامیہ کو خیر امت نام دیا گیا ہے۔ اس کے خدا کو رب العالمین نبی اعظم کو رحمۃ اللعالمین اور اس کی کتاب القرآن کو ذکر للعالمین کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ اگر ماضی میں دنیا کی جابر طاقتوں نے خدا کی زمین کو غلاموں کا قید خانہ بنا دیا تھا تو آج یہ قید خانہ اقوام مغرب کا چھوڑا ہوا بارود اور گیس کا جہنم بن رہا ہے۔ خلافت راشدہ میں سب مسلمان ایک امت عظمیٰ تھے اب وہ چھوٹی چھوٹی قوموں اور حکومتوں میں تقسیم ہیں۔ یہ خواب کی حالت ہے یا موت! خدا ہی بہتر جانتا ہے مگر اس حالت سے نکلنا لابدی ہے۔ نجات ممکن ہے۔ مگر اس کے لئے شاہراہ نجات تک پہنچنا ایک قطعی فرض ہے! ماضی کا غم نہ ہو، حال کا فکر نہ ہو تو مستقبل کا عروج کیسے حاصل ہوگا؟ چودہ سو برس بیت چکے ہیں مسلمان خدا پر ایمان رکھنے کے باوجود خدا کے قانون اجتماعی کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں تو بغاوت کی سزا کیا ہے؟ موت! اسلامی دنیا پر موت طاری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دور اول حکومت نبوت تھی جس میں پیغمبر کی روح کارفرما تھی دور دوم حکومت خلافت و رحمت، جس میں نبوت کے نمونہ پر نیابتی حکومت تھی اور دنیا رحم و کرم کے سایہ میں تھی، دور سوم حکومت ملک عضوض (سخت گیری شاہی حکومت) اور دور چہارم حکومت جبریہ (جابر مطلق آمر شہنشاہیت یا جمہوریت) یہ بات کتنی دردناک ہے کہ امت آخر کے دونوں طوفانوں میں گھر چکی ہے۔ اسلام ہی اس ٹوٹی ہوئی کشتی کا ناخدا ہے، نبوت ختم ہو چکی ہے خلافت و رحمت کا دور سعادت جا چکا وہ زمانہ بیت گیا، جب اسلام کا ایک سپاہی (مغیرہ) فارس کے سپہ سالار اعظم (رستم) کے سامنے نڈر ہو کر انقلاب انگیز پیغام دے سکتا تھا۔ اب بڑے بڑے جرنیل یہود و نصاریٰ کے سامنے سرافگندہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنیادی احکام میں حکومت کے پانچ ستون ذکر کئے گئے ہیں جن میں سب سے پہلے چیز اجتماعی نظم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''میں امیر اور آمر کی حیثیت سے امت کے افراد کو ان پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں''۔

1-الجماعۃ اجتماعی نظم کے قیام کا۔

2-والسمع امیر کے حکم کی فرمانبرداری کا۔

3-والطاعۃ حکم کی تعمیل اور اطاعت کا۔

4-والہجرۃ

5-والجہاد

اسی لئے اقبالؒ نے بھی فرمایا ہے:

فرد را ربط جماعت رحمت است
جوہر او را کمال از ملت است
تاتوانی باجماعت یار باش
رونق ہنگامہ احرار باش

یعنی فرد کے لئے جماعت سے ربط رکھنا باعث رحمت ہے۔ ملت کے اندر رہ کر ہی اس کا جوہر کمال حاصل کرتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے جماعت کے ساتھ لگا رہ اور اس طرح سے ہنگامہ احرار کی رونق بن جا۔ (رموز بیخودی)

آخر میں فرمایا جو فرد جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگا اس کی گردن سے فوراً رشتہ اسلام کٹ کر علیحدہ ہو جائے گا۔ اسلام کے بعد جو شخص زمانہ جاہلیت کی طرف جوع کریگا اس کا مقام جہنم ہے۔ خواہ وہ روزوں پر روزے رکھے اور نمازوں پر نمازیں پڑھتا رہے۔ یہ حدیث قرآن کے واضح احکام کی تفسیر ہے۔ اس سے ان مسلمانوں کو اپنا حشر معلوم ہو سکتا ہے جنہوں نے صدیوں سے صرف نمازوں اور روزوں پر قناعت کر رکھی ہے اور فرمان نبوی ﷺ کی واجب التعمیل ہدایات کی تعمیل سے اپنی جان کو چرا رکھا ہے۔

تعارف نامہ قدرے طویل ہو گیا ہے مگر کیا کروں؟ امت مسلمہ پر یہود و نصاریٰ کی یلغار، افغانستان اور عراق پر ان کا غاصبانہ قبضہ ان کے مستقبل کے بدعزائم ایک طرف

Marfat.com

دوسری طرف ہماری بے حسی و بدحالی، احساس زیاں سے محرومی، ان سب عوامل سے دل گرفتہ ہوں۔ خیالات و تصورات کا ایک ہجوم امڈا چلا آ رہا ہے۔ گویا۔

یک من و خیل آرزو ، دل بچہ مدعا دہم
تن ہمہ داغ داغ شد ، پنبہ کجا کجا نہم

ہوسکتا ہے کہیں "Repetition" بھی ہوگئی ہو، معذرت خواہ ہوں دل کا باقی ماندہ غبار میں نے متن میں نکال لیا ہے۔ اب صرف یہی تمنا ہے کہ کوئی مرد مومن ان نازک کے لمحات میں ہمیں قرآن حکیم کے بتائے ہوئے نظام پر عمل پیرا کرا دے۔ اسلامی نظام نافذ کرا کر بھنور میں پھنسی ہماری کشتی کو ساحل آشنا کر دے۔ خدایا! ہم کب تک دریوزہ گر بنے در در کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کو چھوڑ کر اغیار کے سایہ دیوار میں پڑے رہیں گے؟ اس انقلاب کے لئے ضروری ہے کہ قوم میں فکری اتحاد ہو اور قیادت اتنی جاندار اور نور ایمان سے مالا مال ہو کہ مخالفین کی غوغا آرائی کی پرواہ کئے بغیر تمام کے تمام قرآنی احکامات اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی ہمت رکھتی ہو۔ ملکی احوال کی اصلاح کے لئے کتاب کے باب نہم میں متعدد تجاویز دی گئی ہیں۔ مسلمانان عالم اور والیان جملہ اسلامی ممالک کو چاہئے کہ ان گزارشات اور تجاویز پر فعال طریقے سے غور و خوض فرمائیں اور ان امور کا جائزہ لیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان نے مسلمانی صرف عبادات تک ہی محدود کر رکھی ہے باقی احکامات الٰہیہ پر عمل کیوں نہیں کیا جا رہا۔ قرآنی احکامات کسی خاص ملک کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے واجب التعمیل ہیں۔ بالخصوص پاکستان جو کہ ایٹمی قوت ہے اور عالم اسلام کے لئے ایک سپر طاقت ہے اس پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے زیر نظر کتاب میں جن آیات مقدسہ کے حوالے دئے گئے ہیں ان پر خود بھی سختی سے عمل کرے اور دیگر جملہ برادر اسلامی ممالک کو بھی راغب کرے۔ کوئی مسلمان دہشت گردی نہیں کرسکتا۔ چونکہ یہ فعل اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کے خلاف ہے۔ اپنے مذہب، اپنی ثقافت، اپنے ملک اور اپنے اسلامی

Marfat.com

نظریات کی حفاظت کرنے والے صرف اور صرف مجاہد ہی ہیں۔ جنہیں اپنا کوئی ذاتی مفاد مقصود نہیں ہے۔ یہود و نصاریٰ تو خود بڑے ''دہشت گرد'' ہیں۔ دہشت گردی صرف وہ کر سکتا ہے جو سپر طاقت کا مالک ہو افغانستان کے اسامہ بن لادن اور ملا عمر کو امریکہ گرفتار نہ کر سکا۔ عراق سے صدام حسین کی تلاش بھی جاری ہے۔ مگر ان ممالک کی تباہی کا جواز صرف دہشت گردی بنایا گیا ہے۔ اب مزید اسلامی ممالک پر نظر بد رکھی جا رہی ہے۔ ایک عرض بار بار کرنے کو جی چاہتا ہے کہ کوئی بھی دور اندیش اور ہوشمند حکمران اپنے ملک کے حفاظتی قلعوں کی میں شگاف پڑنے نہیں دیتا، حملہ آوروں کو مار بھگائے گا۔ یاد رہے کہ مجاہدین اسلام جس نام سے بھی وہ موسوم ہیں وہ اسلامی ممالک کے قلعہ جات اور سرحدوں کی حفاظت اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے کر رہے ہیں آج یہی جانباز اور جان نثار کفن بردوش نوجوان ہیں جو یہود و نصاریٰ کی جنگی قوت کو پاش پاش کر سکتے ہیں ورنہ بصورت دیگر مسلم ممالک جنگی لحاظ سے یورپی اقوام کے جدید ترین مہلک آلات حرب وضرب کا مقابلہ کرنے کی ہرگز سکت نہیں رکھتے۔ ان مجاہدین اسلام کی حفاظت مسلمانان عالم کی ذمہ داری ہے۔ انہیں اپنی حفاظت اور کفالت میں لے کر جدید طرز کی جنگی تربیت دی جائے۔ تاکہ یہ سروش اور کفن بردوش مجاہدین اپنے دین اور ملک کی حفاظت کی خاطر عالم کفر کا مقابلہ کر سکیں۔ اس ضمن میں کسی طرح کے بھی بیرونی دباؤ کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے۔ یہ کہاں کی عقل مندی اور دور اندیشی ہے کہ اپنے ہی محافظوں کو پکڑ پکڑ کے یہود و نصاریٰ کے حوالے کرتے جائیں تاکہ وہ انہیں جسمانی اور ذہنی اذیتیں دیتے رہ ہیں۔ اللہ کے ہاں یہ جرم قابل معافی نہ ہوگا۔ زیر نظر کتاب کی تیاری میں کچھ نئی اصطلاحات "Terminologies" کا ذکر بھی آیا ہے۔

جن کی وضاحت باب دہم میں ملاحظہ ہو۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کی اس دعا یہ رباعی کے ساتھ رخصت چاہتا ہوں۔

Marfat.com

خدا وندا بگردانی بلا را ازیں آفت نگہداری تو مارا
بحق آں دو گیسوئے محمد ﷺ زبوں گرداں ، زبردستان مارا

محمد ﷺ کے دو گیسوؤں کی برکت سے اے خداوند قدوس تو اس مصیبت کو ٹال دے اور اس بلا سے ہم کو محفوظ رکھ اور ہم سے جو زبردست ہیں ان کو نیچا دکھا اور خوار و زبوں کر دے۔ آمین و بیدہ القوقیق و داعی الی الحق

میاں محمد سعید شاد

لاہور 5 اکتوبر 2005ء

Marfat.com

باب اول

القرآن

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

مسلمانوں کے لئے قرآن کا انتباہ

یہود ونصاریٰ کا خبث باطن

☆...... یہود ونصاریٰ مسلمانوں سے کبھی خوش وراضی نہ ہوں گے......

☆...... مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں......

☆...... یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ......

☆...... جہاد کے لئے تیار رکھو اپنی قوت اور طاقت......

علاوہ ازیں:

یہود ونصاریٰ کے ''نیو ورلڈ آرڈر'' اور ''نیو روڈ میپس'' کے تناظر میں مذکورہ بالا چند قرآنی آیات بینات (اشارۃ) کے ساتھ مضمون زیر بحث کی وضاحت کے لئے بعض دیگر متعلقہ آیات کے حوالے بمعہ ترجمہ تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں مثلاً:

1-اور مسلط کردی گئی ان پر ذلت اور غربت اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے

سورۃ 2 آیت 61 کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ ہو:

اس آیت کا آغاز یوں ہوتا ہے (ترجمہ) اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم صبر نہیں کر سکتے ایک ہی طرح کے کھانے پر سو آپ دعا کیجئے ہمارے لئے اپنے پروردگار سے کہ نکالے ہمارے لئے وہ جن کو زمین اگاتی ہے مثلاً ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز۔ موسیٰ نے کہا کیا تم لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلے میں جو عمدہ ہے (اچھا)۔'' جا رہو کسی شہر میں تمہیں مل جائے گا جو تم نے مانگا اور مسلط کردی گئی ان پر ذلت اور غربت اور

Marfat.com

مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے تھا کہ وہ انکار کرتے رہتے تھے اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے تھے انبیاء کو ناحق یہ سب کچھ اسی وجہ سے تھا کہ وہ نافرمان تھے حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔" یعنی یہاں یہ شبہ دل میں کھٹکتا ہے کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر فقر و تنگدستی مسلط کر دی۔ حالانکہ ان کا شمار دنیا کی امیر ترین اقوام میں ہوتا ہے۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے جیوش انسائیکلو پیڈیا کے مندرجہ ذیل رضامت ملاحظہ ہوں "گو یہود کا تمول ضرب المثل کی حد تک شہرت پا گیا ہے۔ لیکن اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ یہود یورپ کے جس جس ملک میں آباد ہیں وہاں کی آبادی میں انہیں کے مفلسوں کا تناسب بڑھا ہوا ہے۔ عوام یہود دوسری قوموں سے کہیں زیادہ غریب ہیں اور یہ بات بھی ہے کہ ان کے چند افراد بہت زیادہ دولت مند ہیں۔ لہٰذا بنی اسرائیل پر ذلت و افلاس کا جو عذاب مسلط کیا گیا تھا وہ بلا وجہ نہ تھا بلکہ ان کی انہی نافرمانیوں اور کرتوتوں کی سزا تھی۔"

2- "اور ہرگز خوش نہ ہوں گے آپ سے یہود و نصاریٰ......"

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 120 کا ترجمہ بغور پڑھیں: اور ہرگز خوش نہ ہوں گے آپ سے یہود اور نہ عیسائی۔ یہاں تک کہ آپ پیروی کرنے لگیں ان کے دین کی۔ آپ انہیں کہہ دیجئے اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے اور اگر بفرض محال آپ پیروی کریں ان کی خواہشوں کی اس علم کے بعد بھی جو آپ کے پاس آچکا ہے۔ تو پھر نہیں ہوگا آپ کے لئے اللہ کی گرفت سے بچانے والا کوئی یار اور نہ کوئی مددگار" یعنی یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشات کا اتباع نہ کرنا۔ اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔" یہودی جو معجزات اور آیات دکھانے کی طرح طرح کی فرمائشیں کر رہے ہیں اس سے ان کا مقصد قبول اسلام نہیں۔ یہ تو صرف حجت بازیاں ہیں۔ وہ تو صرف اس کو پسند کرتے ہیں کہ آپ اپنا دین چھوڑ کر ان کے باطل کو قبول کر لیں جو ناممکن ہے۔"

Marfat.com

3-اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں......اور قتل کرو جہاں بھی انہیں پاؤ......

سورۃ البقرہ آیات 190,191,193

ترجمہ: اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور ان پر بھی زیادتی نہ کرنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو (190) اور قتل کرو انہیں جہاں بھی انہیں پاؤ اور نکال دو انہیں جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور نہ جنگ کرو ان سے مسجد حرام کے قریب یہاں تک وہ خود تم سے جنگ کرنے لگیں۔ سو اگر وہ لڑیں تم سے تو پھر قتل کرو انہیں۔ یہی سزا ہے ایسے کافروں کی (191) اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ وفساد اور ہو جائے دین صرف اللہ کے لئے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو سمجھ لو کہ سختی کسی پر جائز نہیں مگر ظالموں پر (193) ان آیات میں ان مظلوموں اور ستم رسیدوں کو طاقت کا جواب طاقت سے دینے کی اجازت دی جا رہی ہے جن پر بارہ برس مسلسل ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے رہے۔ قرآن کے حکم جہاد کو سمجھنے کے لئے تین چیزوں کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ (1) کس مقصد کے لئے (2) کس کے ساتھ (3) کن شرائط و قیود کے ساتھ قرآن نے جہاد کی اجازت دی ہے۔ ان آیتوں میں تینوں امور کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ مقصد جہاد کے متعلق تو فرمایا: فی سبیل اللہ حق کی سربلندی کے لئے لوٹ مار تجارتی و صنعتی رقابت، وطنی یا نسلی عداوت و تعصب یا اس قسم کے سفلی مقاصد مومن کی جنگ کے پیش نظر نہیں ہوتے۔ صرف ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ جو تم پر یلغار کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں اور اس شرط کے ساتھ "لا تعتدو" کہ جب جذبات پر قابو نہیں رہتا آتش انتقام بھڑک رہی ہوتی ہے۔ خبردار، اس وقت بھی زیادتی مت کرو۔ کیوں کہ زیادتی کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ عورتوں، بچوں، اپاہجوں، بوڑھوں، کسانوں، مزدوروں اور راہبوں پر اسلام نے منع فرمایا ہے۔ بشرطیکہ یہ لوگ جنگ میں شریک نہ ہوں۔ مشرکین حضرات جو اسلام کے

Marfat.com

نظریہ جہاد پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور آج اسے دہشت گردی کا نام دے رہے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی گزری ہے جس کے جنگی قانون میں عدل وانصاف کا یوں لحاظ رکھا گیا ہو۔ آج تو اسلام دشمن سپر پاور من گھڑت الزامات لگا کر پرامن شہریوں اور آباد بستیوں کو برباد کر رہی ہیں، عورتوں معصوم بچوں، بوڑھوں اور بیماروں وغیرہ کسی سے درگزر نہیں کی جاتی بلکہ ہسپتالوں درسگاہوں عبادت خانوں تک کا احترام بھی نہیں کیا جا رہا۔ ان حالات میں مسلمانوں پر جہاد فرض ہے۔

4- نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر......

سورہ آل عمران (3) کی آیت 28 کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ ہو۔ نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر۔ اور جس نے کیا یہ کام۔ پس نہ رہا اس کا اللہ سے کوئی تعلق۔ مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے اپنا بچاؤ۔ اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے یعنی غضب سے۔ اور اللہ ہی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے۔" یعنی کفار کے ساتھ ایسے دوستانہ مراسم کہ انہیں اپنے سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا جائے اور ہر بات میں انہیں کے مشورہ پر اعتماد کیا جائے اسے قرآن حکیم نے قطعاً ممنوع قرار دے دیا ہے۔ ایسا رویہ اختیار کرنا کسی آزاد قوم اور آزاد حکومت کے شایان شان نہیں بلکہ حقیقت میں ذہنی غلامی کا یہ دوسرا نام ہے جسے غیرت اسلام برداشت نہیں کر سکتی۔ نیز اگر ایک اسلامی مملکت دوسری اسلامی مملکت کے خلاف کسی غیر مسلم حکومت کی امداد کرنے لگے تو کیا ملی وحدت کا جنازہ نہ نکل جائے گا؟ اگر ہم اپنے ایک مسلمان بھائی کے خلاف کسی کافر کی اعانت کر کے اسے شکست دے دیتے ہیں تو حقیقت میں ہم اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور اپنے دشمن کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں جو آج تو اپنے اغراض ومقاصد کے پیش نظر ہماری خوشامد بھی کر رہا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ بھی دکھا رہا ہے لیکن کل جب اس کی اغراض ہمارے مفاد سے ٹکرائیں گی تو وہ ہمارا قلع قمع کرنے میں دریغ نہیں کرے گا اور اس وقت اسے یاد بھی نہ رہے گا کہ ہم اس کے وہ مخلص دوست ہیں جنہوں نے اس کی خاطر اپنے دینی بھائیوں کا خون بہانے میں

Marfat.com

ذرا تامل نہ کیا تھا۔ لیکن غیر مسلم حکومتوں کے ساتھ تجارت کرنا۔ یا عام انسانی فلاح و بہبود کے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرنا۔ عالمی امن و سلامتی کی بقاء کے لئے مل کر سعی کرنا۔ یا ایک مشترکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے ان کے ساتھ فوجی پیکٹ کرنا۔ یا عام میل جول اور معاشرت میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور خندہ پیشانی سے پیش آنا قطعاً ممنوع نہیں اگر کوئی مسلمان کفار کے نرغے میں آجائے اور اسے اپنے قتل ہو جانے، مال چھن جانے اور ناموس لٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو تو اسی بے بسی کے عالم میں اسلام نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ ایسی بات کہہ لے جس سے وہ کفار کے شر سے محفوظ رہے۔ لیکن علمائے سنت نے اس کی تصریح کی ہے۔ یعنی اس عالم خوف و خطر میں اسے یہ اجازت ہرگز نہیں کہ وہ ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے دوسرے مسلمان کو ضرر پہنچے۔"

5۔ اور پکڑ لو اللہ کی رسّی مضبوطی سے سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا......

سورہ آل عمران (3) کی آیت 103 کا ترجمہ و تفسیر "اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو اس نے تم پر فرمائی جب کہ تم تھے آپس میں دشمن۔ پس اس نے الفت پیدا کر دی۔ تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم کھڑے تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر، تو اس نے بچا لیا تمہیں اس میں گرنے سے یونہی بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم ہدایت پر ثابت رہو۔" یعنی یہ امر مسلمہ ہے کہ کوئی قوم عزت و وقار سے زندہ و سلامت نہیں رہ سکتی۔ جب تک اس کے افراد میں اتفاق و اتحاد نہ ہو۔ یہ اتفاق و اتحاد سطحی نہ ہو جسے کوئی تند و تیز لہر بہا کر لے جائے بلکہ حقیقی اور پائیدار ہو۔ اس لئے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متحد ہونے کا حکم دیا اور ان کے لئے وہ مستحکم بنیاد مقرر فرمائی جس سے محکم تر کوئی اور بنیاد نہیں ہو سکتی وہ قرآن کریم ہے۔ جس پر عمل کرنے کے لئے اس کا صحیح سمجھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اعتقاداً اور عملاً کتاب و سنت کی رسی مضبوطی سے پکڑ لیں ہمارے اتحاد کا صرف یہی سبب ہے اور صرف اسی طرح اتفاق و اتحاد کی نعمت

Marfat.com

میسر آ سکتی ہے جس سے ہمارے دین اور دنیا کے تمام حالات سنور سکتے ہیں۔ امت کی شیرازہ بندی کی ضرورت پر اظہار تشویش کرتے ہوئے اقبال نے روح محمد ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہے......

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

6- ضرور ہونی چاہئے تم میں سے ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف

سورۂ آل عمران (3) کی آیت 104 کا ترجمہ ملاحظہ ہو "ضرور ہونی چاہئے تم میں سے ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔" یعنی ایک ایسی جماعت تیار کرنا ملت کا اجتماعی فریضہ ہے جس کی سیرت و کردار اور رسول کریم ﷺ کا مظہر کامل ہو۔ ان میں علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ سیرت کی پاکیزگی، کردار کی پختگی اور ظاہر و باطن کی یکسانی کا ہونا لازمی ہے۔ اگر ملت اس اہم ترین فریضہ کو ادا نہ کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی اس کوتاہی کے لئے جواب دہ ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے، گلشن اسلام میں بہار رہی۔ کفر کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے روشن ہوتے رہے۔ حق کی قوت باطل کے قلعوں کو مسخر کرتی رہی لیکن اب ملت اسلامیہ یہود و ہنود و نصاریٰ کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت و جرأت نہیں رکھتی۔ ذلت و رسوائی سے لبریز ہم ان کی ہر شرط ماننے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اس دردانگیز صورت حال سے نپٹنے کے لئے احکام خداوندی کی پیروی ناگزیر ہے۔ بقول اقبالؒ

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

7- مسلمانوں کو گروہ بندی فرقہ پرستی سے منع کیا گیا ہے......

سورۂ آل عمران (3) کی آیت 105 کا ترجمہ ملاحظہ ہو" اور نہ جانا ان لوگوں کی طرح جو

Marfat.com

فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آ چکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کے لئے عذاب ہے بہت بڑا۔" یعنی مسلمانوں کو گروہ بندی سے منع کیا گیا ہے۔ آج ہم فروعی اور جزوی مسائل میں بہت بری طرح سے الجھے ہوئے ہیں۔ ایک اللہ، ایک رسول، ایک کتاب، ایک کعبہ، رکھنے والی قوم نے اپنے آپ کو بے شمار فرقوں میں بانٹ رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم غیر اقوام کے زیر عتاب ہیں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

8-اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا رازدار غیروں کو......

3(آل عمران) آیات 119,118 اور 120 کا ترجمہ وتفسیر: ''اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا رازدار غیروں کو وہ کسر نہ اٹھا رکھیں گے تمہیں خرابی پہنچانے میں۔ وہ پسند کرتے ہیں جو چیز تمہیں ضرر دے۔ ظاہر ہو چکا ہے بغض ان مونہوں (یعنی زبان سے) اور جو چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔ ہم نے صاف بیان کر دیں تمہارے لئے اپنی آیتیں اگر تم سمجھدار ہو (118) سنو! تم تو وہ پاک دل ہو کہ محبت کرتے ہو ان سے اور وہ ذرا محبت نہیں کرتے تم سے اور مانتے ہو تم سب کتابوں کو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں، کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصے سے (اے حبیب ﷺ) آپ فرمایئے مر جاؤ اپنے غصے کی آگ میں جل کر یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے۔ دلوں کی باتوں کا (119) (ان کا حال تو یہ ہے) کہ اگر تمہیں پہنچے کوئی بھلائی تو بری لگتی ہے انہیں اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف تو بڑے خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو نہ نقصان پہنچائے گا تمہیں ان کا فریب کچھ بھی بے شک اللہ جو کچھ وہ کرتے ہیں ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (120) یعنی اسلام سے پہلے یثرب کے یہودیوں کے ساتھ اوس وخزرج کے بڑے گہرے مراسم وتعلقات تھے۔ ہر کام میں ایک دوسرے سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ کسی سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھا کرتے تھے۔ لیکن اوس اور خزرج کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان تعلقات میں یکسر انقلاب آ گیا۔ اس بات کا احتمال تھا کہ مسلمان انہیں صاف دلی کی بنا پر اسلام کے بھید بھی حسب سابق کہیں یہود کو نہ کہہ دیا کریں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا کہ معلمان راز کی کوئی بات یہود سے ہرگز نہ کیا کریں۔

9-اور نہ تو ہم ہمت ہارو اور نہ غم کرو......

سورہ آل عمران کی آیت 139 کا ترجمہ وتفسیر ملاحظہ ہو: ''اور نہ تو ہمت ہارو اور نہ غم کرو

Marfat.com

اور تمہی سر بلند ہو گے اگر تم سچے مومن تھے۔ یعنی جنگ احد میں پیش آنے والے ہوش ربا حادثات نے مسلمانوں کو بے حد غم زدہ کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تم ہی غالب و منصور ہو گے اگر تم سچے ایماندار ہو۔ ایمان کی قوت دنیا کی ساری مادی قوتوں سے زیادہ توانا ہے۔ جس قوم کے افراد کے دلوں میں ایمان اور یقین کی شمع روشن ہوتی ہے دنیا کی کوئی طاقت ان کو شکست نہیں دے سکتی۔ مادی وسائل بھی اسی وقت کارگر ثابت ہوتے ہیں جب ان کو استعمال کرنے والا اپنے مقصد حیات پر محکم یقین رکھتا ہو۔ جب تک امت مسلمہ ایمان و اتفاق سے بہرہ ور رہی ہر میدان میں کامیابی بڑھ کر اس کے قدم چومتی رہی ہر معرکہ نے اس ارشاد باری تعالیٰ پر مہر تصدیق ثبت کی وانتم الاعلون ان کنتم مومنین بدر، خندق، حنین کے غزوات، یمامہ قادسیہ اور مہاوند کے معرکے، محمد بن قاسم، طارق، غزنوی اور غوری کی فتوحات اور اولیاء کرام کی تبلیغی سرگرمیاں اور دوسری بے شمار محیر العقول کامیابیاں عالم واقعہ میں وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ہی کی دلکش تفسیریں ہیں۔

10-اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اولی الامر کی اطاعت کرو......

سورۃ النساء آیات 59 تا 61 کا ترجمہ وتفسیر: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو اپنے ذی شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولی الامر اور (حاکموں) کی جو تم میں سے ہوں۔ (یہاں اولی الامر کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ اس کے معنی ہیں صاحبان حکم، بااختیار لوگ، صاحب حکم۔ جسے حاکمیت کے اختیارات حاصل ہوں۔ اسلامی حکومت کے سربراہ کو اولی الامر کہتے ہیں۔ اولی الامر کو اسلامی شریعت کے مطابق مسلمانوں پر حکومت کرنے کا حق ہے۔ لہٰذا اولی الامر محض مطلق العنان نہیں ہو سکتا۔ اسلامی حکومت میں اللہ تعالیٰ ہی حاکم کل ہے اور اولی الامر اس کے نائب یعنی امین ہوتے ہیں۔ اس لئے احکامات ربانی کی پابندی اور تعمیل ان پر فرض ہے۔ اولی الامر کی فرمانبرداری مسلمانوں پر اس صورت میں فرض ہے کہ وہ اسلامی شریعت کی حدود میں رہ کر ان پر حکومت کریں۔ مسلمانوں کا اولی

Marfat.com

الامر صرف مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔) اور پھر اگر جھگڑنے لگوتم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور اپنے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام۔ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس کتاب کے ساتھ جو اتاری گئی۔ آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے۔ اس کے باوجود چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرانے کے لئے اپنے مقدمات (طاغوت) شیطان کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں طاغوت کا اور چاہتا ہے شیطان کہ بہکا دے انہیں بہت دور تک اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس کتاب کی طرف جو اتاری اللہ نے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے۔"

11-اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو؟

سورۃ النساء کی آیات 75,74 کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ ہو: ترجمہ "اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہ اللہ میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو ظلم سے تنگ آکر عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے ظالم ہیں جن کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔ جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت (شیطان) کی راہ میں۔ تو اے ایمان والو، لڑو شیطان کے حامیوں سے بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے۔"یعنی مکہ میں کئی مرد اور عورتیں اور بچے ایسے تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن کفار مکہ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا وہ اللہ کے حضور دعائیں کرتے کہ ہمیں ان ظالموں کے چنگل سے چھڑاؤ۔ چنانچہ نبی رحمت اپنے ہمراہ دس ہزار مسلمانوں کو لئے مکہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ان مظلوموں کو آزادی دلوائی۔ یہ حکم اب بھی بدستور قائم ہے۔ جس خطہ زمین پر کفار مظالم توڑ رہے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کو نجات دلائیں۔

Marfat.com

12- یہود و نصاریٰ کو اپنے دوست اور مددگار نہ بناؤ......

سورۂ مائدہ کی آیت 51 کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ اے ایمان والو! نہ بناؤ۔ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست اور مددگار۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے سو وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔" یعنی دشمنان دین کو اپنا ہم راز اور اصلاح کار بنانے اور ان پر کامل اعتماد کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ مدینہ شریف میں مسلمانوں کی صفوں میں ابھی کئی منافق تھے جو ان سے بھی روابط رکھنا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ۔ یہود کی اس طرف بھی دلی میلان رکھتے تھے۔ اور مسلمانوں کے راز وقتاً فوقتاً ان کو بتا آیا کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کی سرگرمیاں کیونکہ بہت خطرناک تھیں اس لئے مسلمانوں کو بتا دیا گیا کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ جو ایسے دلی تعلقات قائم کرے وہ زمرہ مسلمین سے نہیں ہوسکتا۔

اسرائیل کے پہلے وزیراعظم ڈیوڈ بن گوریاں کی تقریر مورخہ 9 اگست 1967ء کی طرف مبذول کرانی ضروری ہے جو لندن سے شائع ہونے والے جیوئش کرانیکل نے شائع کی، جس سے یہودیوں کے خبث باطن کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ تقریر عرب اسرائیل جنگ (1967) کے بعد پیرس (Paris) میں سرکردہ یہودی رہنماؤں، دانشوروں اور مختلف شعبوں سے وابستہ اہم یہودی شخصیات کے ایک چنیدہ اجتماع میں کی گئی تھی۔ ان کا موضوع سخن پاکستان ہی تھا۔ ڈیوڈ بن گوریاں نے کہا" ہماری عالمی صیہونی تحریک کو فوری طور پر ان خطرات کا نوٹس لینا چاہئے جو ہمیں پاکستان کی طرف سے لاحق ہیں میری دانست میں اب ہماری صیہونی تحریک کا اولین ہدف پاکستان ہونا چاہئے کہ ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہونے کے ناطے اسرائیل کی سلامتی کے لئے سب سے بڑا خطرہ پاکستان ہی ہے۔ نیز یہ کہ اسی ملک (پاکستان) کا ہر شہری عربوں سے محبت رکھتا ہے اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ عربوں کے ساتھ محبت رکھنے والا ہر ملک اسرائیل کے لئے عرب ممالک سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عالمی صیہونی تحریک پاکستان کے

Marfat.com

خلاف فوری اقدامات کرے۔ ڈیوڈ بن گوریاں نے مزید کہا دوسری جانب بھارت ہے۔ بھارت ہمارے لئے کہیں زیادہ مفید ثابت ہوسکتا ہے کہ بھارت میں اکثریت ہندوؤں کی ہے جو صدیوں سے مسلمانوں کے بارے میں نفرت اور دشمنی کے جذبات رکھتے ہیں۔ اس لئے بھارت پاکستان کے خلاف ہمارے لئے بہترین اڈے کا کام دے سکتا ہے۔ جہاں سے اسرائیل پاکستان کے خلاف ہر طرح کی کارروائیاں بآسانی کرسکتا ہے۔ للہذا ضروری ہے کہ ہم اس نہایت اہم اور مفید اڈے (بھارت) سے پاکستان کے خلاف بھرپور فائدہ اٹھائیں اور یہودیوں سے نفرت رکھنے والے پاکستانیوں پر زبردست وار کر کے انہیں کچل دیں۔'' آج 36 برس بعد اس منصوبے کو عملی شکل دینے کے لئے اسرائیلی وزیراعظم شیرون چار روزہ (8,9,10 اور 11 ستمبر 2003) سرکاری دورے پر نئی دہلی پہنچ گیا ہے۔ جس کے ہمراہ اسلحے کے 150 ڈیلرز ہیں۔ تاریخی اعتبار سے کسی اسرائیلی وزیراعظم کا یہ پہلا بھارتی سرکاری دورہ ہے۔ جسے امریکہ کی ہر طرح سے پشت پناہی حاصل ہے۔ اس تیلثی گٹھ جوڑ کے عزائم کوئی ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ مگر بدقسمتی سے اب بھی عرب ممالک بحیثیت مجموعی آنے والے خطرات اور مضمرات کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اردگرد ابھرنے والے مزید منفی حقائق کا پوری طرح سے ادارک کر رہے ہیں۔ یہودی ریاست بھارت کو جدید ترین مہلک اور دفاعی اسلحہ دینے والی یہ دوسری بڑی ریاست ہے۔ ایک ارب ڈالر کا تین اواکس طیاروں اور "Arrow" نام کے ہوائی دفاعی نظام کے سودے امریکہ کی اجازت سے ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب تیاریاں عرب وعجم کی اسلامی دنیا کے خلاف ہیں، امریکہ ایک طرف تو پاکستان کو اپنا دوست گردانتا ہے اور دوسری طرف عالم کفر کو مسلح کر رہا ہے۔ اس کے باوجود عالم عرب اور پاکستان پر بے حسی بدستور طاری ہے اور ان اقوام کے خبث باطن کے متعلق قرآنی احکامات کی صریحاً خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے جو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی کئی طرح سے غائبانہ مدد فرما رہا ہے۔ جیسا کہ اسرائیلی وزیراعظم کو بھارت کا دورہ ادھورا چھوڑ کر 10 ستمبر کو واپس بھاگنا پڑا اس لئے کہ تل ابیب میں فدائی

Marfat.com

حملہ میں درجن بھر سے زائد یہودی مارے گئے تھے یہ حقیقت ہے کہ یہود ونصاریٰ صرف اور صرف مجاہدین کے فدائی حملوں ہی سے ڈرتے ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ مجاہدین موت سے نہیں ڈرتے بلکہ بصد خوشی شہادت کے متمنی رہتے ہیں مجاہدین اسلام ایک ناقابل تسخیر جنگی قوت ہیں۔ ہتھیار نہیں صرف اپنے دین اور ملک کی حفاظت کا جذبہ لڑا کرتا ہے۔ اس لئے مسلمانان عالم کی ذمہ داری ہے کہ ان کے مال و جان اور آل اولاد کی حفاظت کی مکمل ذمہ داری قبول کرے تاکہ یہ حضرات پوری دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے سکیں۔ ایسے تمام مجاہدین کو ایک مربوط نظام کے تحت جنگی تربیت دینی چاہیئے۔ پھر دیکھنا ہمارا ایک ایک مجاہد ہزاروں ایٹم بموں سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوگا۔ امریکہ کی پاکستان سے منافقانہ دوستی اور دہشت گردی کے خلاف اتحاد کے ساتھ ساتھ بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ کی اصل حقیقت کا بھی ادراک کرنا نہایت ضروری ہے۔ پاکستان کے لئے یہ دور بڑا اہم اور نازک دور ہے۔ کاش پاکستان داخلی محاذ کی آویزشوں سے آزاد ہو کر اپنی معیشت کو مستحکم بنانے کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرلے اور یہود و نصاریٰ سے ہر طرح کے موجودہ تعلقات کا جائزہ از سرنو قرآن و حدیث کی روشنی میں لے کر صراط مستقیم اختیار کرلے۔

13- اے مسلمانو! تم اپنے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی اور عداوت رکھنے والے یہود اور مشرکین ہی کو پاؤ گے......

سورہ المائدہ آیت 82 ترجمہ و تفسیر: ضرور پائیں گے آپ سب لوگوں سے زیادہ دشمنی رکھنے والے مومنوں سے یہود کو اور مشرکوں اور پائیں گے آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے۔'' یعنی یہود و مشرکین کی اذیت رسانیوں اور اسلام دشمنیوں کے مقابلہ میں نصاریٰ کا رویہ بہتر ہے۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ ان عیسائیوں سے مراد عام عیسائی نہیں بلکہ ان کا وہ مختصر گروہ مراد ہے جو ان عقائد کا پابند تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھائے تھے انہیں میں حق قبول کرنے کی صلاحیت موجود تھی ان کی

Marfat.com

نگاہوں میں ہی نور ہدایت کو دیکھنے کی قوت تھی۔

14-اے محبوب جہاد کرو اللہ کی راہ میں......

سورۃ المائدہ آیت 84 کا ترجمہ اور تشریح ملاحظہ ہو: تو اے محبوب ﷺ جہاد کرو اللہ کی راہ میں، نہ تکلیف دی جائے گی آپ کو سوائے اپنی ذات کے اور ابھاریں آپ ایمان والوں کو جہاد پر۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ روک دے زور ان لوگوں کا جو کفر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے۔ نیز وہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ جب باطل حق سے برسرِ پیکار ہو تو آگے بڑھو خواہ آپ تنہا ہی کیوں نہ ہوں۔ تاریخ اسلام ہمیں بتاتی ہے کہ خود آپ ﷺ نے دس برس کے دوران بے سروسامانی کے عالم میں بھی 26 غزوات میں خود شرکت فرمائی۔ 56 سرایا روانہ فرمائے۔ 82 جنگیں لڑیں۔ فرشتے مدد کے لئے ضرور آئے مگر اس وقت جب مسلمان قلیل تعداد میں ہوتے ہوئے بھی میدان جنگ میں کود گئے، اگر کوئی گروہ گھروں یا آستانوں میں بیٹھ کر صرف دعا پر ہی اکتفا کر لے یا کسی معجزے کے انتظار میں بیٹھا رہے تو فرشتے بھی محض آمین کہنے پر ہی اکتفا کریں گے۔ دعا اپنی جگہ بالکل مفید ہے مگر یہ عمل کا بدل نہیں ابلیس نے مسلمانوں کو صرف دعاؤں کے چکر ہی میں ڈال رکھا ہے۔ نصرت الٰہی ضرور آتی ہے بشرطیکہ فضائے بدر پیدا کی جائے۔ ظفر علی خانؒ نے کیا خوب کہا ہے......

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

15- کفار سے لڑتے رہو جب تک کوئی فتنہ باقی نہیں رہتا......

سورۃ الانفال آیات 39، 40, کا ترجمہ تفسیر: اور اے مسلمانو! لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی فساد اور ہو جائے دین پورے کا پورا اللہ کے لئے۔ اور پھر اگر وہ باز آ جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے خوب دیکھنے والا اور اگر وہ روگردانی کریں تو مان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے۔ وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور کتنا

Marfat.com

بہترین مددگار ہے۔" یعنی تم جنگ جاری رکھو تا کہ حکومت و فرمانروائی اللہ تعالیٰ کی ہو جائے۔ عدل و انصاف اور حریت و مساوات کا دور دورہ ہو۔ اور کسی پر بے جا تشدد اور زیادتی کر کے اس کو اس کے عقائد سے روکا نہ جا سکے۔ دوسری آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب تک وہ دین اسلام کو قبول نہ کر لیں اس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھو جب تک وہ سر تسلیم خم نہ کر دیں۔ اور جزیہ ادا کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو جنگ بند کر دو۔ تا کہ وہ بھی عزت و آزادی کی زندگی بسر کر سکیں۔

16- جہاد کے لئے تیار رکھو اپنی قوت اور طاقت......

سورۃ الانفال کی آیات 59 اور 60 کا ترجمہ و تفسیر ملاحظہ ہو: اور ہرگز خیال نہ کریں کافر کہ وہ بچ کر نکل گئے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور تیار رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو، قوت و طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تا کہ تم خوف زدہ کرو اپنی جنگی تیاریوں سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور دوسرے لوگ کو۔ ان کھلے دشمنوں کے علاوہ تم نہیں جانتے ہو انہیں البتہ اللہ جانتا ہے انہیں اور جو چیز خرچ کرو گے راہ خدا میں اس کا اجر پورا پورا دیا جائے گا۔ تمہیں۔ اور کسی طرح تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔" قوت سے یہاں مراد کسی خاص ہتھیار یا جنگی اسلحہ کی نہیں بلکہ ہر اس چیز سے ہے جس سے جنگ میں طاقت میسر ہو سکے۔ حضور ﷺ سے لفظ قوت کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے۔" خبردار! قوت رمی ہے (تین بار) یعنی سہم اور قوس (تیر و کمان) نہیں، بلکہ رمی کا عام لفظ استعمال فرمایا تا کہ دور سے نشانہ پر پھینکے جانے والے تمام ہتھیار جو اس وقت موجود تھے اور جو قیامت تک ایجاد ہونے والے تھے سب کو شامل کر لیا۔ "رباط" کے معنی ہیں وہ گھوڑے جو جہاد کی نیت سے بندھے ہوئے ہوں تا کہ جب ضرورت پڑے ان پر سوار ہو کر غازی میدان جنگ میں کود جائیں۔ حضور ﷺ کو عمدہ گھوڑوں سے بہت انس تھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں تا قیامت خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔" اجر بھی اور غنیمت بھی۔ سورۃ العادیات میں جنگی گھوڑوں کی قسم کھاتے ہوئے اللہ نے فرمایا" قسم ہے

Marfat.com

تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر۔ پھر اچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت۔ پھر اس سے گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ پھر اسی وقت دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔'' اسلام کے ابتدائی دور میں جنگوں کے لئے گھوڑوں کو ایک خاص اہمیت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے گھوڑوں کے لئے نقیع نامی ایک وسیع اور سرسبز میدان مدینہ کے قریب محفوظ کر لیا تھا۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کے ہزاروں گھوڑے رہا کرتے تھے۔ عہد صدیقی میں بغاوتیں کچلنے میں ان گھوڑوں نے اہم ترین خدمات سرانجام دی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگی ضروریات پوری کرنے کے لئے نقیع کی سپلائی ناکافی ہوگئی تو آپ نے گھوڑے پالنے اور ان کی نسل کشی کے لئے ایک دوسری چراگاہ مخصوص کر لی۔ جس کا نام ''شرف'' تھا۔ ایک تیسرا طویل میدان انہوں نے اونٹوں کے لئے بھی مخصوص کر لیا جس کا نام ''ربذہ'' تھا۔ یہاں زکاۃ اور غنیمت کے اونٹ رکھے جاتے تھے اور فوجی ساز و سامان نیز سپاہیوں کو میدان کارزار تک پہنچانے کے لئے کام لائے جاتے تھے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے اس مرکزی اسٹاک کے علاوہ مفتوحہ ممالک کی چھاؤنیوں میں بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہزاروں گھوڑے بغاوتیں کچلنے اور نئے علاقے فتح کرنے کے لئے مستعد رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار گھوڑے کوفہ میں اتفاقی ضرورت کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جاڑوں میں یہ گھوڑے قصر کوفہ کے بالمقابل اور دائیں جانب کے میدان میں چرتے اور گرمیوں میں دریائے فرات اور کوفہ کے مکانات کے درمیان واقع میدانوں میں چرتے۔ اتنی ہی تعداد میں گھوڑے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی چھاؤنی میں رکھے تھے۔ مفتوحہ ممالک کے فوجی مراکز میں بھی چار چار ہزار گھوڑے تیار رہتے۔ اگر کوئی ناگہانی بغاوت یا دشمن کا حملہ ہوتا تو کل فوج کے تیار ہونے تک اس کا ایک حصہ گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے موقعہ واردات پر پہنچ جاتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک سال میں ساٹھ ہزار فوج مدینہ سے شام اور عراق کے محاذوں پر چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کر کے بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ فوجی قوت میں بھی برابر اضافہ ہوتا رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یہود و نصاریٰ کی سازش کا نتیجہ تھی۔ جس کے بعد مسلمان اندرونی انتشار و افتراق کا شکار ہو گئے۔ اور اس آیت مبارکہ میں دیئے گئے حکم خداوندی سے سرتابی کر لی۔ جب کہ دشمن نے جدید اسلحہ ایجاد کر کے فوجی قوت میں برتری حاصل کر لی۔ راقم الحروف فوجی امور میں ماہر نہیں ہے۔ تاہم مسلم ممالک کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کریں۔ ان کی اپنی بری، بحری اور فضائی قوت ہونی چاہئے۔ گو پاکستان ایٹمی قوت بن چکا ہے یہ بھی اللہ کا خاص فضل و کرم ہے۔ میزائل ٹیکنالوجی میں بھی ہم کسی سے پیچھے نہیں۔ مگر بحری اور فضائی قوتوں میں ایڈوانس ٹیکنالوجی کی روشنی میں ابھی بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جنگی ہوائی جہاز اور آبدوزیں وغیرہ خود اپنی ساختہ ہونی چاہئیں۔ سرمایہ دار مسلم ممالک کو شامل کر کے اپنے ذہین و فطین سائنسدانوں کی خدمات سے استفادہ کر کے مسلمانان عالم کی مدافعتی قوت میں اتنا اضافہ کر لیا جائے کہ اغیار حملہ آور ہونے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ ابھی افغانستان اور پھر عراق کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہزاروں میل کی دوری سے آ کر یہود و نصاریٰ نے جس قدر مہلک اسلحہ استعمال کیا ہے اس کا توڑ تلاش کرنا اب اشد ضروری ہے۔ ان ممالک کے سیٹلائٹ جاسوسی نظام کو بھی غیر موثر کرنا ازبس ضروری ہے۔ ایڈوانس جنگی ٹیکنالوجی کو حاصل کئے بغیر اور نوجوانوں کو جدید ترین جنگی تربیت دیئے بغیر آج کی جنگ جیتنا ناممکن ہے۔ آئندہ صرف اور صرف فضائیہ ہی کلیدی رول ادا کرتی رہے گی۔ بھاری توپیں اور ٹینک کسی خاص موقعہ کے لئے ہی کارآمد ثابت ہو سکیں گے۔ کمزور قومیں بڑی طاقتوں کا مقابلہ صرف گوریلا جنگ کے ذریعہ کرتی رہیں گی۔ گوریلا جنگ عوامی تعاون اور طاقت کے بغیر لڑی نہیں جاسکتی۔ اسلامی ممالک میں یہ کردار صرف مجاہدین ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی اور کفالت کی اشد ضرورت ہے۔

Marfat.com

17-اگر کفار مائل صلح ہوں تو آپ ﷺ بھی مائل ہو جایئے......

سورۃ الانفال کی آیات 61 تا 64 کا ترجمہ وتفسیر ملاحظہ ہو: اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف تو آپ ﷺ بھی مائل ہو جایئے اس کی طرف اور بھروسہ کیجئے اللہ تعالیٰ پر بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ ارادہ کریں کہ آپ کو دھوکہ دیں تو آپ فکرمند کیوں ہوں۔ بے شک کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کی جماعت سے اور اسی نے الفت پیدا کر دی ان کے دلوں میں۔ اگر آپ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تو نہ الفت پیدا کر سکتے ان کے دلوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان۔ بلاشبہ وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اے نبی مکرم کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے۔'' یعنی اگر کفار جنگ کی بجائے صلح پر آمادہ ہوں تو تمہیں بھی چاہئے کہ خونریزی سے ہاتھ اٹھالو۔ اگر وہ بظاہر صلح پر آمادہ ہوں اور اندر ہی اندر تمہیں زک پہنچانے کی تیاریاں کر رہے ہوں تب بھی تم صلح کے لئے بڑھنے والے ہاتھ کو جھٹک نہ دو بلکہ اسے گرمجوشی سے تھام لو۔ اللہ تعالیٰ جس نے پہلے بھی ہر مشکل میں تمہاری اعانت کی ہے وہ اب بھی قادر ہے کہ تمہارے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے اور تمہیں کامیاب کر دے۔ تاہم جہاد سے فرار صلح پسندی کی علامت نہیں بلکہ بزدلی اور نامردی ہے۔ جب یہ اندیشہ ہو کہ دشمن شرارت پر آمادہ ہے تو اسے جنگ کے ذریعہ کچل دینا ضروری ہے۔

18-جب پہنچتی ہے کوئی تکلیف انسان کو تو پکارتا ہے ہمیں لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا......

سورۂ یونس کی آیات 12 تا 14 کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ ہو'' اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو اس وقت پکارتا ہے ہمیں لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا ہو۔ پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف تو چل دیتا ہے۔ جیسے اس نے ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں تھا کسی تکلیف میں جو اسے پہنچی تھی۔ اسی طرح آراستہ کر دیئے گئے حد سے بڑھنے والوں

Marfat.com

کے لئے وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا کسی قوم کو جو تم سے پہلے تھیں جب وہ زیادتیاں کرنے لگے اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور وہ ایسے نہیں تھے کہ ایمان لاتے۔ اس طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرم قوم کو۔ پھر ہم نے بنایا تمہیں جانشین زمین میں ان کے بعد تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔" یعنی قدرت کے قانون اٹل اور یکساں ہیں۔ جب تک کوئی قوم اپنی افادیت اور نفع رسانی کا ثبوت بہم پہنچاتی رہتی ہے وہ زندہ سلامت رہتی ہے اور اس کا آفتاب اقبال درخشاں اور تاباں رہتا ہے لیکن جب وہ اپنے اقتدار اور طاقت کو لذت کوش اور عیش طلبی کے لئے وقف کر دیتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بجالانے میں غفلت برتتی ہے تو سمجھ لو کہ اس کی موت کی گھڑی آپہنچی۔ اسے راہ سے ہٹا دیا جاتا ہے اور دوسری قوم کو آگے بڑھا دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی نوخیز قوتوں اور جوان صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر علم وفن اور حکمت و دانش کے کارواں کی قیادت سنبھال لے۔ اے مخاطبین! تم بھی ان گزری ہوئی اور بسری ہوئی قوموں کے جانشین ہو۔ قدرت کی نگاہ ہر وقت تمہاری کڑی نگرانی کر رہی ہے۔ اگر تم نے راست بازی و عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا۔ نیکی کو فروغ دینے اور بدی کا قلع قمع کرنے میں مقدور بھر سعی کی۔ اپنے مالک و خالق کے سامنے اپنی جبین نیاز کو جھکائے رکھا اور نوع انسانی کی خدمت میں اپنے وسائل اور اپنی قوتوں کو استعمال کرتے رہے تو تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی اور اگر تم نے بھی اپنے مقصد سے کوتاہی برتی تو یاد رکھو تمہیں بھی ٹھکرا دیا جائے گا۔ اس برصغیر پاک و ہند کے اپنے عروج و زوال کی تاریخ پر نظر ڈالو۔ قدم قدم پر آپ کو اس ارشاد ربانی کی تصدیق کرنے والے شواہد ملیں گے۔ غلامی کی طویل رات کے بعد ہمیں صبح آزادی سے ہم کنار کیا گیا۔ کیا ہم اپنی نفع رسانی اور افادیت کا ثبوت بہم پہنچانے میں کسی کوتاہی کا مظاہرہ تو نہیں کر رہے؟ کیا ہماری قوتیں نیکی کو مٹانے اور بدی کو فروغ دینے میں تو صرف نہیں ہو رہیں؟ کیا ہم خدا پرستی کی بجائے نفس پرستی کا شکار تو نہیں ہو رہے؟ ان سوالات کا جواب ہمیں بڑی حقیقت پسندی سے دینا ہوگا۔ قدرت کے قانون احتساب کے

Marfat.com

حرکت میں آنے سے پہلے ہمیں خود اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اسی میں ہماری نجات ہے اور اسی میں ہماری فلاح ہے۔

19- بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہی ہوں گے......

سورۃ الانبیاء کی آیت 105 کا ترجمہ اس طرح سے ہے "اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پند و موعظت کے بیان کے بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہونگے یعنی جس زمین کی وراثت کا وعدہ صالحین کے ساتھ کیا گیا ہے اس سے مراد جنت کی سرزمین ہے جس طرح دوسری آیات میں اس کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے" وقالو الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ اورثنا الارض نتبوا من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العالمین" کہ جب متقی لوگ گروہ در گروہ جنت میں داخل ہونگے تو کہیں گے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھایا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں پس نیک کام کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ باقی رہی دنیوی بادشاہی وحکومت تو وہ کبھی صالحین اور کبھی فاسقین کو دے دی جاتی ہے جس کا ذکر دوسری آیت میں ہے "ان الارض اللہ یورثھا من یشاء من عبادہ" زیر بحث آیت سامنے رکھ کر بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ فلاح وتقویٰ کا قرآنی معیار حکومت کا ہونا اور نہ ہونا ہے۔ ان کا یہ قول قرآن کریم کی صدہا تصریحات کے خلاف ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ بڑے بڑے ظالم، خونخوار اور نااہل لوگ تخت شاہی پر متمکن رہے جن کے مظالم اور ان کی نااہلی سے ان کی اپنی قوم نالاں رہی۔ حصول حکومت کو صلاحیت کا معیار دینے والے نمرود، شداد، اور فرعون کو بھی کیا صالح ہونے کی سند دیں گے؟ جب انکے مظالم حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ پھر ہٹلر اور سٹالن وغیرہ نے حکمرانی کے زعم میں لاتعداد انسانوں کو ہلاک کیا اور خود بدانجام کو پہنچے۔ اب زمانہ حال میں امریکن، رشین اور اسرائیلی حکمران قوت وطاقت کے نشے میں بے گناہ مسلمانوں کو قتل عام کر رہے ہیں۔ مگر وہ وقت دور نہیں جب خود یہ طاقتیں بھی تباہ و برباد ہو جائیں گی سورۃ آل عمران کی آیت 27 کا

Marfat.com

ترجمہ ملاحظہ ہو "اے حبیب ﷺ! یوں عرض کرو، اے اللہ! اے مالک سب ملکوں کے! تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے او چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے یعنی حکومت دینے والا بھی وہی ہے اور چھیننے والا بھی وہی، وہی جس کو چاہتا ہے دین و دنیا کی عزتوں سے سرفراز کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے۔ کسی فرد یا قوم کو حق حاصل نہیں کہ وہ حکومت اور عزت کو اپنا پیدائشی حق سمجھنے لگے اور اس فریب میں مبتلا رہے کہ اس کے اعمال کتنے ہی سیاہ کیوں نہ ہوں اس سے حکومت چھینی جا سکتی ہے اور نہ اسے عزت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ سب کچھ اس مالک حقیقی کے دست قدرت میں ہے وہ احکم الحاکمین جس کی صفت علم و حکمت کے ساتھ، رحمت و عدل کی ساری قدریں قائم اور باقی ہیں اس کی سنت یہ ہے کہ وہ جب کسی فرد یا قوم میں رحمت و عدل کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت دیکھتا ہے تو اسے حکومت اور عزت سے سرفراز فرما دیتا ہے اور جو فرد یا قوم اپنے عمل سے اپنے آپ کو اس نعمت کا نااہل ثابت کر دیتی ہے تو اسے ذلت و خواری کے گڑھے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اگر دنیوی حکمرانی اور مادی ترقی کو ہی صالحیت کے معیار قرار دیا جائے گا تو قرآن کریم کی بے شمار آیات کی تحریف کے مرتکب ہونے کے ساتھ وہ تاریخ کی عدالت میں بھی ایک مجرم قرار دیا جائے گا۔ اگر ہر اس شخص کو قرآنی اصطلاح میں صالح کہہ دیا جائے جس نے کسی ناجائز طریقے سے زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی ہو خواہ اس نے تمدن و حضارۃ (شہری زندگی) کے روشنی کے تمام چراغ بجھا دیئے ہوں۔ خواہ اس کی فتوحات سے کاروان انسانیت کی ترقی رک گئی ہو۔ خواہ اس کی خونخواریوں اور سفاکیوں کی وجہ سے عالم انسانیت پر بربیت، وحشت او جہالت کی شب دیجور چھا گئی ہو۔ تو یہ احکامات الٰہیہ کی صریحاً خلاف ورزی ہو گی۔

20- اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے

سورۃ الحج کی آخری آیات 77 اور 78 کا ترجمہ و تفسیر ملاحظہ ہو" اور سرتوڑ کوشش کرو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے چن لیا ہے تمہیں حق کی پاسبانی اور اشاعت کے لئے اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔ پیروی کرو اپنے باپ ابراہیمؑ کے بیان کی اس نے تمہارا نام (مسلم سر اطاعت خم کرنے والا رکھا ہے) اس سے پہلے اور اس قرآن مجید میں بھی تمہارا یہی نام ہے۔ تاکہ ہو جائے رسول کریم گواہ تم پر اور تم گواہ ہو جاؤ لوگوں پر۔ پس اے دین حق کے علمبردارو! صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور مضبوط پکڑ لو اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کو۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ پس وہ بہترین کارساز ہے اور بہترین مدد فرمانے والا ہے۔'' یعنی ''حق جہاد'' سے مراد یہ ہے کہ جہاد کرو تو پھر اس کا حق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لئے خون کے دریا بہتے ہیں تو انہیں خوب بہنے دو۔ اگر کشتوں کے پشتے لگ رہے ہیں تو ذرا پروانہ کرو۔ رنگ رنگیلی جوانیاں قربان ہو رہی ہیں تو انہیں بلا تامل قربان ہونے دو۔ جب تک تمہاری جان میں جان ہے اسلام کا پرچم سرنگوں نہ ہونے پائے۔ اسلام کی عظمت و ناموس کو اگر تم نے اپنی جان دے کر بچا لیا تو تم سے زیادہ سرخ رو اور کون ہوگا اسی بات پر تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان اس شہادت کی ذمہ داریوں کو انجام دیتا رہا لوگ پروانوں کی طرح شمع اسلام پر نثار ہوتے رہے آج بھی دین اسلام کو اپنی برتری اور افادیت ثابت کرنے کے لئے ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے جو اپنے عمل سے اخلاق سے، اپنی روحانی بلندی اور وسعت علم سے اس کے برحق ہونے کی ایسی شہادت دینے کی اہلیت رکھتے ہوں کہ کوئی انہیں جھٹلا نہ سکے۔ ورنہ جو تبلیغ آج ہم کر رہے ہیں وہ بیگانوں کو تو کیا اپنوں کو بھی اسلام سے متنفر کر رہی ہے۔ چاک گریبانوں کو رفو کرنا تو کجا ہمارے مبلغین ان چاکوں کو اور زیادہ وسیع کر رہے ہیں۔ محبت و پیار کا درس دے کر ملت کے پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنا تو بڑی بات ہے مگر جہاں ان کے سبز قدم پہنچے وہاں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ آخر میں پھر نماز و زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا تاکہ اس میں سستی واقع نہ ہو کیونکہ اسلامی برکات کا سرچشمہ یہی عبادات ہیں۔ اسی سے انسان میں نیکی کی خفتہ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں اور مذموم صفات سے نفس کا

Marfat.com

تزکیہ ہوتا ہے۔ ملت اسلامیہ کو چاہئے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ دشمن کتنا قوی ہو مشکلات کتنی ہوشربا ہوں۔ ماحول کتنا ناسازگار ہو پرواہ نہ کرے۔ عزم حوصلہ اور اخلاص سے قدم آگے ہی بڑھاتی چلی جائے یعنی اللہ ہر حال میں مددگار اور ناصر ہے۔ کیونکہ ھو مونک فنعم المولیٰ و نعم النصیر

21- ثابت قدمی اور مستقل مزاجی اہل حق کا شیوہ ہے......

سورۂ روم کی آیت 60 کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ ہو: ''سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبر فرمائیں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور آپ کو پھسلا نہ دیں راہ حق سے وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔'' یعنی یہ خطاب اگرچہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے لیکن اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت ہے۔ یعنی اے غلامان مصطفیٰ! مردانگی کا تقاضا یہ ہے کہ فتنوں کے طوفان آئیں تم چٹان کی طرح سینہ تانے کھڑے رہو۔ ثابت قدمی اور مستقل مزاجی ازل سے اہل حق کا شیوہ رہا ہے۔ انہوں نے ظلم و جفا کے ہر تیر کو ہمیشہ صبر کی ڈھال پر روکا ہے۔ آج حق کے علمبردار تم ہو اس کی لاج تمہارے ہاتھوں میں ہے ہاتھ کٹ جائیں۔ سر قلم ہو جائیں لیکن خبردار! دین محمد کا پرچم سرنگوں نہ ہونے پائے۔ امتحان کے میدان میں ابتلا آزمائش روح فرسا لمحوں میں تم صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے گی اور یقیناً آئے گی جو طاغوتی قوتوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گی اور تمہارے سر پر فتح و کامرانی کا تاج سجادے گی۔ اس آیت میں ''لا یوقنون'' کا لفظ بڑا توجہ طلب ہے۔ یعنی اہل ایمان کے یقین کو برباد کرنے والے وہ لوگ ہیں جو خود بے یقینی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ لوگ جو دولت ایمان سے مالا مال ہیں اور جن کے دلوں میں نور یقین اجالا کر رہا ہے وہ اگر ایسے لوگوں کا اتباع شروع کر دیں جو اس نعمت سے بے بہرہ ہیں تو اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو گا۔ آج جن حالات سے ہم دوچار ہیں ایسے سنگین حالات سے امت مصطفویہ کو شاید ہی کبھی واسطہ پڑا ہو اسلام کے دشمنوں کے پاس مہلک ترین اسلحہ کی جتنی فراوانی آج ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ جدید ترین مہلک اسلحہ سے لیس آج امریکی اور برطانوی افواج دنیا کے ہر ملک

Marfat.com

کو ہزاروں میل کی دوری سے نشانہ بنا سکتی ہیں۔ سیٹلائٹ نظام جاسوسی سے دنیا کا کوئی گوشہ چاہے وہ پہاڑ، سمندر یا آسمان ہوان کی دسترس سے باہر نہیں ہے۔ ہر اسلامی ملک ان کے فتنوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ہر اسلامی حکومت ان کی سازشوں سے لرزہ براندام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہماری نظریاتی سرحدوں اور ہمارے عقائد کو بھی متزلزل کر رہے ہیں۔ مگر مایوس اور بددل ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ دستگیری اور نصرت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ سچا ہے یقیناً اللہ کی مدد پشت پناہی کرے گی بشرطیکہ ہر ہجوم بلا میں، ہر سیل حوادث میں، شک و شبہات کی ہر خونخوار موج کے سامنے ثابت قدم رہا جائے۔ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑا جائے۔ وہ بدنصیب جو وہم و گمان کے اندھیروں میں عرصہ دراز سے بھٹک رہے ہیں۔ وہ بدبخت جنہیں بے یقینی کے اژدھا ڈس رہے ہیں ان کے جھانسے میں نہیں آنا چاہئے۔ وہ ڈوب رہے ہیں ہمیں بھی اپنے ساتھ ڈبونا چاہتے ہیں دانشمند لوگ ایسی فحش غلطی کا ارتکاب نہیں کیا کرتے۔

22- باہمی اختلافات کی صورت میں فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو......

سورۂ شوریٰ کی آیت 10 کا ترجمہ و تفسیر: ’’اور جس بات میں تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو۔ یہی اللہ میرا رب ہے اس پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔‘‘ یعنی کسی نظریہ کے حق یا باطل ہونے پر کسی چیز کے حلال و حرام ہونے، کسی عمل کے مفید اور مضر ہونے میں اگر تمہارا کسی قوم سے اختلاف ہو یا آپس ہی میں تمہارا کسی بات میں نزاع ہو تو اگر تم اپنی عقل و فہم سے حل کرنے کی کوشش کرو گے تو جھگڑا بڑھتا ہی جائے گا۔ اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی جائے گی۔ اس انتشار و افتراق سے نجات پانے کا یہی ذریعہ ہے۔ کہ اپنی عقل ناتمام کو جج بنانے کی بجائے اپنے رب قدوس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی اور جو رحیم بھی ہے اور کریم بھی۔‘‘ حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں اگر کسی بات پر اختلاف رائے پیدا ہو جائے تو ضد اور انا کو چھوڑ کر قرآن و سنت کی روشنی میں باہمی افہام و تفہیم سے

Marfat.com

کوئی درمیانی راہ نکال لینی چاہیے۔

23-فاعتبر وایا اولی الابصار......

سورۂ حشر کی آیت 2 کا ترجمہ اور تفسیر: "وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت۔ تم نے کبھی یہ خیال بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ انہیں ان کے قلعے بچالیں گے اللہ کے قہر سے۔ پس آیا ان پر اللہ کا قہر اس جگہ سے جس کا انہیں خیال بھی نہ آیا تھا۔ اور اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب۔ چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرو اے دیدہ بینا رکھنے والو! اس آیت میں جن کفار اہل کتاب کا ذکر ہے ان سے مراد یہود کا قبیلہ بنی نضیر ہے۔ مدینہ کے مضافات میں ان کی الگ بستی تھی۔ ان کے گھر قلعہ نما تھے۔ سامان جنگ وافر تھا۔ اپنی بہادری پر فخر تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ مٹھی بھر مسلمان ان کو جلاوطنی پر مجبور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا خوف و ہراس پیدا کر دیا کہ وہ اپنے آراستہ و پیراستہ گھروں کو خود کھنڈر بنا کر مدینہ سے جلاوطنی ہو گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی فرد، کوئی قبیلہ، کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے اور اس کے رسول مکرم کے مقابلے پر اکڑ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بزدلی پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے پاس اسلحہ کے انبار کیوں نہ ہوں ان کے مورچے کتنے مستحکم کیوں نہ ہوں کوئی چیز بھی انہیں شکست سے نہیں بچاسکتی ان حالات میں داناؤں کے لئے مقام عبرت ہے۔

Marfat.com

جہاد کی اہمیت

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

ا۔ موجودہ دور میں یہود ونصاریٰ اور ہنود کے ہاں جہاد کا تصور صرف ''قتال'' ہے۔ حالانکہ یہ جہاد ایک محدود حصہ ہے اور یہ قتال ہی ہے جس نے امریکہ، اسرائیل، بھارت، روس، چین اور دیگر یورپی ممالک کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں جہاد کا غلغلہ ہے اور جس کے خلاف امریکہ نے عالمی اتحاد قائم کر رکھا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ کے مطابق ''قتال'' ہر مسلمان پر انفرادی اور اجتماعی طور پر فرض ہو جاتا ہے۔ جب:

ا۔ مسلمانوں پر کوئی ریاست، معاشرہ یا گروہ ظلم وتشدد میں مصروف ہو اور ان کی اسلامی شناخت مٹانے کے درپے ہو۔

۲۔ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہو۔

۳۔ مسلمانوں پر محض اس لئے ظلم روا رکھا جا رہا ہو کہ وہ مسلمان ہیں۔

۴۔ مسلمانوں کے اقتدار کو ختم کر کے وہاں غیر مسلموں کی حکمرانی قائم کر دی گئی ہو۔

۵۔ مسلمانوں کا اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا مشکل بنایا جا رہا ہو۔

۶۔ مسلمانوں سے عہد کر کے توڑ دیا گیا ہو اور عہد شکنی کے مرتکب ریاست یا قوم کے کسی نئے وعدے، معاہدے کا کوئی اعتبار نہ رہا ہو۔

۷۔ کوئی کلمہ گو شخص یا گروہ منافقت کا مظاہرہ کرے، مسلمانوں کی کمزوری اور دشمنوں کی قوت وطاقت کا باعث بنے۔

۸۔ کوئی قوم یا گروہ فتنہ وفساد پھیلانے، اسلامی ریاست کا امن وامان تباہ کرنے اور لوٹ مار اور قتل وغارت میں ملوث ہو۔

۹۔ کسی غیر مسلم ریاست میں مسلم اقلیت ظلم وزیادتی کا شکار ہو اور اپنے رب کے علاوہ

Marfat.com

وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے مدد کی طلب گار نظر آئے۔

۲۔ بعض علماء کے نزدیک جہاد (قتال) کا حکم صرف ریاست اور حکومت جاری کر سکتی ہے اور کوئی فرد یا گروہ از خود جہاد کے اعلان کا مجاز نہیں لیکن جمہور علماء نے قرآن مجید اور احادیث رسول کریم ﷺ کی روشنی میں ہمیشہ اس تصور کو رد کیا ہے کیا جس طرح اسلامی ریاست اور اسلامی حکومت کی عدم موجودگی میں بھی نماز، روزہ، حج اور زکوۃ اور دوسرے دینی احکامات کی بجا آوری ہر مسلمان پر فرض ہے وہ انکی انفرادی اور اجتماعی طور پر ادائیگی کا پابند ہے اور وہ خلیفہ وقت کی اجازت کا محتاج نہیں ہے بلکہ اسی طرح قرآن و حدیث کے طے کردہ اصولوں کے مطابق اپنے عقیدہ اور ایمان کی حفاظت، مظلوم مسلمانوں کی حمایت، فتنہ وفساد کی بیخ کنی اور دین حق کے غلبہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے بھی کسی حاکم وقت یا ریاست کے اجازت نامے کی قطعی ضرورت نہیں۔ البتہ کسی بھی فرد یا گروہ کو اسلام نے یہ اجازت ہرگز نہیں دی کہ وہ دوران جہاد عورتوں، بچوں، بیماروں، زخمیوں پر تلوار اٹھائے۔ مخالفین کو آگ میں جلائے یا انہیں تکلیفیں دے دے کر مارے، دشمن کے گھر میں گھس کر عورتوں کی عصمت ریزی کرے بچوں کو مارے پیٹے ان کے مال مویشی لوٹے، کھیت اور باغ اجاڑے، لوٹ مار کرے۔ دشمن کی لاش کی بے حرمتی کرے۔ اس کے اعضاء کاٹے یہ چہرہ مسخ کرے، قیدی کو قتل کرے، دشمن ملک کے سفارتی عملے کو قتل کرے، کسی معاہدے کی خلاف ورزی کرے، عام شہریوں کو تنگ کرے جو عملاً یا بالواسطہ طور پر شریک نہیں، راہبوں عبادت گزاروں اور مذہبی رہنماؤں کو ستائے اور غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو مسمار کرے۔

۳۔ اسلامی نقطہ نظر سے جہاد فی سبیل اللہ کا اصل مقصد حریف مقابل کو قتل کرنا اور نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اس کے شر کو دفع کرنا اور ظلم کا سد باب کرنا ہے اس بنا پر اسلام نے جنگ میں صرف اتنی قوت استعمال کرنے کی اجازت دی ہے جو دفع شر کے لئے ناگزیر ہے اور قوت کا استعمال بھی صرف ان طبقات کے خلاف کیا جائے جو عملاً برسر پیکار ریاست،

Marfat.com

حکومت یا قوم سے بالواسطہ یا براہ راست تعاون میں ملوث ہو باقی تمام طبقات انسانی کو جنگ کے منفی اثرات سے بہر صورت محفوظ رکھنا مسلمانوں اور مجاہدین کی ذمہ داری ہے۔ اسلام نے اسی بنا پر جہاد فی سبیل اللہ کی اصطلاح وضع کی کیونکہ اس قتال کا مقصد نہ تو خوف و دہشت پھیلانا ہے نہ بدی اور شرارت نہ مصیبت و شدت اور نہ حیوانیت اور بربریت کا مظاہرہ۔ مومن صرف جہاد کا مکلف ہے یعنی ''کسی کام یا مقصد کے حصول میں انتہائی کوشش کرنا اور مدمقابل کی کوشش کا توڑ کرنا''

۴۔ جب کشمیر سے فلسطین تک اور افغانستان سے عراق تک مظلوم مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہو انہیں گھروں سے نکالا جا رہا ہو، ان کی خواتین اور بچے بھی غیر انسانی سلوک سے محفوظ نہ ہوں اور وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے علاوہ عالمی برادری کو مدد کے لئے پکار رہے ہوں تو جن غیرت مند اور خدا ترس و خدا شناس نوجوانوں کا دل اپنے مظلوم بھائیوں کے ساتھ دھڑکتا ہے وہ کیا کریں۔ کیا وہ اس وقت کا انتظار کریں جب سیلاب بلا ان کے اپنے گھروں کا رخ کرے اور وہ کم ہمتی کی موت مارے جائیں یا علماء امت اور جہادی تنظیموں کی پکار پر اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے چل پڑیں جو میدانوں، کھیتوں کھلیانوں اور طاقت وقوت کے ایوانوں میں لڑی جا رہی ہے اس جنگ میں ماضی کے روایتی حریف ایک دوسرے کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جی ایٹ، جی سیون وغیرہ غرضیکہ عالم کفر متحد و یکجا ہے اور اسے پانچ درجن کے قریب مسلم ممالک کے حکمرانوں، طبقہ اشرافیہ اور دانشوروں، قلمکاروں اور دیگر مراعات یافتہ عناصر کی مکمل تائید وحمایت حاصل ہے۔

۵۔ بعض مستشرقین (وہ فرنگی جو مشرقی زبانوں اور علوم کے ماہر ہوں) نے اسلامی جہاد کو گمراہ کن رنگ میں پیش کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مسلمان طبعاً لوٹ مار اور جنگ وجدل کے رسیا تھے۔ ہر وقت تلواریں سونتے پرامن بستیوں کو برباد کرنے اور لوٹنے کے لئے آدھمکتے تھے۔ وہ زبردستی لوگوں کو اپنے دین میں داخل کیا کرتے تھے۔ یہ محض بہتان ہے اور قرآنی آیات کے سراسر خلاف ہے۔ کوئی قوم اگر طاقت کے نشہ میں مست ہو۔ اس کے پاس وسائل کی

Marfat.com

بہتات ہو۔ اس کا مقابل کمزور ہو تو مانا جا سکتا ہے کہ ایسی قوم جنگ کا اعلان کر دے تاکہ کمزور قوم کو نیست و نابود کر کے اپنی حکومت کو وسعت دے۔ انکی دولت و ثروت اور معدنی ذخائر پر قبضہ کر لے۔ لیکن تاریخ ہمیں ایسی ایک بھی مثال نہیں بتا سکتی کہ کسی کمزور اقتدار میں کم، سامان جنگ سے یکسر محروم قوم نے شوقیہ اپنے سے طاقتور، کثیر التعداد، ہر قسم کے اسلحہ سے لیس قوم کو جنگ کے لئے للکارا ہو۔ قرآن حکیم میں جہاد کے متعلق ہے "وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ" یعنی جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ اگر مسلمان طبعی طور پر جنگجو ہوتے اور ان کا دین انہیں لوٹ مار کا سبق دیتا تو کیا وہ جنگ کو ناپسند کرتے بلکہ وہ تو بہانے تلاش کرتے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے تاکہ لوٹ مار، تاخت و تاراج کی حسرت پوری ہو سکے۔

۶۔ اصولاً تو اس وقت ہر باضمیر اور انسان دوست شخص کو جہاد کا راستہ ہی اختیار کرنا چاہئے کیونکہ ظلم و استبداد اور امریکی استعمار کو روکنے کا یہی ایک راستہ باقی رہ گیا ہے۔ جو کمزور دل اور کمزور ایمان لوگ جہاد بالسیف کی طاقت نہیں رکھتے انہیں کم از کم جہاد بالقلم سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر طرح کی عبادت گاہوں، سیاحوں، سفارتی نمائندوں، عورتوں، بچوں، معذوروں اور پر امن شہریوں کو نشانہ بنانا درست نہیں یہ جہاد نہیں بلکہ جہادی تعلیمات کی نفی اور احکام الٰہی سے بغاوت ہے۔ اسلام میں انسانی جان کی حرمت ہر مسلمان پر فرض قرار دی گئی ہے اور جب تک کوئی شخص اپنے اعمال و افعال سے خود کو انسانی جان کی حرمت کے اسلامی و فطری حق سے محروم نہ کر دے اسے کسی قسم کا نقصان پہنچانا پیغمبرانہ ہدایات کے منافی اور اس طرح کے کسی انفرادی واقعہ کو بنیاد بنا کر جہاد پر انگلی اٹھانا اور اپنے مسلمان بھائیوں کی حمایت، اپنے عقیدہ و ایمان اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھانے اور جان قربان کرنے پر آمادہ جانفروشوں کی حوصلہ شکنی کرنا ہرگز دانش و بصیرت کا تقاضا نہیں صدق و وفا کے یہ پتلے اور جرأت و مردانگی کے یہ پیکر ہی امہ کے ماتھے کا جھومر اور دھرتی کا نمک ہیں ان کے خون کی حرارت ہی بالآخر امہ کے مردہ جسم میں زندگی دوڑانے کا باعث بن سکتی ہے۔

Marfat.com

۷۔ گو جہاد بالقلم کمزور دل کمزور ایمان مسلمانوں کا عقیدہ ہے تاہم ان مسلمانوں سے تو کہیں بہتر ہیں جو جہاد کے خلاف فتوے دیتے ہیں اور ضرورت جہاد کو فی الوقت قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ اس ضمن میں اقبالؒ کے تاثرات ملاحظہ ہوں:۔

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر!
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے شور بے اثر؟
تیغ و تفنگ دست مسلمان میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل میں موت کی لذت سے بے خبر!
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلمان کی موت مر!
تعلیم اس کو چاہئے ترک جہاد کی!
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے!
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر!

(ضرب کلیم)

یہ ہماری سعی پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و ملا ملوکیت کے بندے ہیں تمام!

Marfat.com

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا!
کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمان جدید؟
''ہے جہاد اس دور میں مرد مسلمان پر حرام''

(ارمغان حجاز)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی!
کشاد در دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں

(بال جبریل)

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی
رد جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردید حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

(بانگ درا)

۸۔اب ذرا سورۃ النساء کی آیات 71 تا 76 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔'' اے ایمان والو! ہوشیار رہو۔ پھر وقت آ جائے تو نکلو ٹولیاں بن کر یا نکلو سب مل کر (آیت 72) اور بے شک تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو وہ کہے احسان فرمایا اللہ نے مجھ پر کہ میں نہیں تھا ان کے ہمراہ جنگ میں حاضر (آیت 73) اور اگر ملے تمہیں فضل (فتح اور مال غنیمت) اللہ کی مہربانی سے تو ضرور کہے جیسے نہیں تھی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی کاش میں بھی ہوتا ان کے ہمراہ تو حاصل کرتا بڑی کامیابی (آیت 74) پس چاہیے کہ لڑا کریں اللہ کی راہ میں (صرف) وہ لوگ جنہوں نے

Marfat.com

بیچ دی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض اور جو شخص لڑے اللہ کی راہ میں پھر خواہ مارا جائے یا غالب آئے تو دونوں حالتوں میں ہم دیں گے اسے اجر عظیم (آیت 75) اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہ خدا میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو ظلم سے تنگ آ کر عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے ظالم ہیں جس کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار (آیت 76) جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور وہ کافر ہیں جو جنگ کرتے ہیں طاغوت یعنی باطل کی راہ میں تو اے ایمان والو! لڑو شیطان کے حامیوں سے بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے۔

۹۔ مذکورہ بالا آیات کا لب لباب یہ ہے کہ مسلمانوں کو پہلے اطاعت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم دیا پھر دین حق کی سربلندی کے لئے جہاد کی تلقین فرمائی، دشمن کی عیارانہ چالوں سے ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ہدایت فرمائی۔ منافقین کے متعلق فرمایا کہ جہاد کے وقت وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو شکست ہو تو خوش ہوتے ہیں اور پیچھے رہ جانے کو اللہ کا فضل شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ اس کی ناراضی کا نتیجہ ہے کہ انہیں شہادت کی سعادت اور جہاد کے ثواب سے محروم رکھا، اگر مسلمانوں کو فتح ہو تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے اور ان کے دلوں میں حسرت و پشیمانی کی آگ سلگنے لگتی ہے۔ یہ پشیمانی اگر ثواب جہاد سے محرومی کے باعث ہوتی تو کوئی بات بھی ہوتی لیکن ان کی ندامت و پشیمانی تو فقط اس لئے ہے کہ انہیں اب مال غنیمت سے حصہ نہیں ملے گا۔ اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے......؟ یہ پکار ہے مکہ کے ان مرد، عورتوں اور بچوں کی جو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن کفار مکہ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا نہ وہ ہجرت کر سکتے اور نہ انہیں امن و سلامتی میسر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کی ترغیب دی ہے بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کر کے مظلوموں کو آزادی دلوائی۔ یہ حکم اب بھی بدستور موجود ہے جس خطہ زمین میں مسلمانوں پر کفار مظالم توڑ رہے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کو نجات

Marfat.com

دلائیں۔ اس وقت سارا عالم اسلام زیر عتاب ہے مغربی میڈیا نے جس طریقے سے مسلمانوں پر ''عسکریت پسندی'' دہشت گردی اور ''انتہا پسندی'' کے لیبل چسپاں کئے ہیں اس کے بعد سے طاغوتی قوتوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے۔ فلسطین، کشمیر، چیچنیا، بوسنیا اور حال ہی میں عراق اور افغانستان کے نہتے مسلمانوں کا قتل عام، خواتین کی بے حرمتی، بچوں کا قتل، املاک کی تباہی کے ہولناک واقعات کس سے پوشیدہ ہیں۔ اور اب تو تھائی لینڈ کے مسلمانوں کا قتل عام اور مساجد کی بے حرمتی کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ وہاں کے بے کس اور لاچار اور مظلوم مقہور مسلمان بھی رات دن پکار رہے ہیں کہ اے مسلمان حکمرانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ہماری مدد کیوں نہیں کرتے ہو، مگر افسوس دنیائے اسلام کے تمام حکمران اپنی باہمی آویزش اور جدید ترین آلات حرب وضرب سے محرومی کے باعث یہود ونصاریٰ کی فوجی قوت کے سامنے بے بس اور لاچار ہیں۔ مسلمانوں کی تباہی وبربادی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ غیر مسلموں کی جنگ کے پس پردہ صرف مادی فوائد کارفرما ہوتے ہیں۔ یعنی کسی ملک پر قبضہ، کسی قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا، اپنے لئے تجارت کی منڈیاں قائم کرنا، مفتوحہ ممالک کی معدنیات اور قدرتی ذخائر سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔

۱۰۔ اے اہل ایمان! باطل کو نیست ونابود کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دو۔ تم حق کے علمبردار ہو، حق کو فتح اور غلبہ نصیب ہو گا تو انسانیت کے چمن میں بہار آ جائے گی۔ اعلیٰ اخلاقی قدروں کی بالا دستی قائم ہو گی۔ نیکی کی روشنی اور مہک ہر سو پھیل جائے گی۔ امن وعافیت کا دور دورہ ہو گا۔ باطل کے سربراہوں کی فتنہ سامانیوں سے خوف زدہ اور دل گرفتہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ تمہارے نعرہ اللہ اکبر! سے اہل طاغوت یعنی باطل کے تمام قلعے لرز جائیں گے۔ تمہارے ایک حملہ کی دیر ہے ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا شیطان کا مکروفریب، بہت بڑا کمزور اور بودا ہے۔

۱۱۔ عالمی سطح پر تو ابھی تک دہشت گردی کی کوئی متفقہ تعریف ہی نہیں ہو سکی۔ ہر ملک

Marfat.com

اس کے معنی اپنے اپنے ملک کے معروضی حالات کے پیش نظر کر رہا ہے۔ یو۔ ایس۔ اے کی وزارت داخلہ کی رپورٹ کے مطابق دہشت گردی کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"The Term terrorism means premeditated (pre/planned) policy motivated violence perpetuated against non/combatant targets by subenatinal or clandestine/done in a secret or guilty way) agents unhappy intended to influence an audience."

۱۲۔ یہ تعریف تو یہود و نصاریٰ نے جو ان کے عزائم سے مطابقت رکھتی ہے خود ہی وضع کر لی ہے۔ تاہم اسلامی نکتہ نگاہ سے کوئی مسلمان مجاہد دہشت گرد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ سب سے اول تو اسلام اس کی ہرگز اجازت ہی نہیں دیتا دوسرے مسلمانوں کے پاس اتنی جنگی قوت اور وسائل کہاں ہیں جو کسی سپر پاور سے الجھ سکیں۔ ہاں البتہ انسانی سرشت کا ایک خاصہ ضرور ہے۔ کہ جب بلاقصور کسی کمزور اور ناتواں کا گھر بار اور زمین چھین لی جائے۔ ان کے بیوی بچے اور عزیز و اقارب مار دیئے جائیں۔ انکی خواتین کی عزتیں لوٹ لی جائیں۔ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے جائیں تو لازماً اس کا ردعمل بھی شدید ترین ہوگا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے۔

ہر عمل کے لئے ہے ردِ عمل\
دہر میں نیش کا جواب ہے نیش

یعنی! اگر تم کسی کو ڈنگ مارو گے تو وہ بھی ردعمل میں ضرور ڈنگ مارے گا۔ انتقام لینے کے لئے بم دھماکے اور خودکش حملے کرے گا۔ بلکہ ان ملکوں سے بھی اظہار ناراضی کے لئے حملہ آور ہوگا جو ظالموں کی کسی طرح سے مدد کریں گے۔ مسلم ممالک میں آج کل اسی طرح کا ردعمل ہو رہا ہے ان مغربی طاقتوں کے خلاف جو محض غیظ و غضب، تکبر اور غرور اور بہانہ سازی جیسی رذیل خصائص کی وجہ سے نہتے، بے قصور، کمزور و ناتواں مسلمانوں کا قتل عام کر رہی ہیں۔ اسی ردعمل کو یہود و نصاریٰ اور ہنود دہشت گردی کا نام دے رہے ہیں۔ ایک

Marfat.com

طویل عرصے سے دہشت گردی کا سب سے بڑا ہدف مسلم ممالک بن رہے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ ان کارروائیوں کے پیچھے صہیونی طاقتیں کارفرما ہیں۔ جو عالم اسلام میں معاشی، سیاسی اور سماجی استحکام کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا الزام خواہ مخواہ طالبان اور القاعدہ پر تھوپ کر افغانستان کو تباہ برباد کر دیا ہے اور ساتھ ہی پاکستان کو بھی مجبوراً ملوث کر لیا ہے۔ پھر اسرائیل کی انگیخت پر عراق کا ستیاناس کر دیا۔ 9/11 کے واقعہ کے فوراً بعد جس انداز سے صہیونی غلبے کے حامل امریکی و مغربی میڈیا اور مسلم دشمنی میں نمایاں کردار ادا کرنے والے ممالک نے کئی اسلامی ممالک کے خلاف الزام تراشی کی مہم شروع کر دی اور عالم اسلام کو دہشت گردی کا مجرم قرار دے دیا۔ انسداد دہشت گردی کی عالمی مہم کا ہدف اسلامی دنیا کو بنا کر رکھ دیا ہے۔

۱۳۔ یاد رہے اتحادی فوجیں افغانستان اور عراق پر صرف فضائی حملے ہی کر سکتی ہیں۔ زمینی جنگ کے تو یہ نزدیک بھی نہیں آتیں۔ یہ فوجیں انتہائی ڈرپوک اور بزدل ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یہود و نصاریٰ کھلے میدان میں کبھی جنگ نہ کریں گے۔ یہ بڑے بزدل ہیں جنگ کریں گے" تو قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ لے کر افغانستان اور عراق میں اسی طریقہ سے اتحادی فوجیں فضائی طریقہ سے جنگ لڑ رہی ہیں۔ اس ضمن میں سورۃ الحشر کی آیات ۱۴ ۱۱ اور ۱۵ سورۃ الصف کی آیات ۸ اور ۹ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

سورۃ الحشر (ترجمہ آیت ۱۴) "یہ بڑے بزدل ہیں (یہود و نصاریٰ) یہ کبھی اکٹھے ہو کر کھلے میدان میں تم سے جنگ نہیں کریں گے جنگ کریں گے تو قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ لے کر۔ ان کا اختلاف آپس میں بہت سخت ہے۔ تم انہیں متحد خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں۔ اس لئے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔ (آیت ۱۵ کا ترجمہ) یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنی کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

سورۃ الصف آیت ۸ کا ترجمہ "یہ نادان (یہود و نصاریٰ) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ

Marfat.com

کے نور کو اپنی پھونکوں سے لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر'' (آیت ۹ کا ترجمہ) ''وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک''

اس ضمن میں ظفر علی خان (مرحوم) کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۱۴۔ حال ہی میں ایک اور خطرناک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں اسلامی تعلیمی نصاب میں چپکے سے رد و بدل کر کیا جا رہا ہے۔ ایسی آیات قرآنی جس سے جذبہ جہاد پیدا ہو۔ یا یہود و نصاریٰ کے خبث باطن کا پتہ چلے یا بزرگان عظام کے حالات زندگی اور واقعات جن سے اخلاق سنوریں وہ حذف کی جا رہی ہیں سقوط ڈھاکہ کی اصل وجہ یہ تھی کہ ہندوؤں نے وہاں کے پرائمری مدارس میں اسی فیصد سے زائد ہندو مدرسین تعین کر دیئے تھے۔ جس کی وجہ سے ہندوانہ تہذیب و ذہنیت کے زیر اثر تربیت یافتہ وہی مسلمان بچے بعد میں مکتی باہنی کے روپ میں نمودار ہوئے، جو اسلامی اقدار سے یکسر باغی تھے۔ اس طرح کی سازشوں سے مسلم امہ کے جسم و جان سے روح محمد ﷺ نکالی جا رہی ہے۔ اگر مسلمان اب بھی خواب گراں سے بیدار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں معاف نہ کرے گا۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات!

(بال جبریل)

۱۵۔ عالمی سطح پر جس دہشت گردی کا شور و غوغا بالخصوص نائن الیون کے بعد برپا ہے۔ اس سے تصویر کے صرف ایک رخ کی عکاسی ہوتی ہے۔ جب کہ اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ یعنی عفو و درگزر، تحمل و بردباری، برداشت، چشم پوشی اور رواداری یعنی

Marfat.com

"Forgiveness and Tolerance" جیسی صفات حسنہ پر عمل پیرا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر ان صفات پر دل و جان سے عمل کر لیا جائے تو یہ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اگر آج کشمیریوں کو براہ راست حق رائے شماری (Plebiscite) دے دیا جائے، فلسطین اور چیچنیا کے مسائل باہمی افہام و تفہیم سے حل کر لئے جائیں۔ افغانستان اور عراق سے اتحادی فوجیں واپس چلی جائیں اور انہیں آزاد کر دیا جائے۔ جہادی تنظیموں سے گفت و شنید کر کے ان کے "Grievances" دور کر دیئے اور انکے تحفظات کا خیال رکھا جائے تو تمام دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے۔ بظاہر یہ کام ہے بڑا مشکل اس لئے کہ شیطانی قوتیں آڑے آئیں گی۔ مگر ناممکن بھی نہیں صرف خلوص نیت اور عزم صمیم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سیاسی امور میں بھی خلوص، رواداری اور بردباری کی اشد ضرورت ہے۔ اقتدار سے چمٹے رہنے کی ہوس، ضد ہٹ دھرمی اور انا جیسی رذیل خصائص سے بچنا بھی نہایت ضروری ہے۔ کتنے عظیم ہونگے وہ لوگ جن کی سوچ یہ ہو کہ وہ تو کسی عہدے کے اہل نہیں ہیں دوسروں کو عہدہ سنبھالنے کی خود دعوت دیں۔ ایسے شخص کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہوگا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال قائم کی اور خلافت سے انکار فرما کر مسلمانوں کو ایک عظیم فتنہ اور جنگ و جدل کی تباہ کاریوں سے بچا کر خود امر ہو گئے۔ یاد رہے۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

۱۶۔ اندریں حالات اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ موجودہ دہشت گردی فلسطین، افغانستان، عراق اور کشمیر میں مسلمانوں کے قتل عام کا ردعمل ہے کیونکہ ہر اسلامی ممالک براہ راست امریکہ کی استعماری پالیسیوں کا ہدف ہے۔ ملک کے اندر خودکش حملے بھی ردعمل ہیں اس عمل کا جو حکومت مدد کرتی ہے اتحادی فوجوں کی اور اپنے شہریوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے حوالے کر رہی ہے۔ لہٰذا محض پکڑ دھکڑ اور سزاؤں سے ردعمل کی یہ لہر ختم نہیں ہو گی بلکہ

Marfat.com

اضطراب اور انتشار مزید بڑھے گا۔ ان حالات میں دنیا کو محفوظ اور پرامن بنانے کے لئے دہشت گردی کے بنیادی اسباب "Root causos" کا ازالہ از بس ضروری ہے۔ سنجیدگی سے غور کیا جائے اور کوئی درمیانی راستہ نکالا جائے۔ دکھی انسانوں کے دکھ دور ہونگے تو امن خود بخود قائم ہو جائے گا۔ مذہبی عبادت گاہوں، بارگاہوں اور دوسرے اہم مقامات "Strategic points" پر حملے بھی ملک دشمن عناصر یہی کروا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا جائے۔ یہ خطرناک حملے کسی طرح کے مذہبی اختلافات کی وجہ سے ہرگز نہیں ہو رہے ہے بلکہ یہ ملک دشمن خفیہ ایجنسیوں کی شرارتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ اسلامی ممالک کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

آخر میں سورۃ توبہ (آیت ۱۱۱) کا ترجمہ بھی ملاحظ فرمائیں۔

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے جنت کا وعدہ اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو پس خوشیاں مناؤ اپنے اسی سودے پر جو تم نے خدا سے چکالیا ہے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

Marfat.com

باب دوم

سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان کا پھٹکارا جانا، مہلت طلب کرنا، انسانوں بالخصوص والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو گمراہ کرنے کا چیلنج

☆ شیطان کے مکروفریب کس طرح سے معلوم ہو سکتے ہیں؟

☆ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی تلبیس ابلیس اور امام غزالی رحمہ اللہ کی منہاج العابدین سے استنباط

نیز آئین جہانبانی و جہانداری کے متعلق ''انوار سہیلی'' میں راز کی باتیں؟

سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱ تا ۱۸ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

ہم نے پیدا کیا تمہیں۔ پھر خاص شکل وصورت بنائی تمہاری۔ پھر حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ تو سجدہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھے۔ ابلیس نے کہا چونکہ میں بہتر ہوں اس سے۔ تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے اور تو نے پیدا کیا اسے کیچڑ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتر جاؤ یہاں سے۔ مناسب نہیں ہے تیرے لئے کہ تو غرور کرے یہاں رہتے ہوئے۔ پس نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔ بولا مہلت دے مجھے اس دن تک جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔ کہنے لگا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے اپنی رحمت سے مایوس کر دیا میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان کو گمراہ کرنے کے لئے تیرے سیدھے راستے پر پھر میں ضرور آؤں گا ان کے پاس بہکانے کے لئے ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے اور تو نہ پائے گا ان میں سے اکثر شکر

Marfat.com

گزارفرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل اور راندہ ہوا۔ جس کسی نے پیروی کی تیری ان سے تو یقیناً میں بھردوں گا جہنم کو تم سب سے۔

قرآن کریم میں دو جگہوں پر ابلیس کی گستاخی، سرکشی، حکم عدولی اور بے باکانہ جوابات کا بیان ہوا ہے۔ پہلا سورۃ الاعراف کی آیات 11 تا 18 میں جو کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور دوسرا سورۂ ص کی آیات 71 تا 87 میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے درمیان سوال وجواب کا انداز دونوں صورتوں میں تقریباً یکساں ہے۔ پہلے سورۃ الاعراف کی آیات 11 تا 18 دوسری مرتبہ کا مکالمہ سورہ صلا میں ہے۔ آیات 71 تا 87 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔ جب اس کو درست کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ (72) تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا، (73) مگر شیطان اکڑ بیٹھا اور کافروں میں ہو گیا۔ (74) اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا۔ کیا تو غرور میں آ گیا یا اونچے درجہ والوں میں تھا؟ (75) بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں (کہ) تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا (76) کہا تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہے۔ (77) اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت پڑتی رہے گی (78) کہنے لگا میرے پروردگار مجھے اس روز تک کہ لوگ اٹھائے جائیں مہلت دے (79) کہا تجھ کو مہلت دی جاتی ہے (80) اس روز تک جس کا وقت مقرر ہے (81) کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا (82) سوا ان کو جو تیرے خالص بندے ہیں (83) کہا سچ ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں (84) کہ میں تجھ سے اور جو ان میں سے تیری پیروی کریں گے سب سے جہنم کو بھردوں گا (85) اے (پیغمبر) کہہ دو کہ میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں (86) یہ قرآن تو اہل عالم کے لئے نصیحت ہے (87) اور تم کو اس کا حال ایک وقت کے بعد معلوم ہو جائے گا۔

Marfat.com

ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کی اور راندہ درگاہ خداوندی ہوا۔ مگر ساتھ ہی اولاد آدم علیہ السلام کو باغی اور گمراہ کرنے کی مہلت بھی لے لی۔ ابلیس کا مادہ ''بلس'' ہے جس کے معنی بے خبری، رحمت حق سے کامل مایوسی اور اندوہ گینی ہے۔ ابلیس کو دنیا میں شر اور فساد کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے مردود ہونے سے پہلے اس کا نام عزازیل تھا۔ فرمانبرداری اور عبادات کی وجہ سے اسے قرب خداوندی بھی حاصل تھا۔ مگر تکبر کی وجہ سے اس کا نام شیطان (رحمت خداوندی سے دور) ہو گیا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے...... تکبر عزازیل راخوار کرد۔ بز ندان لعنت گرفتار کرد کہتے ہیں کہ سجدہ کے حکم کی خلاف ورزی سے قبل یہ بہت خوبصورت تھا۔ پھر اس کی شکل مسخ ہو کر جسم خنزیر کا سا اور چہرہ بندر کا سا ہو گیا۔ ابلیس کو کبھی شیطان، کبھی دیو، کبھی اہرمن اور کبھی روح شر سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ لفظ شیطان ''شطن'' سے بنا ہے۔ شطن کے معنے ہیں دور ہونا۔ چونکہ یہ رحمت خداوندی سے دور ہے اس لئے اس کو شیطان کہا جاتا ہے۔ ہر آدمی کا ایک شیطان ہے جو اسے سرکش بناتا اور برائی کی طرف مائل کرتا ہے یہ مرد، عورت یا کسی بھی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بالعموم شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے جو آگ سے بنا ہے اور اس کی سرشت میں بغاوت اور سرکشی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ سب سے پہلے آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو اسی عداوت کی وجہ سے ورغلا کر جنت سے نکلوا دیا۔ تب سے مسلمانوں کے ساتھ اس کی ازلی دشمنی ہے۔ یہ بالخصوص والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو گمراہ کر کے ملک میں اضطراب اور انتشار پیدا کرا دیتا ہے۔ روایت ہے کہ ابلیس خود تو سردار ہے اور اس کے ماتحت بے شمار شیاطین ہیں جو اس کے مشن پر نہایت سرگرمی سے عمل کرتے ہیں۔ ان ارواح خبیثہ کا انتہائی مقصد نیکو کار لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ اخلاق و اعمال کو سدھارنے کے جتنے ذرائع ہیں انہیں ختم کرنا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ انسانیت کو گمراہ اور تباہ کرنے والے یہ شیاطین صرف ناری ہی نہیں بلکہ خاکی مخلوق میں بھی یہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یعنی دنیا میں بہت سے انسان بھی شیطان کا کام کرتے ہیں۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

تیری حریف ہے یارب سیاست فرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دوصد ہزار ابلیس

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں فیصلہ فرمادے گا تو اہل ایمان شفاعت کے لئے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ معذرت کریں گے۔ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اذن فرمائے گا اور میں کھڑا ہوں گا تو میری مجلس سے ایسی خوشبو پھیلے گی جسے آج تک کسی نے نہ سونگھا ہوگا تو میں اپنے رب کے حضور آ کر اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ اللہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے گیسوئے عنبرین سے لے کر میرے قدموں کے ناخنوں تک نور ہی نور ہوگا۔ یہ منظر دیکھ کر کافر شیطان کے پاس شفاعت کے لئے جائیں گے تو اس کی مجلس سے ناقابل برداشت بو اٹھے گی۔ وہ رونے چلانے لگیں گے تو شیطان انہیں یہ جواب دے گا کہ تم سے اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ قیامت آئے گی۔ تمہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی۔ نیکوں کو جنت میں اور بدکاروں کو دوزخ میں بھیجا جائے گا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا کہ قیامت نہیں آئے گی۔ قبروں سے پھر جی کر اٹھانا غلط ہے۔ کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ میں تمہارا ساتھی اور مددگار ہوں۔ حلال وحرام کی پرواہ نہ کرو۔ جس طرح دولت کما سکتے ہو، کماؤ اور داد عیش دو۔ سو اللہ نے تو اپنے وعدے پورے کر دیئے۔ میرے وعدے جھوٹے تھے۔ میں نے خلاف ورزی کی۔ یہ جواب سن کر چیلے چانٹے آگ بگولہ ہوں گے اور لعن وطعن کریں گے تو شیطان کہے گا۔ مجھ پر کیوں ناحق ناراض ہوتے ہو۔ میں نے تمہیں کب مجبور کیا تھا کہ میرا کہا ضرور مانو۔ میری گمراہ کن باتوں کی پیروی کرتے رہو۔ میں تو تمہارا ازلی دشمن تھا۔ تم اتنے بے وقوف اور احمق نکلے کہ

Marfat.com

اندھا دھند میرے پیچھے بھاگے۔ اب مجھے کیوں کوستے ہو۔ اپنی بدبختی اور حماقت پر ماتم کرو اور خوب ماتم کرو۔ سب تمہارا اپنا قصور ہے۔ میں تمہارا قطعاً ذمہ دار نہیں۔ تم مجھے دنیا میں خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ میں اس کا انکار کرتا ہوں اور تمہیں صاف صاف بتائے دیتا ہوں کہ میں خدا کا شریک نہیں ہوں۔ شیطان بالاخر اپنے پیروکاروں کو کس طرح ذلیل وخوار کرتا ہے۔ اس ضمن میں سورۂ ابراہیم کی آیت 22 کا ترجمہ ملاحظہ ہو...... "اور شیطان کہے گا (میدان حشر میں) جب سب کی قسمت کا فیصلہ ہو چکے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ وعدہ سچا تھا اور میں نے (شیطان نے) بھی تم سے وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے وعدہ خلافی کی اور نہیں تھا میرا تم پر زور کچھ۔ مگر یہ کہ میں نے تم کو (کفر) کی دعوت دی اور تم نے فوراً قبول کر لی میری دعوت۔ سو تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں (آج) تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں۔ اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں انکار کرتا ہوں اس امر سے کہ تم نے مجھے شریک بنایا۔ اس سے پہلے بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اسی صورت حال سے شیطان کے پیروکار اس دن جس ندامت اور شرمندگی سے دوچار ہوں گے۔ وہ کتنی روح فرسا ہوگی۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس شرمساری اور رسوائی سے بچنے کے لئے آج ہی سے اپنی اصلاح کر لیں۔ شیطان ہمارا ازلی بدخواہ ہے۔ آج بھی وہ اپنے پرستاروں کو ہر رنگ میں گمراہ کر رہا ہے۔ کسی کو قتل پر، کسی کو زنا پر، کسی کو جھوٹ، دغا فریب پر، کسی کو انتقام پر، کسی کو رشوت ستانی پر، غرضیکہ ہر برے کام پر اکساتا ہے تب وہ نقشہ بڑا دل فریب ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اس کے مکروفریب میں پھنس جاتا ہے تو شیطان اس سے آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ بدر کے میدان میں کفار مکہ کو پہلے شیطان نے اکسایا اور کہا کہ آج تم پر کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا اور پختہ وعدہ کیا کہ میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ جب غازیان بدر نے کافروں کا قتال شروع کیا تو شیطان نے فوراً کہہ دیا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں جو میں دیکھ رہا ہوں (فرشتے) وہ تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ سورۃ الانفال کی آیت

Marfat.com

48 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔" اور جب شیطان نے ان کے اعمال کو ان کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں۔ لیکن جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے تو خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔"

یہ دنیا ایک عالم اضداد ہے۔ جس طرح تاریکی کے مقابلے میں روشنی، سیاہ کے مقابلے میں سفید، رات کے مقابلے میں دن، تلخ کے مقابلے میں شیریں۔ اسی تضاد سے ان کا باہمی امتیاز ہوتا ہے۔ اسی طرح عقائد کی دنیا میں بھی "باطل" کے مقابلے میں "حق" اور "شر" کے مقابلے میں "خیر" کارفرما ہے۔ یہی فطرت کا دستور ہے اور اسی پر عمل پیرا ہو کر اس نے "حق" کے جلال کو دنیا میں ہمیشہ سے برقرار رکھا ہے۔ بقول اقبال رحمہ اللہ......

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ابلیس لعین فرد واحد کی بجائے اجتماعی، معاشرتی، سماجی اور خاندانی نظام کو تباہ کرنے اور فتنہ وفساد پیدا کرنے میں زیادہ کوشاں رہتا ہے۔ اگر ایک ہنستے بستے گھر میں کوئی فتنہ کھڑا کر دے تو پورا گھرانہ بلکہ اس سے متعلقین، رشتہ دار بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں سے شیطان کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو بڑے سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے۔ پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ویسا کیا۔ شیطان جواب دیتا ہے کہ تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور اس کے اہل میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ یہ سن کر شیطان اس کو اپنے قریب بٹھاتا ہے یا یہ فرمایا کہ بغل میں لے لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہاں بے شک تو اچھا ہے اور تو نے بڑا کام کیا

Marfat.com

ہے۔، ظاہر ہے گھر بھی ایک چھوٹی سے سلطنت کی مانند ہے۔ اس چھوٹی سی سلطنت میں پورے نظام کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت اور وضع کردہ قوانین کے مطابق چلانا۔ دین کے فرائض واحکام کی پابندی کرنا نئی نسل کی بہترین انداز سے پرورش وتربیت کر کے اسلام کو وفادار سپاہی مہیا کرنا اور گھر کو دعوت اسلام کا مرکز ومحور بنائے رکھنا خواتین کا جہاد ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جہاد مردوں کے جہاد سے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف اور سورۃ ص میں شیطان کی حکم عدولی پر اسے خبردار کرتے ہوئے دونوں مقام پر فرمایا ''جس کسی نے پیروی کی تیری ان سے تو یقیناً میں بھر دوں گا جہنم کو تم سب سے (الاعراف) کہ میں تجھ سے اور جو ان میں تیری پیروی کریں گے سب سے جہنم بھر دوں گا۔ (ص) تب سے انسان دو گروہوں میں بٹ گئے ایک حزب اللہ یعنی قرآن وسنت پر پوری طرح سے عمل کرنے والا گروہ اور دوسرا حزب الشیطن یعنی شیطان کی پیروی کرنے والا ٹولہ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے کیلئے انبیاء اور رسل بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا جنہوں نے انسانوں کو اصلاح و بہبود اور احکامات الٰہیہ اور اوامر و نواہی پر کاربند رکھنے کے لئے حتی المقدور کوشش کی تا آنکہ نبوت ورسالت۔ کا یہ سلسلہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو گیا لیکن آپ ﷺ ہمارے درمیان قرآن وسنت چھوڑ گئے جن پر عمل پیرا ہو کر شیطانی مکروفریب سے بچا جا سکتا ہے چونکہ قرآن آخری الہامی کتاب ہے جس نے زندگی کے تمام نشیب وفراز سے ہمیں آگاہ کیا ہے جسے نظر انداز کر کے شیطانی مکروفریب سے بچنا ناممکن ہے رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آپ ﷺ کی امت میں سے پہلے خلفائے راشدین، پھر تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین، اولیاء کرام، علماء وفضلاء کرام کے ذریعے جاری وساری رہے گا۔

اندریں حالات اولی الامر یعنی صاحبان حکم اور بااختیار لوگوں کے لئے لازمی ہے کہ قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ اولوا الابصار یعنی صاحبان بصیرت اور دانا لوگ اور اولوا الالباب یعنی صاحبان عقل وخرد وشعور نے امور سلطنت اور آئین جہانداری اور جہانبانی کے متعلق جو

Marfat.com

کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں ان کو زیر مطالعہ رکھیں اور پوری طرح سے مستفید ہوں۔ مسلم امہ کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور ہنود کے نیو ورلڈ آرڈر کے اجراء کے بعد افغانستان، عراق، فلسطین، کشمیر، چیچینا کی تباہی و بربادی کا حال دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہ کی گئی تو پھر آہستہ آہستہ دوسرے تمام اسلامی ممالک سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ بدقسمتی سے مسلمان حکمرانوں کی باہمی کشمکش، امور سلطنت میں اختلافات، تعلقات کار میں تعطل، ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور باہمی غیظ وغضب کی وجہ سے دنیا کے تمام محبّ وطن مسلمان پریشان اور مایوس ہیں۔ ہر لمحہ منافرت و مناقشت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن میں قومی اور ملکی امور پر کبھی ہم آہنگی پیدا نہیں ہوئی۔ باہمی افہام وتفہیم کا کبھی مظاہرہ نہیں ہوا۔ بلکہ منافرت اور عداوت کی خلیج ہمیشہ وسیع سے وسیع تر رہی۔ ایسے ابتر حالات میں ملک کا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کا دگرگوں ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ملک کی دفاعی قوتوں کا انحصار صرف اور صرف ملک کے اندرونی حالات اور استحکام پر ہے۔ اب بھی اگر قوم کا ایک سنجیدہ اور باہوش طبقہ خاموش تماشائی بنا رہا۔ حکمرانوں کی اصلاح کے لئے آگے نہ بڑھا، اور ان کو راہِ راست پر لانے کے لئے کسی طرح کی عملی جدوجہد نہ کی تو قانون قدرت کے مطابق سب اکٹھے ہی رگڑے جائیں گے۔

زیر بحث مضمون کی مزید وضاحت کے لئے یہ تین کتب بڑی مفید ثابت ہوئیں:

1-امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی تلبیس ابلیس

2-امام غزالی رحمہ اللہ کی منہاج العابدین

3-ایک پنڈت کی انوار سہیلی

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کا نام عبد الرحمٰن لقب جمال الدین اور کنیت ابن الجوزی تھی۔ آپ 12-511 ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور 12 رمضان 597ھ میں وفات پائی۔ آپ کثیر التصانیف تھے۔ جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق 263 ہے۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ آپ کے انقلاب انگیز مواعظ اور مجالس درس ہیں۔

Marfat.com

ان کی مجالس میں خلفاء، سلاطین، وزراء اور اکابر، علماء بڑے اہتمام سے شرکت کرتے۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے۔ لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ وہ زمانہ آج سے تقریباً نو سو سال پہلے کا تھا۔ مذکورہ کتاب ''تلبیس ابلیس'' کے باب ہفتم میں امام صاحب نے نہایت جامع انداز سے مسلمانوں کے ہر طبقہ اور جماعت کی کمزوریوں بے اعتدالیوں اور غلط فہمیوں کی نشان دہی فرمائی ہے کہ کن بارہ (12) طریقوں سے ابلیس والیان ملک کو خوش فہمی میں ڈال کر اپنے مکر و فریب کے جال میں پھانستا ہے اور فتنہ و فساد برپا کرا کر ذلیل و خوار کرتا ہے۔ ان بارہ طرح کے شیطانی مکر و فریب کا خلاصہ یہ ہے۔

(وجہ اول)

ان لوگوں کے دلوں میں یہ ڈال دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو کیوں تم کو سلطان بناتا اور کیوں بندوں پر اپنا نائب کرتا۔ یہ تلبیس اس طرح سے کھل جاتی ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت میں اس کے نائب ہیں تو اسی کے قانون شریعت پر حکم کریں اور اسی کی مرضی تلاش کریں تو البتہ وہ ان کو پسند فرمائے گا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی جن کو قطعاً وہ مبغوض و دشمن رکھتا تھا اور بکثرت ایسے لوگوں کو دنیا میں سلطنت و وسعت دی جن کی طرف رحم کی نظر نہیں فرمائے گا۔ (جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ) اور انہیں سے بہتوں کو انبیاء و صالحین پر مسلط کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام و صالحین کو قتل کر ڈالا اور مغلوب کر کے پریشان کیا تو یہ عطائی الحقیقت ان پر وبال تھی۔ کچھ ان کے واسطے بہتری نہ تھی۔

(وجہ دوم)

یہ کہ ابلیس ان سے کہتا ہے کہ سلطان اور والئی ملک ہونے کے واسطے ہیبت درکار ہے۔ علم کو حاصل کرنے میں حقارت سمجھ کر تکبر کرتے ہیں۔ عالموں کی صحبت کو اپنی شان کے خلاف دیکھتے ہیں۔ جب دنیا چاہنے والوں کی صحبت ہر دم رہی تو طبیعت نے ان ہی کی

Marfat.com

خصلت حاصل کی۔ طبیعت خود دنیا چاہنے کی خصلت رکھتی تھی۔ پھر ایسی کوئی چیز آڑے نہ آئی جو اس بدخصلت کو روکتی۔ بس یہی بربادی کا سبب ہے۔

(وجہ سوم)

یہ کہ ابلیس ان کو جانی دشمنوں سے خوف دلاتا ہے اور کہتا ہے ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو تو بیچارے مظلوم لوگ ان تک پہنچ نہیں سکتے اور جو لوگ ان کی طرف سے مظالم دور کرنے پر مقرر ہوتے ہیں وہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں۔ خود حاجت والے حاکم تک پہنچ نہیں سکتے۔ قیامت والے دن جب کہ وہ خود سخت محتاج ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی فریاد نہیں سنے گا۔

(وجہ چہارم)

یہ کہ سلاطین و امراء ایسے لوگوں کو کارپرداز مقرر کرتے ہیں جو اس کام کے لائق نہیں ہوتے۔ پس یہ کارپرداز لوگ سخت بدی کے انباران کے پاس بھیجتے رہتے ہیں۔ اس طرح کہ خود لوگوں پر ظلم کرتے ہیں تو ان کی آہ و بددعا کے ذخیرے ان سلاطین پر جمع ہوتے ہیں۔ اگر والئی زکوٰۃ نے لوگوں سے زکوٰۃ لے کر ایک فاسق کو مقرر کیا کہ اس قوم کے فقراء میں تقسیم کرے۔ اس فاسق نے خیانت کی تو والی بری الاذمہ نہ ہوگا۔

(وجہ پنجم)

یہ کہ شیطان ان سلاطین کو دکھلاتا ہے کہ امور سیاست میں داخل ہو کر تم اپنی رائے پر عمل کرنے میں اچھی تدبیر کرو گے۔ لہٰذا یہ شریعت کے مقابلہ میں اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ ان کو دھوکہ ہے کہ یہ سیاست ہے تو جو اس سیاست کا مدعی ہے وہ دراصل شریعت میں خلل اور کمی کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ کفر کی بات ہے۔

(وجہ ششم)

ابلیس ان لوگوں کو لبھاتا ہے کہ اموال سلطنت میں جس طرح چاہو، اپنے حکم سے خرچ کرو، کیونکہ یہ تمہارے حکم میں داخل ہے۔ اس طرح کئی مالی بے ضابطگیاں ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

حالانکہ سلطان کا حق فقط اس کے کام کی اجرت کے اندازہ پر ہے۔ بعضوں کو یہ رچا تا ہے کہ فلاں قسم کے لوگوں کو نہ دینا چاہئے حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ پانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ سلطان جمیع مسلمانوں کے اموال خزانہ کا محافظ ہے تو وہ غیروں کے مال میں کس طرح خود مختاری سے بے جا خرچ کر سکتا ہے اگر بے جا اصراف اور خیانت کا مرتکب ہوا تو محاسبے کی زد میں آجائے گا۔

(وجہ ہفتم)

ابلیس نے امراء وسلاطین پر رچایا کہ فی الجملہ معاصی وحظ نفس تمہارے واسطے چنداں مضر نہیں جب کہ تمہاری قوت سے ملک میں امن وامان ہے اور راہوں کی حفاظت ہے۔ یہی کارہائے نمایاں تم سے عذاب دفع کریں گے۔

(وجہ ہشتم)

ابلیس ان میں سے اکثر امراء وسلاطین پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ تم نے ملک کا خوب نظم و نسق سنبھالا ہے۔ دیکھو سب حالات کیسے مستقیم ہیں۔ حالانکہ جب غور کرو اور دیکھو تو معلوم ہو جائے کہ بکثرت خلل وخرابی موجود ہے۔

(وجہ نہم)

ابلیس نے ان کی نظر میں رچایا کہ سخت مار پیٹ سے لوگوں کے بال کھینچ لیں یعنی مال گزاری وخراج بہت سختی سے وصول کرتے ہیں۔ اگر کسی عامل وغیرہ نے خیانت کی تو اس کا مال ضبط کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اختیار صرف اس قدر ہے کہ خائن پر گواہ قائم کریں یا اس سے قسم لیں۔

(وجہ دہم)

ابلیس نے ان کو رچایا کہ اول تو کمزور رعایا سے مال چھین لیتے ہیں۔ پھر اس مال کو خیرات کرتے ہیں۔ اس زعم پر کہ اس سے گناہ مٹ جائے گا بلکہ کہتے ہیں کہ صدقہ کا ایک

Marfat.com

درہم ہمارے دس درہم غصب کا جرم اٹھائے گا مگر یہ باطل اور محال ہے۔ کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے۔ اور رہا صدقہ کا درہم تو وہ اگر غصب کے اس مال سے تھا تو قبول نہ ہوگا اور اگر مال حلال سے تھا تو بھی وہ غصب کا جرم معاف نہیں کرا سکتا۔ فقہاء کثیر نے کہا ہے کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر میں داخل ہے۔

(وجہ یازدہم)

ابلیس نے ان کو رچایا کہ وہ معاصی پر اصرار کے ساتھ ساتھ صلحاء کی ملاقات کا بھی بڑا شوق رکھتے ہیں اور ان سے اپنے حق میں دعائیں کراتے ہیں۔ شیطان ان کو سمجھاتا ہے کہ اس سے گناہوں کا پلڑا اہلکار ہو جائے گا۔ حالانکہ اس خیر سے اس شر کا دفعیہ نہیں ہو سکتا۔

(وجہ دوازدہم)

بعضے عمال اپنے بالا دست حاکموں کے واسطے کام کرتے ہیں۔ تو وہ نچلے عمال کو ظلم کا حکم دیتے ہیں تو یہ منحوس ظلم کرنے لگتا ہے۔ ابلیس اس کو بھی بہکاتا ہے کہ اس کا گناہ سردار پر ہے جس نے یہ حکم دیا ہے۔ تجھ پر نہیں ہے کیونکہ تو اس کے حکم و قانون پر عمل کرتا ہے۔ حالانکہ یہ سوچ محض باطل ہے۔ اس لئے کہ یہ شخص اس کے ظلم میں اور ظالمانہ قانون کے عمل درآمد میں اس کا مددگار ہے تو جو کوئی ظلم و گناہ میں دوسرے کا مددگار ہو تو وہ بھی عاصی ہے اور یہ بھی ہے کہ مال دولت بالا دست کے پاس غصب و ظلم وغیرہ سے جمع کر کے جاتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ وہ شخص اسراف اور بے جا حرکات میں خرچ کرتا ہے تو یہ بھی ظلم کی اعانت ہے۔

2- دوسری کتاب منہاج العابدین کے مصنف امام غزالیؒ ہیں۔ آپ کا نام ابو حامد محمد بن محمد الطّوسی (پیدائشی طاہران 1058ء وفات طوس 1111ء) اسلام کے ایک بہت بڑے عالم اور فلسفی تھے آپ 1091ء میں جامعہ نظامیہ بغداد میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ آپ کی مشہور کتاب احیاء العلوم ہے۔ اس کے علاوہ بھی مزید 69 کتابیں آپ کی تصنیف کردہ ہیں۔ منہاج العابدین آپ کی آخری تصنیف ہے۔ امام صاحب خود اس کتاب کے ثنا خواں ہیں اور اس کی عمدہ الہامی ترتیب پر ناز فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Marfat.com

''بزرگان دین نے جن کا درگاہ ایزدی میں بلند مقام ہے، فضول اعتراضات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور تمام امت پر نظر کرم فرماتے ہوئے اس موضوع پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ میں بھی اس ذات اقدس کی طرف ملتجی ہوا جس کے قبضہ قدرت میں تمام عالم خلق وامر کی چیزیں ہیں، کہ مجھے ایک ایسی کتاب تصنیف کرنے کی توفیق دے جس پر سب متفق ہوں اور جس کے پڑھنے سے تمام کو فائدہ پہنچے۔ تو اس رحیم وکریم ذات نے میری التجا قبول فرمائی۔ اس نے اپنے فضل وکرم سے عبادت کے عجیب وغریب اسرار ورموز پر مطلع فرمایا۔ اور مجھے اس کتاب کی عجیب ترتیب وتدوین کا الہام فرمایا۔ ایسی ترتیب میں کسی اور کتاب کی تصنیف میں قائم نہیں رکھ سکا۔

یہ وہ تصنیف ہے جس کی میں خود تعریف کرتا ہوں۔ اسی کتاب میں اپنے ہی ایک سوال ''شیطان کے مکر وفریب کس طرح معلوم ہو سکتے ہیں؟'' کے جواب میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''شیطان کے مکر وفریب کئی طرح کے ہیں اول تو اس کے ''وسوسے'' ہیں جو اس کے تیر ہیں جن کے ذریعہ وہ لوگوں کے قلوب مجروح کرتا ہے۔ دوسری چیز اس کے حیلے ہیں جو بمنزلہ جال کے ہیں جن سے لوگوں کے دلوں کو پھانستا ہے۔ پھر فرمایا اے عزیز! جو وساوس اور خطرات آتے ہیں ان کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو اسے نیکیوں کا الہام کرتا ہے اس فرشتہ کو ''ملہم'' کہتے ہیں اور اس کی دعوت کو الہام۔ اس کے مقابلے میں خدا کی طرف سے ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے جو برائی کی طرف بلاتا ہے۔ اس شیطان کو ''وساس'' اور اس کی دعوت کو ''وسوسہ'' کہتے ہیں۔ ملہم انسانوں کو ہمیشہ نیکیوں کی طرف بلاتا ہے اور وسواس صرف برائیوں کی طرف۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے شیخ نے فرمایا کہ شیطان بسا اوقات بظاہر نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے حالانکہ یہاں بھی اس کا مقصد برائی ہی کی طرف لگانا ہوتا ہے اور وہ اس طرح کی بڑی نیکی بجائے چھوٹی نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ پھر فرمایا ایک شے اور بھی حق تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کی شہوت اور لذت کی

Marfat.com

طرف مائل ہو جاتا ہے۔ چاہے جائز ہو یا ناجائز اس تیسری چیز کا نام "خواہش نفس" ہے جو انسان کو آفات میں مبتلا کرتی ہے۔ آگے فرمایا۔ خواطر (خطرہ کی جمع) بمعنی اضطراب ہے چونکہ یہ بھی دل میں کبھی آتا ہے اور کبھی جاتا ہے جس طرح ہوا آتی جاتی ہے اس آنے جانے ہی کو اضطراب کہتے ہیں۔

1- پہلے جو شروع میں اللہ کی طرف سے انسان کے قلب میں پیدا ہوتے ہیں ان کو صرف "خواطر" کہتے ہیں۔

2- دوسرے جو انسانی طبیعت کے موافق قلب میں پیدا ہوتے ہیں ان کو "ہوائے نفس" کہتے ہیں۔

3- تیسرے وہ جو ملہم فرشتہ کی دعوت کے ذریعہ حق تعالیٰ کی جانب سے دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں الہام کہا جاتا ہے۔

4- چوتھے وہ جو شیطانی دعوت سے قلب انسانی میں آتے ہیں انہیں وسوسہ کہا جاتا ہے اور انہیں شیطانی خطرات کہتے ہیں۔

اب انسان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جو خطرہ بلد واسطہ رب تعالیٰ کی جانب سے ابتداء دل میں آتا ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ کبھی خیر اور کبھی شر، خیر تو اکرام و اتمام محبت کے لئے ہوتا ہے اور شر آزمائش اور مشقت میں ڈالنے کے لئے۔ خطرہ، خیر اور شر کے درمیان کیا فرق ہے؟ خطرہ جو قلب مئیں آئے تو اس کا میزان شرع سے موازنہ کیا جائے اگر اصول شریعت کے موافق ہو تو خطرہ درست اور صحیح ہے۔ اگر نفس اس سے طبعاً نفرت کرے۔ کسی خارجی خوف اور ڈر کے باعث نفرت نہ کرے تو وہ خیر ہے۔ اگر قلب میں آنے والا خطرہ ایسا ہو کہ نفس اپنی طبیعت اور سرشت کے اعتبار سے اس کی طرف مائل ہو اللہ تعالیٰ سے کسی امید یا ترغیب کی بناء پر مائل نہ ہو تو وہ خطرہ شر ہے۔ اور جو خطرہ و خیال ملہم کی جانب سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ خیر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ملہم کو صرف نصیحت ہی کے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ ملہم فرشتہ ہے جو دل پر مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو خیال ملہم فرشتہ کی دعوت کے

Marfat.com

ذریعہ حق تعالیٰ کی جانب سے پیدا ہوتا ہے انہیں الہام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پھر جو خطرہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے وہ براہی ہوتا ہے تاکہ بندہ اس کے ذریعہ گمراہی میں مبتلا ہو اور راہ حق سے پھسلے کبھی دھوکے میں الننے کی غرض سے بظاہر نیک بھی ہوتا ہے۔ دراصل شیطان بھیڑیے کی مانند ہوتا ہے اگر تم اس کو ایک جانب سے روکو تو دوسری طرف سے آ گھستا ہے اور جو خطرہ قلب میں ہوائے نفس سے پیدا ہوتا ہے اسے وسوسہ کہا جاتا ہے یہ فضول ردی اور بری چیزوں کے متعلق ہوتا ہے تاکہ بندہ امر خیر سے رکا رہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہوائے نفس چیتے کی مانند ہے جب تک اسے سخت شکست نہ دی جائے اور اس کے ساتھ شدت کا معاملہ نہ کیا جائے مغلوب و مرعوب نہ ہوگی۔ بصیرت کا مطلب یہ ہے کہ اس ارادے میں غور و تامل کرے کہ اچھا اور خیر ہے یا کہ برا ہے اور آخرت میں اس پر ثواب ملنے کی امید ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ابلیس بندے کو مندرجہ ذیل سات قسم کے دھوکوں سے گمراہ کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

1- عبادات و طاعات سے روکتا ہے۔
2- پھر کہتا ہے چلو آج رہنے دو یہ کام کل کر لینا۔
3- یا کہتا ہے اچھا عبادت جلدی جلدی کر لو تاکہ فلاں کام کے لئے فارغ ہو سکو۔
4- اگر یہاں بھی کامیاب نہ ہو تو ریا میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
5- اگر یہ تیر بھی کامیاب نہ ہو تو پھر عجب (تکبر و غرور) میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
6- اگر ابلیس کے یہ تمام داؤ کامیاب نہ ہوں تو پھر ایک چھٹے راستے سے آتا ہے کہ اے نیک بندے! تو لوگوں سے پوشیدہ نیک اعمال میں کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود تیرے اعمال خیر کو لوگوں میں مشہور کر دے گا یا مشتہر کر دے گا۔ یعنی یوں بندے کو ریا میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔
7- اب بھی اگر ابلیس کامیاب نہ ہو تو پھر ایک آخری داؤ لگاتا ہے کہ انسان کا نیک و

Marfat.com

بد ہونے کے متعلق روز ازل میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ جو اس روز بروں میں ہو گیا ہے وہ برا ہی رہے گا اور جو اچھوں میں ہو گیا تو وہ اچھا ہی رہے گا تمہارے اعمال نیک و بد سے فیصلہ ازل سے ہرگز فرق نہ آئے گا۔

ان حالات سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کا معاملہ کتنا نازک اور اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمہ وقت دعا کناں رہنا چاہئے کہ ابلیس کے مکر و فریب سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین شیطان کا ایک بڑا حربہ اور اس کا آزمایا ہوا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی نفسیات کے مطابق چالیں اختیار کرتا ہے۔ علماء کو ایک طریقہ سے زاہدوں، عابدوں اور صوفیوں کو دوسرے طریقہ سے۔ حکمرانوں اور صاحبان اختیار و اقتدار (بیوروکریٹس) کو کسی اور طریقہ سے اور عوام کو کسی اور ہی طریقہ سے گمراہ کرتا ہے۔ پھر ہر زمانہ میں اس کی چالیں بدلتی رہتی ہیں اور ہر دور میں وہ نئے نئے روپ بھروپ بدل کر آتا ہے اور فرزندان آدم کو اپنے پھندوں میں پھنساتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ وہ انسان کا دوست بن کر اور اس کا ہمدرد و خیر خواہ ظاہر کر کے اس کو گمراہی کے گڑھے میں گراتا ہے اور انسان کو اس کی دشمنی اور اپنی تباہی کا بعد میں پتہ چلتا ہے بعض اوقات تو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا اور شیطان اس طرح اس کا غمگسار اور ہمدرد بنا رہتا ہے اور وہی بات کہتا ہے جو اس نے آدم اور حوا سے قسم کھا کر کہی تھی کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔ بسا اوقات یہ والیان ملک کو وزیروں اور مشیروں کے روپ میں گمراہ کراتا ہے۔ اس لئے داناؤں کا قول ہے کہ جتنے منہ اتنی باتیں یعنی جتنے صلاح کار زیادہ ہوں گے حکمران کے گمراہ ہونے کے اتنے ہی زیادہ امکان ہوں گے۔

شیطان جیسے مکار دشمن کی فتنہ سامانیوں اور تباہ کاریوں سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ اس کی اصل فطرت و سیاست سے واقفیت حاصل کی جائے اس کے مخفی ہتھکنڈوں اور چھپی چالوں سے باخبر رہا جائے۔ انسانی تاریخ میں اس نے جن لوگوں کو اپنے مکر و فریب سے بہکا کر تباہ کیا ہے اس کا علم حاصل کیا جائے اور ان کے انجام سے عبرت لی جائے۔ اپنے دشمن کو صحیح طور پر پہچاننا اور چالبازیوں سے آگاہ ہونا ہی دراصل بچاؤ کی صورت ہے۔

Marfat.com

ہمارے علمائے اکرام نے فرمایا ہے کہ شیطان کو مغلوب کرنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

1 اس کے حیلوں اور چالاکیوں کو معلوم کرو۔ جب تمہیں اس کی حیلہ سازیوں کا علم ہو جائے گا تو پھر نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسے چور کو جب معلوم ہو جائے کہ صاحب مکان کو میرا علم ہو گیا ہے تو وہ بھاگ ہو جاتا ہے۔

2- شیطان کی گمراہ کن دعوت کو ہرگز قبول نہ کرو۔ تم اس کے مقابلے کی طرف توجہ نہ دو کیونکہ ابلیس ایک بھونکنے والے کتے کی مانند ہے۔ اگر تم اس کو چھیڑو گے تو زیادہ شور مچائے گا اور اگر اعراض کرو گے تو وہ بھی خاموش ہو جائے گا۔

3- تیسری تدبیر یہ ہے کہ ذکر الٰہی کی کثرت کی جائے اور حق تعالیٰ سے پناہ لی جائے اس لئے کہ کتے کے مالک کے پاس ہی پناہ لینی بہتر ہے جو اسے تجھ سے ہٹا دے گا۔

3- تیسری کتاب ''انوار سہیلی'' ہے۔ کئی ہزار سال پہلے ایک پنڈت نے اپنے ملک کے راجے کے لئے ایک کتاب لکھی تھی جس میں بادشاہ کے لئے حکمرانی، عدل گستری، ایاں مملکت کی وفاداری اور دشمنوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے نہایت مفید معلومات درج کی تھیں۔ جس میں اس نے سیاست اور اس کے متعلق بعض اہم نکتوں پر بہت دل کش پیرائے میں روشنی ڈالی تھی اور کوشش کی تھی کہ بادشاہوں کے لئے حکمرانی کے لئے یہ کتاب مشعل ہدایت کا کام دے۔ راجہ اس کتاب کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا اور اس سے ہدایت لیتا۔ یہ کتاب نسلاً بعد نسلاً اس کی اولاد میں رہی اور سوائے حکمران کے کسی کو اس کے پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ آہستہ آہستہ کسریٰ نوشیرواں کو اس کی خبر ملی کہ ہندوستان کے ایک راجا کے پاس ایک ایسی نادر کتاب ہے جس میں آئین، جہانداری اور جہانبانی کو ایک خاص انداز میں پیش کیا گیا ہے تو وہ اس کو دیکھنے کا مشتاق ہوا۔ اس نے اپنے ایک درباری کو ہندوستان بھیجا۔ جس نے کمال مہارت سے اس کتاب کی ایک نقل حاصل کی اور سنسکرت سے پہلوی زبان میں ترجمہ کر کے نوشیرواں کو پیش کی۔ نوشیراں اسے پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ اسے

Marfat.com

ہمیشہ اپنے پاس رکھتا اور انتظام سلطنت میں اس سے استفادہ کرتا۔ اس کے بعد اس کے جانشین بھی اس سے مدد لیتے رہے اور عوام کی نظر سے اسے پوشیدہ رکھتے۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور بن محمد کو جب اس کتاب کا علم ہوا تو اس نے کسی نہ کسی طرح سے اس کو حاصل کیا اور اس کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ یہ خلیفہ بھی ہمیشہ اس کتاب کا علم ہوا تو اس نے کسی نہ کسی طرح سے اس وحاصل کیا اور اس کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ یہ خلیفہ بھی ہمیشہ اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں رکھتا تھا۔ اس کے بعد نصر بن احمد سامانی نے اس کو اپنے دربار کے ایک عالم سے عربی سے فارسی میں ترجمہ کرایا۔ پھر سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں رودکی نے اس کو نظم کیا۔ اس کے بعد پھر نثر میں ترجمہ ہوا اور بالآخر امیر شیخ احمد سہیلی نے حسین بن علی الواعظ کاشفی سے سلیس اور رواں فارسی میں لکھوایا۔ جس کا نام انوار سہیلی رکھا گیا۔ جس کا اردو میں ترجمہ جناب پروفیسر محمد معین الدین دردائی نے کیا ہے۔ اصل کتاب حیوانات کی زبان میں لکھی گئی ہے۔ تراجم کے دوران ایک دفعہ اس کا نام کلیلہ ودمنہ بھی رکھا گیا تھا جو بعد میں زیادہ تر اسی نام سے مشہور رہی اور آخر میں انوار سہیلی کے نام سے موسوم ہوئی۔ کلیلہ ودمنہ دراصل دو گیڈروں کے نام تھے۔ مجازاً "مکار اور حیلہ گر کے معنی تھے۔" مذکورہ کتاب کی بنیاد حکمت عملی پر ہے اور حکمت عملی سے مراد وہ علم ہے جس میں معاش اور معاد کے انتظام کا حال مذکور ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں اول تہذیب اور اخلاق، دوسرے تدبیر منزل اور تیسرے سیاست مدن جس میں شہروں اور ملکوں کے انتظام کا حال بیان کیا گیا ہو۔

راجے اور پنڈت کا قصہ اس طرح سے ہے۔ پنڈت نے راجہ سے کہا کہ سخاوت تمام اخلاق وصفات میں سب سے زیادہ کامل اور بہتر ہے۔ راجہ نے حکم دیا کہ خزانہ کا منہ کھول دیا جائے تاکہ اس کی سلطنت میں کوئی محتاج نہ رہے۔ رات کو خواب میں راجہ کو ایک نورانی شخصیت نے کہا تو نے خزانہ خدا کی راہ میں لٹایا ہے تو خدا بڑا راضی ہوا ہے تو صبح مشرق کی طرف سفر کر۔ جہاں تجھے بہت بڑا خزانہ ملے گا۔ صبح وہ سفر پر روانہ ہوا۔ صحرا میں داخل ہوا۔ اس کی نظر ایک بلند ٹیلہ پر پڑی۔ جس میں ایک غار تھی۔ غار کے منہ پر ایک بزرگ بیٹھے

Marfat.com

تھے۔ بزرگ نے فرمایا ’’بادشاہوں نے اکثر فقراء پر مہربانی فرمائی تو ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ میرے پاس ایک گنج نامہ ہے اس میں لکھا ہے کہ غار کے ایک گوشہ میں بہت بڑا خزانہ ہے۔ آپ تلاش کرا لیں۔ راجہ نے وہ خزانہ تلاش کرا لیا، خزانہ میں ایک جڑاؤ ڈبا نکلا۔ جس سے ایک سفید ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا نکلا جس میں سریانی زبان میں کچھ لکھا تھا۔ جب درباری اسے نہ پڑھ سکے تو ایک حکیم آیا تو اس نے پڑھ کر سنایا کہ جو بادشاہ ان تحریر کردہ چودہ اصولوں کو اپنائے گا اس کی سلطنت محفوظ اور مستحکم رہے گی۔

پہلی وصیت

یہ ہے کہ اپنے ملازموں میں سے جس کو اپنا مقرب خاص بنایا۔ اس کے خلاف دوسروں کی شکایت ہرگز نہ سنے۔ کیونکہ لوگ حاسد ہو جاتے ہیں وہ غلط سلط بہتان لگا کر بادشاہ کو برگشتہ کر دیتے ہیں۔

دوسری وصیت

لگائی بجھائی کرنے والے۔ بات چننے والے، چغل خور کو اپنی مجلس میں نہ آنے دیں۔ یہ لوگ بڑے فسادی ہوتے ہیں۔

تیسری وصیت

اپنے ارکان سلطنت اور امراء سے ربط وضبط اور مراعات سے پیش آئیں۔ کیوں کہ مخلص دوستوں کی موافقت اور متحد مصاحبوں کی مدد سے تمام امور تکمیل پذیر ہوتے ہیں۔

چوتھی وصیت

جب گوہر مقصود مل جائے تو اس کو معمولی نہ سمجھے اور غفلت سے اسے ضائع نہ کر دے کیونکہ دوبارہ وہ نہیں ملتا اور پھر پشیمانی سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔

پانچویں وصیت

دشمن کی مہربانی اور خوشامد پر مغرور نہ ہو۔ وہ کتنی چاہت اور منت سماجت کرے اس پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ دشمن سے کبھی بھلائی سرزد نہیں ہوتی۔

Marfat.com

چھٹی وصیت

امور سلطنت کی انجام دہی میں بے توجہی اور عجلت نہ کرے۔ بلکہ رک رک کر نرمی اور آہستگی سے انجام دے کیونکہ جلدی کرنے میں بہت سے نقصانات اور صبر وسکون میں بے حساب فائدے پوشیدہ ہیں۔ شیخ سعدی نے بھی فرمایا ہے کہ (موئف)

صبوری کنی گر ترا دن بود
کہ تعجیل کار شیاطین بود

ساتویں وصیت

کسی وجہ سے تدبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اگر دشمنوں کی جماعت اس کے قتل پر متفق ہو اور وہ مصلحت اس میں سمجھے کہ ان میں سے کسی ایک کو اپنی طرف ملا کر چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہو تو ایسا ضرور کر لے۔ کیونکہ جنگ دھوکہ ہے۔

آٹھویں وصیت

کینہ پرور اور حاسد لوگوں سے پرہیز کرے۔ ان کی چرب زبانی اور خوشامد پر پھول نہ جائے کیونکہ کینہ اور حسد پرور ہمیشہ سخت نقصان پہنچاتا ہے۔

نویں وصیت

عفو اور درگزر کو اپنا شعار بنا لے۔ ملازموں کو معمولی خطا اور تقصیر پر مورد عتاب نہ بنائے کیونکہ بڑے لوگوں نے ہمیشہ اپنے ماتحتوں کی غلطیوں کو نظر انداز کیا ہے۔ اور بے ادبوں کی گستاخی پر از راہ شفقت چشم پوشی فرمائی ہے۔ اگر مقربان خاص سے کوئی خطا یا خیانت سرزد ہو تو ان کو ایک مرتبہ اپنی عنایات سے سنبھلنے کا موقع دیا جائے تا کہ اچانک وہ آسمان سے زمین پر گر کر ہمیشہ کے لئے حرماں نصیبی کے صحرا میں بھٹکنے نہ لگیں۔

دسویں وصیت

کسی شخص کے درپے آزار نہ ہو "مبادا بدلہ برائی کا برائی۔ کے اصولوں پر اس کو ضرر پہنچائے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اپنے احسانات کی بارش سے لوگوں کو سیراب کرے۔"

Marfat.com

گیارہویں وصیت

جو کام طبیعت اور مزاج کے مطابق نہ ہو اس کو ہر گز اختیار نہ کرے کیونکہ لوگ اپنی طبیعت کے خلاف کام میں ہاتھ تو ڈال دیتے ہیں لیکن درمیان ہی میں ناتمام چھوڑ دیتے ہیں۔

بارہویں وصیت

بردباری اور استقلال کو اپنا شعار بنالے کیونکہ بردبار کا دل بڑا پیارا ہوتا ہے۔

تیرھویں وصیت

امانت دار اور قابل اعتماد ملازموں کا انتخاب کرے۔ خیانت کرنے والے اور غداروں سے بچے۔ کیونکہ سلطنت کے مقربین اور کارندے امانت دار ہوں گے تو نہ صرف راز مملکت کی حفاظت کریں گے بلکہ عوام کو بھی دکھ نہ پہنچائیں گے۔ اگر خدانخواستہ یہ سیاہ دل اور خائین ہوئے اور بدقسمتی سے بادشاہ ان پر اعتبار بھی کرتا ہو تو پھر بے گناہوں کی تباہی و بربادی یقینی ہے۔

چودھویں وصیت

ستم دوران اور گردش ایام سے گھبرا کر بددل نہ ہو۔ ہمت نہ ہارے اکثر ایسا ہوا ہے کہ عقل مند اور دانشور لوگ ہی مصیبت کا شکار رہتے ہیں۔ ناکارہ اور غافل لوگ عیش کیا کرتے ہیں۔

راقم الحروف کو یہاں حافظ شیرازی کے چند اشعار یاد آ رہے ہیں جو اس طرح سے ہیں۔

1

این چہ شوریست کہ در دور قمرے بینم
ہمہ آفاق پراز فتنہ و شرے بینم

(ترجمہ) یہ کیا شور و غل مچا ہوا ہے کہ چاند بھی دھندلا گیا ہے اور زمین سے آسمان تک فتنہ اور شر پھیل گیا ہے۔

Marfat.com

2

ابلہاں راہمہ شربت ز گلاب و قند است
قوت داناں ہمہ از خون جگر ہے بینم

(ترجمہ): بے وقوف تو شربت گلاب اور قند اڑاتے ہیں جب کہ عقل مند خون جگر پیتے ہیں۔

3

اسپ تازی شدہ مجروح بذیر پالاں
طوق زریں درگردن خرے بینم

(ترجمہ): اعلیٰ نسل کا گھوڑا تو کاٹھی کے نیچے زخمی ہے مگر گدھے کی گردن میں سونے کا ہار پڑا ہے۔

مذکورہ بالا چودہ وصیتوں میں سے ہر ایک وصیت کے ساتھ ایک دلچسپ نصیحت آموز داستان اور واقعہ بھی وابستہ ہے۔ مگر بخوف طوالت نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی پڑھنا چاہے تو اصل کتاب میں پڑھ لے۔ آخر میں ایک حدیث شریف کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان پانچ چیزوں پر یہ پانچ سزائیں ملتی ہیں۔: (1) جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر اسی کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ (2) جو قوم احکام الٰہی کے خلاف فیصلے کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو تنگ دست کر دیتا ہے۔ (3) جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اس میں طاعون پھیل جاتی ہے۔ (4) جو قوم اپنے ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہاں زرعی پیداوار میں برکت نہیں رہتی اور قحط سالی پھیل جاتی ہے۔ (5) اور جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان پر بارش نازل نہیں کرتا۔ اسی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی اہمیت پر بھی بڑا زور دیا گیا ہے۔ اللہ کریم اپنے حقوق کی عدم ادائیگی سے تو صرف نظر کر سکتا ہے مگر حقوق العباد میں غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان نے جب حقوق اللہ سے تجاوز کر کے حقوق

Marfat.com

العباد کو پس پشت ڈال دیا۔ خدا کے بندوں کو ان کی فطرتی حقوق سے محروم کر دیا، انہیں اپنا غلام بنالیا۔ ان کی زمینیں چھین لیں، ان کی محنت کا استحصال کیا، ان کے خون سے اپنی ہوس ملک گیری کی تسکین کی، ان کی ہڈیوں کی بنیاد پر اپنے عیش ونشاط کے محل تعمیر کئے اور مقام انسانیت کی تذلیل کی تو اللہ نے بھی انسانیت کی عزت و احترام کے لئے خود انسان ہی کو مقابلے کے لئے کھڑا کر دیا اس کے ہاتھ میں تلوار دے دی اور حکم دیا کہ برابر جنگ کئے جاؤ یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے۔ اس لئے کہ امن، سلامتی کے قیام کے لئے تلوار کا استعمال ناگزیر ہے۔ خونریزی کو ختم کرنے کے لئے خون ریز مقابلہ لازمی ہے کیونکہ خون کے دھبے اشکوں سے نہیں خون ہی سے دھوئے جا سکتے ہیں۔ وحشت و بربریت کا انسداد بے کسی اور کمزوری سے نہیں، طاقت اور قوت ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ توپوں کی گھن گرج کو درماندگی کی چیخوں سے نہیں بلکہ شیران خدا کی گرج ہی سے خاموش کیا جا سکتا ہے اور جنگ کا خاتمہ آہوں اور سسکیوں سے نہیں بلکہ جنگ ہی سے ممکن ہے۔

جناب میاں نواز شریف صاحب نے جب دوسری مرتبہ وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا تو بندہ نے مذکورہ بالا کتب کی روشنی میں ایک طویل خط آپ کو بھیجا جس میں ان تمام شیطانی مکروفریب سے آگاہ کیا جن کے ذریعے شیطان والیان ملک کو گمراہ کر کے تخت وتاج سے محروم کرا دیتا ہے۔ اس خط کی تعریف میں پرائم منسٹر سیکرٹریٹ اسلام آباد سے جو جواب آیا اس کا عکس ملاحظہ ہو۔

جناب پرائم منسٹر آف پاکستان کے اس تعریفی خط کو پا کر مجھے حوصلہ اور تقویت ملی تو بندہ نے بفضلہٖ تعالیٰ ایک کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' تالیف کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کی۔ اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے آپ نے اپنے خط میں فرمایا ''ایک اسلامی مملکت کا انتظام وانصرام چلانے کے بارے میں گرانقدر خیالات وتجاویز کیلئے میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں''۔ خط مورخہ 30 جون 1998 کی نقل ملاحظہ ہو۔

الیف۔(۷) پی ایس او(۱) پی ایم ۸۹

Marfat.com

مورخہ: ۳۰ جون ۱۹۹۸ء

محترم جناب میاں سعید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!!

آپ کی ارسال کردہ کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' موصول ہوئی۔ نیک خواہشات اور ایک اسلامی مملکت کا انتظام وانصرام چلانے کے بارے میں گرانقدر خیالات وتجاویز کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اب جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان اپنی ایٹمی صلاحیتوں کا اظہار بھی کر چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک متحد قوم کی طرح ہر قسم کے حالات کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کریں اور بنیان مرصوص کی طرح ایک دوسرے کے لئے باعث تقویت بنیں۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

والسلام

آپ کا مخلص

(محمد نواز شریف)

30 جون کے اس خط سے پہلے بھی پرائم منسٹر سیکرٹریٹ اسلام آباد سے دو خطوط مورخہ 30 جولائی 1997ء اور 29 ستمبر 1997ء بھی موصول ہوئے۔ جن کی نقل درج ذیل ہے۔

خط نمبر 1

نمبر 1 (ا) پی۔ ایس۔ او/ پی ایم ۱۱/۷

مورخہ: ۳۰ جولائی ۱۹۹۷ء

معظمی گرامی قدر میاں محمد سعید شاد صاحب

گلہائے عقیدت

اللہ کرے میری تحریر آپ کو سکھی دیکھے (آمین)

قائد محترم جناب محمد نواز شریف صاحب (وزیراعظم پاکستان) کے نام آپ کا گرامی

Marfat.com

نامہ ملا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ آپ سے قلمی روابط کروں۔

مختلف امور کے حوالے سے آپ کی گراں قدر تجاویز اور مشورے قابل ستائش ہیں مگر کچھ تجاویز تشنہ طلب ہیں اس سلسلے میں بالمشافہ ملاقات ہی سودمند ثابت ہوسکتی ہے۔ آپ دفتری اوقات میں مجھ سے ٹیلی فون پر رابطہ کر کے کسی روز اسلام آباد تشریف لائیں تا کہ تشنہ طلب امور اور آپ کی تجاویز پر غور کیا جاسکے۔

دیگر کار لائقہ سے یاد فرمائیں۔

خواجہ محمد صدیق اکبر

پرسنل سٹاف آفیسرز برائے وزیر اعظم

نمبر 1(ا) پی۔ ایس۔ او/ پی ایم ۱۷

مورخہ: ۳۰ جولائی ۱۹۹۷ء

خط نمبر 2

لائق تکریم میاں محمد سعید شاد صاحب

گلہائے عقیدت

اللہ کرے میری تحریر آپ کو سکھی دیکھے (آمین)

آپ کا مکتوب ہمراہ کتابیں موصول ہوا، دل کو تسلی اور سکون نصیب ہوا۔ آپ کی کتابیں اچھی لگیں تخلیقی اعتبار سے بھی آپ کی کتابیں معیاری تھیں۔ اتنی اچھی کاوش پر میں آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

ملاقات کے سلسلہ میں آپ تشریف لے آئیں، مگر آنے سے قبل ٹیلی فون پر رابطہ ضروری ہے تا کہ میری غیر معمولی مصروفیات کے طفیل آپ کو کوئی زحمت نہ ہو۔

نیک خواہشات کے ساتھ — آپ کا مخلص

خواجہ محمد صدیق اکبر

پرسنل سٹاف آفیسر برائے وزیر اعظم

Marfat.com

محترمی جناب میاں صاحب نے میری پندونصائح میں دلچسپی تو ضرور لی۔ مگر بالآخر شیطانی مکروفریب کا شکار ہوہی گئے امور سلطنت میں منہمک ہوکر سخن آرائے سر بام رہے اور یہ خاک نشین گاہے بگاہے آپ کو خبردار کرتا رہا۔ بالآخر 12 اکتوبر کا حادثہ رونما ہوکر رہا......

نادانیاں ہیں اپنی فزوں تر زماں زماں!
ہنستا ہے آسماں ، کبھی روتا ہے آسماں!!

اس عظیم حادثہ کے بعد بندہ نے ایک بار پھر 23 اپریل 2000ء کو یہی کتاب آپ کی خدمت میں لانڈھی جیل کراچی بھیجی۔ اس خط کی نقل درج ذیل ہے۔

محترمی جناب میاں محمد نواز شریف صاحب
السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟

من از بے گانگاں ہرگز نہ نالم — کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

فارسی کے اس شعر کا مفہوم مندرجہ ذیل داشعار سے واضح ہوجائے گا:

دیکھا جو کھا کے تیر کمین گاہ کی طرف — اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی
پڑھی نماز جنازہ ہماری غیروں نے — مرے تھے جن کیلئے وہ رہے وضو کرتے
باغبان نے آگ دی جب آشیانے کو مرے — جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

سورۃ آل عمران کی آیت 26 تلاوت فرمائیں جس کا ترجمہ اس طرح سے ہے "اللہ بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ جب کسی فرد یا قوم میں رحمت وعدل کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت دیکھتا ہے تو اسے حکومت اور عزت سے سرفراز فرمادیتا ہے اور جو فرد یا قوم اپنے عمل سے اپنے آپ کو اس نعمت کا نااہل ثابت کرتا ہے تو اسے ذلت وخواری کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔

دوسری مرتبہ جب آپ نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا تھا تو بندہ نے صرف آپ ہی کے لئے ایک کتاب بعنوان "والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب" تالیف کر کے بھجوائی تھی۔ آپ کی توجہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کے ان بارہ مکروفریب کی طرف مبذول کرائی تھی جن

Marfat.com

کے ذریعہ ابلیس لعین والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو تخت و تاج سے معزول کر کے ذلت و رسوائی کے گڑھے میں ڈلوا دیتا ہے۔ سب سے پہلے حکمران کے دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو کیوں تم کو سلطان بناتا اور کیوں بندوں پر اپنا نائب بناتا مگر یہ شیطانی مکر و فریب اس طرح سے کھل جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت میں اس کے نائب ہیں تو اس کے قانون شریعت پر حکم کریں اور اسی کی مرضی تلاش کریں تو البتہ وہ اسے پسند فرمائے گا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی جن کو قطعاً وہ مبغوض و دشمن رکھتا تھا اور بکثرت ایسے لوگوں کو دنیا میں سلطنت و وسعت دی جن کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام اور صالحین کو پریشان کیا تو یہ عطائی الحقیقت ان پر وبال تھی کچھ ان کے واسطے بہتری نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے حکومت نہ مانگو کیونکہ اگر طلب سے حکومت دیئے گئے تو تم اس کے حوالہ کر دیئے جاؤ گے اور اگر تم بغیر طلب دیئے گئے تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی۔ (مسلم، بخاری) تاہم اگر رب کی طرف سے تم کو سلطان بننا پڑ گیا تو رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے گی۔ تمہارے فیصلے درست ہوں گے۔ ملک کا بوجھ تم سے اٹھ سکے گا۔ سلطنت کرنا آسان کام نہیں بغیر کرم پروردگار یہ بوجھ نہیں اٹھ سکتا۔

مذکورہ کتاب کی وصولی کی اطلاع آپ نے اپنے خط مورخہ 30 جون 1998ء کو دی۔ پھر آپ نے اپنے ایک پی آر او صاحب کو مجھ سے قلمی رابطہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے مجھے اسلام آباد طلب فرمایا مگر ملاقات نہ ہو سکی آپ بھی امور سلطنت کی بجا آوری میں عدیم الفرصت تھے مگر میں بدستور آپ کو خطوط کے ذریعے خبردار کرتا رہا کہ شیطانی مکر و فریب کے جال میں پھنس رہے ہو بچ جاؤ۔ مگر افسوس کہ بالآخر آپ کو پس زندان جانا پڑا۔ بظاہر عروج و زوال کی یہ ایک عبرتناک داستان ہے۔ اب بے حد ہمت اور استقامت کی ضرورت ہے۔ آپ نے شہزادگی کا دور دیکھا ہے ناز و نعمت میں پلے بڑھے ہو۔ مال و زر کی فراوانی دیکھی ہے۔ جاہ و حشمت کا دور بھی خوب دیکھا ہے۔ اب اس کٹھن اور پر آشوب دور میں عزم و استقلال کو

Marfat.com

اپنائے رکھنا۔اس حادثہ کو من جانب اللہ سمجھتے ہوئے اپنے تمام تر معاملات اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد فرما دیں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ بالآخران غریب بیوگان اور مساکین جن کی آپ مالی مدد کرتے رہے کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ آپ کو باعزت بری فرمادے گا۔موجودہ حکومت سے محاذ آرائی کی بجائے مصالحانہ رویہ اپنائیں ورنہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوا کرتا ہے۔ ہماری معزز بیٹی بیگم کلثوم نواز صاحبہ کو تند و تیز بیانات سے اجتناب کرنا چاہئے۔اس موقعہ پر افہام وتفہیم کی راہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ بین الاقوامی طاقتیں بحالی جمہوریت کے لئے زور دے رہی ہیں۔ چند مخلص دوستوں اور عزیزوں کے ذریعہ موجودہ حکومت سے گفت وشنید کا سلسلہ جاری کروانا چاہئے۔ بالخصوص مسلم ممالک حکومت سعودیہ سے بھی مدد طلب کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے وہ ضرور بالضرور مدد فرمائے گا۔

سورۃ الزمر کی آیت نمبر 7 تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔'' اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو اس وقت پکارتا ہے اپنے رب کو دل سے رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب عطا کرتا ہے اسے نعمت اپنے رب کی طرف سے تو بھول جاتا ہے اس تکلیف کو جس کے لئے فریاد کرتا رہا تھا اس سے پہلے اور بناتا ہے اللہ کے ہم مثل تاکہ بہکا دے اس کے راہ سے۔اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اسے فرما دیں۔'' لطف اٹھالے اپنے کفر سے تھوڑے دن، بے شک تو دوزخیوں میں ہے'' ترجمہ ختم'' جب انسان کسی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔مصائب و آلام کے سیاہ بادل اسے چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تو پھر ہر طرف سے منہ موڑ کر بڑے عجز و نیاز سے رب کریم کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہے لیکن جب اس کی مصیبت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ٹل جاتی ہے اوراس پر طرح طرح کے انعامات کئے جاتے ہیں تو وہ پھر اکڑ جاتا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے جس نے اپنے لطف وکرم سے اس کی چارہ سازی فرمائی تھی اوراسے وہ گھڑیاں بھول جاتی ہیں جب وہ درد وغم سے نڈھال ہو کر چیخا چلایا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبیں سائی کیا کرتا تھا۔'' اب چونکہ آپ تنہا ہیں، مطالعہ کے لئے بھی کافی

Marfat.com

وقت ہے۔ وہی کتاب "والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب" ارسال خدمت ہے اللہ کرے آپ تک پہنچ جائے تو اسے غور اور توجہ سے پڑھیں۔ میرا جی چاہتا ہے آپ کے لئے ایک "وظیفہ اسما الحسنٰی" بھیجوں۔ اگر آپ پڑھنے میں دلچسپی رکھیں اور چاہیں تو اگلے خط میں ارشاد کردوں گا۔ علم الاعداد کے مطابق پڑھنے والا وظیفہ اسی طرح درست اور صحیح ہوگا جس طرح دو اور دو چار ہی ہوتے ہیں۔ آپ کے نام کے اعداد کا مجموعہ آپ کی والدہ محترمہ کے نام کے اعداد کا مجموعہ۔ ان کی مجموعی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنٰی میں سے کسی ایسے نام جس کی مجموعی تعداد آپ کے نام کے برابر ہو تلاش کرنا ہوتا ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مصیبت اور غم کا انجام بخیر فرمائے۔ آمین دعا گو بندہ میاں محمد سعید شاد

جناب میاں صاحب نے میرے خط کا جواب 4 مئی 2000ء کو لانڈھی جیل کراچی سے دیا اللہ! اللہ!! کہاں ایک ملک کا وزیر اعظم اور کہاں جیل کا مقام؟......

21 مئی 2000ء محترمی جناب میاں محمد نواز شریف صاحب زاد لطفکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟

میرے خط مورخہ 23 اپریل 2000ء کے جواب میں آپ کا 4 مئی کا تحریر کردہ خط مجھے 19 مئی کو مل گیا تھا۔ الحمدللہ! آپ بخیرت ہیں اور آزمائش کے اس دور میں ہمت اور حوصلہ سے کام لیتے ہوئے رجوع الی اللہ ہیں۔ انسانی زندگی نشیب وفراز سے بھرپور ہے......

یہ طول سفر یہ پرنشیب وفراز انسان کہاں تک سنبھلتا رہے

اس وقت جب تمام دنیوی امور سے فرصت کامل ہے تو زیادہ تر وقت تلاوت قرآن پاک باترجمہ اور دینی کتب کے مطالعہ میں صرف کرنا چاہئے۔ موجودہ صورت حال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور کوئی بہتری ہے گو بظاہر یہ ایک کڑی مصیبت کی گھڑی ہے۔ اختیار و اقتدار کے دور میں جو کچھ غلطیاں ہوئی ہیں ان کا محاسبہ پورے غور اور فکر سے کرنا چاہئے اس ضمن میں چند قرآنی آیات مقدسہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروا رہا ہوں۔ سورۃ الانبیاء کی آیات 105 اور 106 پڑھیں۔ میں یہاں صرف ترجمہ پیش کررہا ہوں۔" اور

Marfat.com

بلاشبہ ہم نے زبور میں ذکر (موعظت) کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے صالح (باصلاحیت اور صاحب کردار) بندے ہوں گے۔ یقیناً اس میں واضح حقیقت ہے عبادت گزار بندوں کے لئے۔" پھر سورۂ حج کی آیت 41 بھی پڑھیں جس کا ترجمہ اس طرح ہے۔"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں ملک میں اقتدار دیں تو وہ صلوٰۃ قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور جملہ امور کا انجام تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔"

اگر کوئی پاکستانی حکمران مذکورہ بالا حکامات صحیح معنوں میں نافذ کرادے تو ہماری تمام سماجی ،معاشرتی اور معاشی خرابیاں دور ہوسکتی ہیں۔ مگر افسوس ہمارے حکمران تو آج تک ابلیسی مکرو فریب کا ہی شکار ہوتے رہے۔ ملک کے اندر ملی استحکام پیدا نہ کرسکے۔ منافقت اور منافرت کی سیاست عروج پر رہی۔ بندہ نے بروقت آپ کے لئے ہی وہ کتاب" والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب" بھیجی تھی تا کہ کم ازکم آپ تو ان شیطانی مکروفریب سے بچ جائیں جن کے ذریعہ بادشاہوں کو تخت وتاج سے محروم کرایا جاتا ہے۔ اسی کتاب میں امور مملکت اور آئین جہانبانی کے اصولوں سے بھی روشناس کرایا گیا ہے۔ پچھلے خط میں عرض کر چکا ہوں کہ موجودہ حکمرانوں سے محاذ آرائی کی بجائے باہمی افہام وتفہیم اور مصالحت کی راہ تلاش کریں۔ تندوتیز بیانات شائع کرانے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔ اقبال نے فرمایا ہے......

ہر عمل کے لئے ہے ردعمل   دہر میں نیش کا جواب ہے نیش

آپ نے اسماء الحسنٰی کے وظیفہ پڑھنے میں دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے جس پر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی مشہور معروف کتاب سے استفادہ کے بعد آپ کو یہ وظیفہ بتارہا ہوں۔ آپ علوم ریاضی ،فقہ ،حدیث ،قانون اور منطق وغیرہ میں ایک مسلمہ اتھارٹی تھے۔ سچے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے علی گڑھ یونیورسٹی کے کسی انگریز پروفیسر کو ریاضی الجبرا کا کوئی مسئلہ درپیش تھا۔ اس کا ایک رفیق کار اسے اعلیٰ حضرت کے پاس لے گیا تو آپ نے فی الفور وہ مسئلہ حل فرمادیا۔ آپ کے لئے وظیفہ اس طرح سے ہے۔

Marfat.com

آپ کا نام تو محمد نواز ہے مگر آپ ہمیشہ نواز شریف لکھا کرتے ہیں۔ اگر محمد نواز شریف لکھ لیا کریں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ ایک حدیث شریف ہے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو پکارے گا" یا محمد ﷺ تو محمد نام کے سب امتی کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا میں نے تو اپنے محمد ﷺ کو پکارا ہے تم سب لوگوں کیوں کھڑے ہو گئے؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمارا نام بھی محمد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب محمد نام والوں کو بخش دے گا۔ خیر "Calculation" کے اعتبار سے صورت حال کچھ یوں بنتی ہے:۔

محمد نواز:	م	ح	م	د	ن	و	ا	ز
	40	8	40	4	50	6	1	7

شمیم اختر (والدہ):	ش	م	ی	م	ا	خ	ت	ر
	300	40	10	40	1	600	400	200

ماں بیٹے کے کل اعداد: 156+1591 =1747

برج اور ستارہ: 1747-12=145-7۔ باقی 7 بچے

یوں آپ کا برج میزان (تلا) اور ستارہ زہرہ یعنی شکر ہے۔ برج میزان کو "Libra" بھی کہتے ہیں۔ اس کی تشریح طویل ہے۔ کسی دوسرے خط میں بالوضاحت عرض کروں گا۔ اس وقت فوری طور پر آپ کو وظیفہ ورد کرنے کے لئے بتانے کی ضرورت ہے۔ آپ کے نام کی عددی قیمت 156 ہے دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے 99 ناموں میں سے کس نام کی قیمت 156 ہے تو پتہ چلا کہ عَفُوِّی کے عدد بھی 156 ہے۔ لہٰذا آپ کا وظیفہ یَااَللّٰهُ یَا عَفُوٌّ بنا۔ گویا آپ نے ہر روز بعد نماز فجر یا عشاء اول درود شریف 11 مرتبہ پھر یَااَللّٰهُ یَا عَفُوٌّ 156 مرتبہ پڑھنا ہے اور دعا مانگنی ہے اور آخر میں پھر 11 مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے۔

یاد رہے محترمی کہ دعا ہر عبادت کی روح ہے اور اس کا مغز ہے۔ کیونکہ انتہا درجہ کی عاجزی اور نیازمندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اس وقت ہوتا ہے

Marfat.com

جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔ ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو حالات کی سنگینی نے اس کی قوت اور طاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو، جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنے مولا و آقا کے در اقدس پر آ کر وہ سر نیاز جھکا دے اس کی زبان گنگ ہو جائے۔ دل دردمند کی داستاں اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور اس کو یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل، مشکل ہی نہیں، نیز اسے یہ پختہ یقین ہو کہ یہاں سے کوئی سائل کبھی خالی نہیں گیا میں بھی کبھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاؤں گا۔ جو عجز و نیاز، جو غایت تذلل جو خشوع و خضوع، اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔ غافل دل سے مانگی جانے والی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا کی قبولیت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والا جس مقصد کیلئے دعا مانگ رہا ہے، اس کے بارے میں اپنی انتہائی شدت احتیاج کا اظہار کرے تا کہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا اور وہ خسارہ برداشت کرنا اس کے بس میں نہ ہو گا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار اور فریاد سننے والا ہوں۔ سورۃ مومن آیت 60 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ "اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔ ذلیل و خوار ہو کر۔"

محترمی جناب میاں صاحب! میں جانتا ہوں میرا خط طویل ہوا جا رہا ہے کہ مگر آج کل آپ فارغ ہیں اور کافی وقت ہے آپ کے پاس اس لئے لکھے جا رہا ہوں کہ چلو کچھ دل آپ کا بہل جائے گا۔ سو عرض ہے کہ انسانی سرشت میں کچھ رذیل خصائص بھی ہیں جن کے ذریعہ ابلیس انسان کو ذلیل و خوار کرا دیتا ہے۔ مثلاً غصہ، غیظ و غضب، بغض، کینہ، انتقام، حسد، فخر و غرور، تکبر وغیرہ بزرگان دین نے فرمایا ہے غصہ دیوانگی پیدا کرتا ہے۔ غصہ کا حد سے گزر جانا غیظ و غضب کا نشانہ بنایا تو قدرت نے سخت انتقام لیا۔ والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے رہیں۔ کسی نے کیا

Marfat.com

خوب کہا ہے کہ......

آں جا کہ بود قہرش ہر شہر بیابانے
آں جا کہ بود عفوش ہر ذرہ گناہگارے

یعنی جس شہر کا حاکم جابر اور قاہر ہو گا وہ شہر بالآخر ویران و برباد ہو جائے گا اور جس شہر کا حکمران مہربان ہو گا وہاں کا ہر ذرہ گناہگار ہونے کی خواہش کرے گا تا کہ وہ بھی بخشش اور مہربانی سے لطف اندوز ہو سکے۔ فی الحقیقت انسان بڑا اسفاک اور زود رنج ہے۔ قاتل کے غیظ و غضب کا ذرا اندازہ تو کریں کس بے دردی سے اپنے ہی عزیزوں کو قتل کر دیتا ہے۔ سانپ سے بھی بڑھ کر زہریلا اور خطرناک ہے......

سانپ ڈس لے تو ہے تریاق کا امکان بہت
آدمی ڈس لے تو ہر سانس بکھر جاتی ہے

کہتے ہیں اور ہے بھی سچ کہ جب مرد بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کی ہوس زر اور حرص جوان ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ دنیا ایک کھیل تماشا ہے رات دن انسان حصول زر کی جستجو میں مصروف رہتا ہے اور

ہم نے شب کو سحر بنایا ہے اک گھروندے کو گھر بنایا ہے
نہ کوئی خواب ہمارے ہیں نہ تعبیریں ہم تو پانی پہ بنائی ہوئی تصویریں ہیں

برادر جان برابر! گو بظاہر اس وقت حالات ناموافق ہیں مگر......

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

ایسے حالات میں استقلال ہمت اور رجوع الی اللہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ نیز تدبر اور حکمت عملی کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اللہ کریم یقیناً مدد فرمائیں گے اور اچھے دن جلد نصیب ہونگے۔ میری عمر کے 75 سال بیت گئے ہیں۔ چراغ سحر ہوں بڑھاپا چھا گیا ہے۔ یہ زندگی بھی عجب شے ہے گویا......

Marfat.com

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے بج رہا ہے اور بے آواز ہے

(دعا گو احقر العباد میاں محمد سعید شاد)

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ پرآشوب دور بخیریت تمام گزر گیا ہے اور جناب میاں صاحب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچ گئے اور آج کل حکومت سعودی عربیہ کے مہمان خصوصی ہیں۔ جدہ سے آپ کے آمدہ خط مورخہ یکم اپریل 2001ء کی نقل ملاحظہ ہو۔:

محترم جناب میاں محمد سعید شاد صاحب!

مورخہ 1 اپریل 2001ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ خیرت سے ہوں گے۔ آپ نے مجھے یاد کیا۔ آپ کا مشکور ہوں۔ آپ کی پر خلوص دعائیں اور نیک خواہشات میرے لئے بہت قیمتی سرمایہ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ اس نے ہمیں آزمائش کی گھڑیوں میں ثابت قدم رکھا۔ میں نے پورے خلوص کے ساتھ اپنے ملک وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس مشن کو جاری رکھوں گا مجھے یقین ہے کہ ہماری نیک نیتی اور خلوص رنگ لائے گی کیونکہ فتح ہمیشہ حق اور سچ کی ہوتی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن کو خیر وبرکت سے ہمکنار فرمائے۔

اللہ تعالیٰ بڑا رحیم اور کریم ہے اور یقیناً اپنے بے قصور بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو خوش وخرم رکھے، آمین

خیر اندیش!

نواز شریف

پی او بکس 2127 جدہ 21451

کنگڈم آف سعودی عربیہ

فیکس 674-2618

Marfat.com

باب سوم

مکتوبات کی اثر انگیزی

مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مکتوبات ابوبکر صدیق، مکتوبات حضرت عمر فاروق، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مکتوب (دستور نامہ) گورنر مصر کے نام، مکتوبات مجدد الف ثانی، مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کسی دور کی تاریخ کو سمجھنے کا سب سے زیادہ قابل اعتماد ذریعہ اس دور کی دستاویزیں اور خطوط سمجھے جاتے ہیں۔ خطوط میں ہر شخص اپنی فطری خصوصیات اور طبعی کیفیات کا اظہار کرتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے بے تکلف لکھ دیتا ہے۔ انسان کی دماغی ومزاجی کیفیت اور ذہنی حالات کا اندازہ زیادہ صحیح طور سے اس کے خطوط سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کسی شخصیت کا مطالعہ اس کے خطوط کی روشنی میں بہترین مطالعہ مانا گیا ہے۔ خطوط کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مکتوب نگار کی شخصیت وسیرت اور اس کے عہد کے سیاسی، معاشرتی اور تاریخی عوامل کا بہترین آئینہ ہوتے ہیں۔ کسی مفکر کا قول ہے کہ: خطوط انسانی زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ کسی شخص کی زندگی کے واقعی اور حقیقی خدوخال کو نمایاں کرنے میں خطوط کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات، و حالات، معاشرتی وسیاسی تغیرات کے اسباب وعلل کو سمجھنے میں خطوط اپنے عہد کے سربستہ تاریخ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ زندگی کے بہت سے ایسے گوشے جو کسی اور ذریعہ سے سامنے نہیں آسکتے وہ خطوط کے ذریعے سے منظر عام پر آجاتے ہیں۔ اس ضمن میں مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مکتوبات ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکتوبات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مجدد الف ثانی کے سیاسی مکتوبات کے مطالعہ سے ملکی مشکلات اور مصائب کے ازالہ کے لئے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ جب پژمردگی اور افسردگی کی کیفیت طاری ہو جائے۔ جب ہر طرف مایوسی اور ناامیدی چھا جائے

Marfat.com

تو قرآن وحدیث کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ مذکورہ خطوط سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔ یہ ہر خط اپنی جگہ امور سلطنت میں رہنمائی کرتا ہے۔ مشت نمونہ از خروارے کے مطابق چند خطوط کی نقول تبرکاً پیش کی جا رہی ہیں۔

مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ ہرقل قیصر روم کے نام اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست اختیار کی۔

بعد ازاں! میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجئے! اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قوم کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہوگی۔

اے اہل کتاب! اختلاف ونزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں طور پر مسلم ہے، وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رب بنائیں!

اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم رہنا چاہیے کہ ہم بہر حال خدا کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پاپائے روم کے نام

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیصر کے پاس روانہ فرمایا تھا تو ساتھ ہی روم کے پاپائے اعظم ضغاطر کے نام بھی ایک مکتوب ہدایت ارسال فرمایا تھا۔ اس میں تحریر تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سلام اس پر جو خدا پر ایمان لایا، میں اس عقیدے پر ہوں کہ (حضرت) عیسیٰ بن مریم،

Marfat.com

اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں! خدا نے ان کو پاک دامن مریم پر القا کیا۔

میں خدا پر اور اس کی ان تمام کتابوں پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہوں، جو مجھ پر نازل ہوئیں اور جو (حضرت) ابراہیم و اسماعیل و اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئیں اور اسی طرح ان پر بھی میرا ایمان ہے جو (حضرت) موسیٰ و عیسیٰ اور دیگر انبیاء کو ان کے رب کی جانب سے دی گئی ہیں! ہم ایمان و اعتقاد میں کسی ایک نبی کے تسلیم کرنے میں بھی باہمی فرق نہیں کرتے، ہم مسلمان (یعنی تسلیم کرنے والے) ہیں سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پاپائے روم کی تصدیق اسلام

پاپائے اعظم نے فرمان رسالت کو دیکھ کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ "بے شک یہ نبی برحق ہیں۔"

بعد ازاں گرجا میں جا کر ایک مجمع سے خطاب کیا کہ

"اے لوگو! میرے پاس عرب کے پیغمبر! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط آیا ہے۔ انہوں نے ہمیں خدائے واحد کے دین حق کی دعوت دی ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد خدا کے بندے اور رسول ہیں۔" پاپائے اعظم کے اس اعلان حق و صداقت کو سن کر رومی سخت مشتعل ہو گئے اور اپنے اس عظیم پیشواء کو اتنا زدوکوب کیا کہ وہ جاں بحق ہو گیا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آ کر جب بارگاہ رسالت میں یہ دونوں واقعے بیان کئے تو زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرمایا گیا کہ "کسریٰ راہی عدم ہوا، اس کے بعد اب کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا! (یعنی خسرو پرویز شہنشاہ ایران اور ہرقل قیصر روم کے بعد دونوں سلطنتوں کے اقتدار کا زوال ہو جائے گا اور روم ایران کے تخت پر پھر کسی کو ایسا اقتدار نصیب نہ ہوگا) قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم دونوں سلطنتوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔" چنانچہ چند ہی سالوں کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت

Marfat.com

میں دنیا نے دیکھا کہ یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں شمع رسالت کے پروانوں کے قدموں کے نیچے تھیں۔

قیصر کی آخری نصیحت

تاریخ طبری میں ہے کہ قیصر جب شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا تو اس نے ایک مرتبہ پھر اہل دربار کو سمجھایا کہ "تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ﷺ کا ذکر ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے اور ان کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی موعود جن کا ہمیں انتظار تھا وہ یہی ہیں! اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ان کی پیروی اختیار کر لیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے۔" اہل دربار بولے "اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں، حالانکہ دنیا میں ہماری سلطنت سب سے بڑی ہے اور ہم سب سے بڑی قوم ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارہ کر لیں۔ قیصر نے کہا "اگر تم اس کے لئے تیار نہیں ہو تو تمہیں عنقریب عربوں کے مقابلے میں مغلوب ہونا پڑے گا۔" یہ کہہ کر ناراضی کے ساتھ دربار سے اٹھ کھڑا ہوا اور قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہو گیا، چلتے ہوئے قیصر نے سرزمین شام پر ایک پر حسرت نظر ڈالی اور بولا "اے سوریہ! میں اب ہمیشہ کے لئے تجھ سے رخصت ہوتا ہوں اور تاریخ گواہ ہے کہ قیصر کو پھر شام میں آنا نصیب نہیں ہوا۔

مکتوبات عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خط نمبر ۳۷۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام علیک۔

اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے تمہارے اور مصر کے بارے میں جہاں تم حکمران ہو، غور کیا، تمہارا ملک خوب لمبا چوڑا اور زرخیز ہے خدا نے اس کے باشندوں کو خشکی اور سمندر دونوں میں ہر قسم کا سامان شجاعت اور قوت عطا کی ہے

Marfat.com

یہاں فرعون بادشاہوں نے حکومت کی اور سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود انہوں نے زراعت کی ترقی کے لئے عمدہ کام کئے۔ مجھے اس بات پر تعجب ہے لیکن سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اب مصر سے اس خراج کا آدھا بھی وصول نہیں ہو رہا ہے جو پہلے ہوتا تھا، حالانکہ ملک میں کسی قسم کا قحط نہیں ہے۔ خراج کے موضوع پر تم سے کافی لمبی خط و کتابت کرنے کے بعد مجھے توقع تھی کہ تم صحیح روش اختیار کرو گے اور پورا پورا اخراج بھیجو گے لیکن تم ایسے بہانے ہی تراشتے رہے جو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں۔ میں اس خراج سے کم قبول نہیں کر سکتا۔ جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا، میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے خط میں ایسی کیا بات تھی جس نے تمہیں بھڑکایا اور برہم کیا۔ اگر تم کارگزاری دکھاؤ اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی برات اور بے گناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے۔ لیکن اگر تم نالائق اور خائن ہو تمہاری برات کی کوشش بے سود ہے۔ پچھلے سال میں نے خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہیں سمجھا اور اس امید میں طرح دیتا رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا اخراج بھیجو گے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے تمہارے بے ایمان افسر تمہیں باز رکھتے ہیں جن سے تمہاری ملی بھگت ہے۔ انہوں نے تمہیں اپنا ملجا اور ماویٰ بنالیا ہے لیکن خدا کے فضل سے میرے پاس تمہاری بیماری کا علاج موجود ہے۔ پس ابوعبداللہ تم سے اگر صحیح رقم وصول کی جائے تو تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ مصر کی گائے خشک نہیں۔ خوب دودھ دینے والی ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ لہٰذا اپنے بار بار کے بہانوں سے مجھے معاف رکھو۔ حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ والسلام

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

اس سخت مراسلہ سے عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خودداری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ بلبلا اٹھے اور لکھا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ عبداللہ عمر امیر المومنین کو عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سلام علیک میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی

Marfat.com

ہے۔(خط میں تاخیر خراج کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی شکایت ہے) اور فرعون بادشاہوں کے عمدہ زراعتی کارناموں کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ موصول کر سکے اور میں نہ کر سکا۔اس پر اظہار تعجب کیا ہے (خط میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے فروانی خراج پر تعجب ظاہر ہوتا ہے) میری جان کی قسم یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کے زمانہ میں خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیر کاشت زمین اور پیداوار زیادہ تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔آپ نے لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ خشک ہوگئی ہے۔(خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ میرے اوپر برسے ہیں اور دل کھول کر لعن طعن کی ہے اور میری ایمانداری کو بدگمانی کا نشانہ بنایا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کدورت ہے۔میری جان کی قسم، آپ نے سخت ناروا اور نامناسب زبان استعمال کی ہے۔اگر آپ اپنی گفتگو واقعیت کے دائرہ اور قاعدہ کے حدود میں رکھتے تو اس کا اثر اور فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدوں میں فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام لیا۔اپنے ائمہ کے فرائض وفاداری کو ہمیشہ پورا کیا۔اس وقت میری ایمانداری کا اعتراف کیا جاتا تھا اور (مالی معاملات میں) میری بات سنی جاتی تھی۔خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ غبن، خیانت یا رشوت سے آلودہ ہوں۔آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے، خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتیٰ کہ اس کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے۔آپ کا خط پا کر جس میں آپ نے مجھے خوب بے آبرو کیا ہے مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کر دیں، ابن خطاب! میری توہین کی جائے تو میری خودداری کو جوش آجاتا ہے۔میں اپنی آبرو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر گرفت ہو سکے۔جتنی آپ نے میری سرزنش کی ہے۔یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے، خدا مجھے اور آپ کو معاف کرے۔مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن کا ذکر کر کے آپ کی توہین کر سکتا ہوں لیکن ایسا

Marfat.com

نہیں کرونگا کیونکہ میرا فرض ہے کہ آپ کے اونچے رتبہ کا احترام کروں۔ والسلام

گورنر کا یہ جواب پا کر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا: خط نمبر ۳۸۰

عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حیرت ہے کہ میں نے تمہیں تاخیر خراج کے سلسلہ میں اتنے خط لکھے اور تم ہر خط کے جواب میں بے تکی باتیں ہی کرتے رہے۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں خراج کی وہی رقم قبول کر سکتا ہوں۔ جو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ہو۔ میں نے تمہیں مصر اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اور تمہارا خاندان اسے جائیداد سمجھ کر کھائے اڑائے بلکہ اس امید پر بھیجا تھا کہ تم خراج بڑھاؤ گے اور اپنے حسن انتظام کے جوہر دکھاؤ گے۔ میرا خط پاتے ہی خراج بھیج دو۔ یہ مسلمانوں کی آمدنی (کا واحد ذریعہ) ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو یہاں کے لوگ سخت تنگ حال ہیں۔ والسلام

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ عمر بن خطاب کو عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے سلام علیک۔ اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، امیر المومنین آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ میں سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہوں اور راست بازی سے میں نے منہ موڑ لیا ہے، بخدا میں اسی راستہ پر ہوں جسے آپ صحیح اور سیدھا سمجھتے ہیں۔ بخدا میں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ہے۔ تاخیر خراج کی وجہ یہ ہے کہ زمینداروں نے کھیت پکنے تک مجھ سے مہلت مانگی تھی، میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا مفاد اس میں ہے کہ مہلت دے دو، زمینداروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اس سخت اور احمقانہ کارروائی سے بہتر ہے۔ جس کے زیر اثر وہ اپنا ضروری سامان بیچنے پر مجبور ہوں۔ والسلام!

خط نمبر ۳۸۱، عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے پاس گھوڑے، اونٹ، بکریاں، گائیں اور غلام ہو گئے ہیں،

Marfat.com

جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ گورنرہ سے پہلے تمہارے پاس یہ چیزیں نہیں تھیں۔ سچ سچ لکھو کہ یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی؟

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

امیر المومنین! آپ نے میرے قبول کے بارے میں جو لکھا صحیح ہے۔ یہاں چیزیں سستی ہیں اور آئے دن لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ (اور مال غنیمت کے برابر حصے ملتے رہتے ہیں) بچے ہوئے روپیہ سے میں نے یہ سامان جمع کر لیا ہے۔ اگر آپ کے خیالات درست ہوتے تب بھی ایسا نہ کرتا کیونکہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ میرے پاس تم سے بہتر ایسے مہاجرین اولین تھے تو آپ نے انہیں عہدہ کیوں نہیں دیا؟ میں نے اس کے لئے آپ کا دروازہ تو نہیں کھٹکھٹایا تھا۔ والسلام

خط نمبر ۳۸۳ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

گورنر کی صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کی تشفی نہیں ہوئی بلکہ غبار خاطر کچھ اور بڑھ گیا۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی خبر سن کر اور اس سے پہلے خراج کی کمی دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں، انہوں نے یہ خط دے کر اپنا ایک معتمد مصر بھیجا اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آدھی دولت ضبط کرا لی۔ "مجھے اپنے افسانوں اور بے تکی باتوں سے معاف رکھو، تمہارا خود کو دیانت دار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں انہیں اپنی آدھی دولت دے دو۔ گورنرو! تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے اور جب تمہاری گرفت کی جاتی ہے تو بہانے بناتے ہو۔ اپنی اولاد کے لئے دولت جمع کرتے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کو خوش حالی کی بنیادیں ہموار کرتے ہو، بلاشبہ تم سامان رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتش جہنم کا لقمہ بنو گے۔ والسلام

۳۸۹ شام کے مسلمانوں کے نام

اپنے بچوں کی تیراکی، تیراندازی، گھوڑے سواری اور درختوں کی شاخوں (نشانوں کے بیچ میں) چھپنے کی مشق کراؤ۔

Marfat.com

خط نمبر ۳۹۰، صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑے سواری سکھاؤ اور انہیں عمدہ اشعار اور مشہور ضرب الامثال کہنے کی مشق کراؤ۔

خط نمبر ۳۹۱، ایک صدر مقام کے مسلمانوں کے نام

ننگے پیر چلنے، تہبند پنڈلیوں سے اوپر باندھنے اور تیراندازی کی مشق کرو۔

خط نمبر ۳۹۲، گورنر شام کے نام

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ جوتے پہننے اور ننگے پیر رہنے کی عادت ڈالیں۔

خط نمبر ۳۹۳، شام کے مسلمانوں کے نام

لوگو، تیراندازی اور گھوڑے سواری کی مشق کرو، مجھے تیراندازی گھوڑے سواری سے زیادہ پسند ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے کہ دوڑتے ہوئے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاؤ خدا اس شخص کو جنت میں جگہ دے گا جو اس کی خاطر ایک تیر چلائے یا جسے جہاد میں تیز اندازی سے قوت حاصل ہو۔

خط نمبر ۴۱۸، گورنروں کے نام

ایک عرب ہر سال عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی ران بطور ہدیہ دیا کرتا تھا، اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا اور وہ فریق ثانی کو لے کر خلیفہ کے پاس آیا اور بولا۔ : امیر المومنین ایسا فیصلہ کیجئے کہ حق باطل سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے ران اونٹ سے، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ پا گئے۔ تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہو گئی۔ انہوں نے گورنروں کو یہ فرمان بھیجا تحفے قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت کی ایک شکل ہیں۔

خط نمبر ۴۱۹، کثیر بن شہاب کے نام

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ تازہ روٹی پنیر کے ساتھ کھایا کریں کیونکہ وہ پیٹ میں زیادہ دیر تک ٹھہرتی ہے۔

Marfat.com

خط نمبر ۴۲۰، مسلمانوں کے نام

جو شخص کسی بنجر زمین کو قابل کاشت بنالے گا وہ اس کی ملک ہو جائے گی۔

خط نمبر ۴۲۱، گورنروں کے نام

مجھے خط تحریر کرتے وقت تاریخ بھی لکھا کرو۔

خط نمبر ۴۲۲، کوفہ کے مسلمانوں کے نام

سورہ نساء، سورہ احزاب اور سورہ نور یاد کرو اور ان کے معانی و مطالب سمجھو۔

خط نمبر ۴۲۳، گورنروں کے نام

(غروب آفتاب کے بعد) افطار میں دیر نہ کی جائے اور نہ نماز مغرب کے لئے ستاروں کے گھنے ہونے کا انتظار۔

خط نمبر ۴۲۴، امرائے اجناد کے نام (اجناد جمع جند بمعنی لشکر فوج)

خدا کے مطیع بندوں کی زبان سے جو باتیں سنو، انہیں یاد کرو کیونکہ ان پر سچی باتیں (امور صادقہ) روشن ہوتی ہیں۔

خط نمبر ۴۲۵، مسلمانوں کے نام

عمرو فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی چھاؤنی میں گورنر بھیجتے تو وہاں کے مسلمان غازیوں کو لکھتے، جب تک گورنر تمہارے ساتھ انصاف سے پیش آئے اس کی اطاعت کرتے رہو۔

خط نمبر ۴۲۶، گورنروں کے نام

ان لوگوں کے اقوال قلمبند کر لیا کرو جو دنیا سے بے نیاز ہیں کیونکہ خدا نے ایسے فرشتے ان پر مامور کر دیئے ہیں جو ان کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھے رہتے ہیں اور انہیں صرف وہی بات کہنے کی اجازت ہوتی ہے جو خدا ان سے کہلانا چاہتا ہے۔

Marfat.com

خط نمبر ۴۲۷، امرائے اجناد کے نام

دین کے قاعدے اور ضابطوں سے واقفیت حاصل کرو کیونکہ غلط بات کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے والا معذور نہیں رکھا جا سکتا۔

خط نمبر ۴۳۲۔ ایک گورنر کے نام

کسی گورنر کے پاس ایک وفد آیا جس میں عرب اور موال (غیر عرب مسلمان) دونوں تھے، گورنر نے وفد کے عرب ارکان کو انعامات دیئے اور موال کو نظر انداز کر دیا، اس کی خبر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا، یہ بری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔

خط نمبر ۴۳۳۔ خط کی دوسری شکل

تم نے سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیوں نہیں کیا۔

خط نمبر ۴۳۴۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

نرکل سے خلال نہ کیا کرو اور اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے، تو خلال کرتے وقت اس کا چھلکا اتار دیا کرو۔ (نرکل یا (نرسل) بانس کی ایک قسم ہے) اس کے پتے کماد کے پتوں کی مانند ہوتے ہیں۔ جولاہے نلے اور نلیاں بناتے ہیں۔ ہمارے ہاں غالباً اسے نڑ کہتے ہیں۔

خط نمبر ۴۳۶، مجاہد بن جبر کے نام

امیر المومنین! دو شخص ہیں۔ ایک گناہ سے اس لئے کنارہ کش رہتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور دوسرا خواہش کے باوجود اس سے محترز رہتا ہے، بتایئے ان دونوں میں کون سا بہتر ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: گناہ کی خواہش کے باوجود اس سے دور رہنے والے وہ لوگ ہیں جن کی خدا بذریعہ تقویٰ آزمائش کرتا ہے۔ ان کی مغفرت ہوگی اور وہ عمدہ انعام پائیں گے۔

Marfat.com

خط نمبر ۴۴۳۷، ایک گورنر کے نام

کسی مسلمان نے بیت المال سے روپیہ چرالیا۔ اس کی اطلاع خلیفہ کو کی گئی تو انہوں نے لکھا، اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، کیونکہ بیت المال میں اس کا بھی حق ہے۔

خط نمبر ۴۴۳۸، مسلمانوں کے نام

دنیا لذیذ ترکاری کی طرح ہے۔ جائز طریقہ سے دنیا کمانے والا اس بات کا مستحق ہے کہ دنیا اس کے لئے باعث برکت ثابت ہوا اور ناجائز طریقہ سے دنیا کمانے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا پیٹ نہیں بھرتا چاہے وہ کتنا ہی کھالے۔

خط نمبر ۴۴۴۴، گورنروں کے نام

گورنرو! رعیت پر تمہارے اور رعیت کے تم پر حقوق ہیں، خدا بردبار حاکم کو بہت پسند کرتا ہے اور کوئی نفع اس نفع کے برابر ہمہ گیر اور عام نہیں ہوتا۔ جو بردبار اور مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے۔ اسی طرح متشدد حاکم خدا کو سخت ناپسند ہے اور کوئی نقصان اتنا رس نہیں ہوتا، جتنا وہ نقصان جو ایک احمق اور نامہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے اور جو شخص طالب عافیت ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ خدا اسے عافیت سے شاد کام کرے۔

خط نمبر ۴۴۴۷، گورنروں کے نام

حق وانصاف کے معاملہ میں سب کے ساتھ یگانہ ہو یا بیگانہ ایک سا برتاؤ کرو، رشوت نہ لو، مقدمہ فیصل کرنے میں ذاتی خواہش یا رجحان سے کام نہ لو، غصہ کی حالت میں کسی سے مواخذہ نہ کرو، ہر روز انصاف کیا کرو چاہے ایک ہی گھنٹے کے لئے ہو۔

خط نمبر ۴۴۵۶، مسلمانوں کے نام

جب تفریح کو تمہارا جی چاہے تو تیر اندازی کیا کرو اور جب باتوں کو جی چاہے تو قانون وراثت پر گفتگو کیا کرو۔

خط نمبر ۴۴۵۳، ایک گورنر کے نام

جو پابندیاں خونی رشتہ کے باعث دو افراد پر عائد ہوتی ہیں وہی پابندیاں ان دو افراد

Marfat.com

پر بھی عائد ہوں گی جنہوں نے کسی عورت کا باہم دودھ پیا ہو۔ (مثلاً وہ ایک دوسرے سے شادی نہیں کر سکتے)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب

حضرت مالک بن الحارث اشتر خلیفہ چہارم کے رفیق، ان کی فوج کے بہادر سپہ سالار اور جانباز سپاہی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دستور حکومت کی تعلیم دی، قوانین اسلام پر عمل کا سبق پڑھایا۔ مالک اشتر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتنے فدائی تھے کہ امیر معاویہ کو ان سے پرخاش رہنے لگی اور آخر امیر کے آدمیوں نے مالک اشتر کو قتل کر دیا۔ ان کے انتقال پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے جو مقام خدا کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظروں میں حاصل تھا وہی مقام میری نظروں میں مالک بن اشتر کا تھا۔ یہ نہایت قیمتی دستاویز ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں نہ کالج تھے، نہ یونیورسٹیاں نہ علم سیاست مدون ہوا تھا نہ عربوں کو حکمرانی کا تجربہ تھا۔ اس پر بھی امیر المومنین نے انتہائی اختصار و بلاغت سے حکمرانی اور سیاست مدن کے جو اصول اس تحریر میں جمع کر دیئے ہیں آج بھی ان سے متمدن حکمران بے نیاز نہیں ہو سکتے جب محمد بن ابی بکر کے بعد مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو یہ بہترین دستور دیا۔

یہ مکتوب نہ صرف پاکستانی حکام کے لئے مشعل راہ ہے بلکہ عوام کو بھی روشنی فراہم کرتا ہے۔ انہیں حاکموں کے مواخذے کا طریقہ سکھاتا ہے اور امور سلطنت سرانجام دینے کے لئے نمائندے منتخب کرنے کے طریق کار سے آشنا کرتا ہے۔ عالم اسلام کے حکمران اگر اس خط کو نشان راہ بنالیں تو ان کی تمام مشکلات ختم ہو سکتی ہیں۔ خط ملاحظہ ہو:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ: جب خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین نے مالک بن الحارث اشتر کو مصر کا گورنر بنایا اور اس ملک سے خراج جمع کرنے، اس کے دشمنوں سے لڑنے، اس کے باشندوں کی سود بہبود کا خیال رکھنے اور اس کی زمین کو آباد کرنے پر مامور کیا تو انہوں نے مالک اشتر کو تقویٰ الٰہی کا، اطاعت خداوندی کو مقدم رکھنے کا۔

Marfat.com

اور کتاب اللہ کے مقرر کئے ہوئے، فرائض وسنن کی پیروی کا حکم دیا۔ آدمی کی سعادت انہی کی پیروی سے وابستہ ہے اور ان سے انکار کرنے اور انہیں گنوا دینے میں سراسر بدبختی ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت میں اپنے دل سے، اپنے ہاتھ سے، اپنی زبان سے سرگرم رہے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لے لیا ہے کہ جو کوئی اس کی نصرت وتائید پر کھڑا ہوگا، نصرت وتائید خداوندی اسے حاصل رہے گی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ خواہشوں کے موقع پر اپنے نفس کو توڑے، سرکشی کے وقت اسے روکے، کیونکہ نفس برائی کی طرف لے جاتا ہے، مگر یہ کہ خدا کا رحم آدمی کے شامل حال ہو جائے۔

مصر کی اہمیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے مالک سن! میں تجھے ایسے ملک میں بھیج رہا ہوں جس پر تجھ سے پہلے بھی حکومتیں گزر چکی ہیں، عادل بھی اور ظالم بھی۔ لوگ تیری حکومت کو بھی اسی نظر سے دیکھیں گے، جس نظر سے تو اگلے حاکموں کی حکومتوں کو دیکھتا رہا ہے اور تیرے حق میں بھی وہی کہا جائے گا جو تو ان حکومتوں کے حق میں کہا کرتا تھا۔"

تمہارے اخلاق

"تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ نیک آدمی اس آواز سے پہچانا جاتا ہے جو خدا اپنے بندوں کی زبان پر اس کے لئے جاری کر دیتا ہے۔" "لہٰذا تیرا دل پسند ذخیرہ عمل صالح کا ذخیرہ ہو۔ یہ ذخیرہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ تجھے اپنی خواہشوں پر قابو حاصل ہو۔ جو چیز حلال نہیں ہے اس کے لئے تیرا دل کتنا ہی مچلے اپنے آپ کو اس سے دور رکھ۔ یہ بھی جان لو کہ محبوبات ومکروہات میں نفس کی مخالفت کرنا ہی نفس سے انصاف کرنا ہے۔ اپنے دل میں رعایا کے لئے رحم، محبت اور لطف پیدا کرنا۔ خبردار! رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا کہ اسے لقمہ بنا ڈالنے ہی میں تجھے اپنی کامیابی دکھائی دے۔" رعایا میں دو قسم کے آدمی ہونگے، تمہارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمہارے جیسے آدمی لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں، جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے

Marfat.com

ہیں۔تم اپنے عفوو کرم کا دامن خطا کاروں کے لئے اس طرح پھیلا دینا، جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کے لئے اپنا دامن عفوو کرم پھیلا دے۔" "یہ کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو، خلیفہ تمہارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔خلیفہ نے تمہیں گورنر بنایا اور مصر کی ترقی واصلاح کی ذمہ داری تمہیں سونپ دی ہے۔خدا سے لڑائی نہ مول لینا کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں۔خدا کے عفوورحمت سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا۔غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا بلکہ جہاں تک ممکن ہو، غصے سے بچنا اور غصے کو پی جانا۔" "خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں! اور اب میں ہی سب کچھ ہوں، سب کو میری تابعداری کرنی چاہئے۔اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے اور اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ خدا کی طرف دیکھنا جو تمہارے اوپر ہے اور تم پر وہ قدرت رکھتا ہے، جو تم خود بھی اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ایسا کرو گے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی۔حدت گھٹ جائے گی اور بھٹکی ہوئی روح لوٹ آئے گی۔" "خبردار! خدا کے ساتھ اس کی عظمت میں بازی نہ لگانا۔اس کی جبروت میں شبہ اختیار نہ کرنا کیونکہ خدا جباروں کو ذلیل کر ڈالتا ہے اور مغروروں کو نیچا دکھا دیتا ہے۔" "اپنی ذات کے معاملے میں اپنے خاص عزیزوں کے معاملے میں، جنہیں تم اپنی رعایا سے چاہتے ہو، خدا سے بھی انصاف کرنا اور خدا کے بندوں سے بھی انصاف کرنا یہ نہ کرو گے تو ظلم کرنے لگو گے۔"

"یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو خدا خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے اور معلوم ہے خدا جس کا حریف بن جائے اس کی حجت باطل ہو جاتی ہے، وہ خدا سے لڑائی ٹھاننے کا مجرم ہوتا ہے، یہاں تک کہ باز آ جائے اور توبہ کر لے۔خدا کی نعمت کو اس سے بڑھ کر بدلنے والی اور خدا کی عقوبت کو اس سے زیادہ بلانے والی کوئی چیز نہیں کہ آدمی ظلم کو اختیار کر لے۔یاد رہے خدا مظلوموں کی سنتا اور ظالموں کی

Marfat.com

تاک میں رہتا ہے۔""تمہیں سب سے زیادہ پسندوہ راہ ہونا چاہئے، جو حق کے لحاظ سے سب سے زیادہ درمیانی، انصاف کی رو سے سب سے زیادہ عام اور رعایا کو سب سے زیادہ رضامند کرنے والی ہو۔""یہ بھی یادرکھو، عوام کی ناراضی کے ہوتے ہوئے گوارا کر لی جاتی ہے"۔"یہ بھی یادرکھو کہ خوشحالی میں جو لوگ حاکم کے لئے سب سے بڑا کم بوجھ سب سے کار آمد، انصاف سے کھنسانے والے، مانگنے میں اصرار کرنے والے بخشش وعطا کے موقع پر کم سے کم شکر گزار ہونے والے، انعام واکرام سے محرومی پر عذر نہ سننے والے اور زمانے کی کروٹوں کے مقابلے میں سب سے کم ثابت قدم رہنے والے خواص ہی ہوتے ہیں۔ دین کا اصلی ستون مسلمانوں کی اصل جمیعت، دشمن کے مقابلے میں اصلی طاقت امت کے عوام ہیں، لہٰذا عوام ہی کا تمہیں زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔""تمہاری مجلس سے سب سے زیادہ دور اور تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مکروہ شخص ہونا چاہئے جو لوگوں کے عیب ڈھونڈا کرتا ہے۔ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہیں ہیں یہ کام حاکم کا ہے کہ ان کے عیب ڈھکے۔ خبردار چھپے ہوئے عیبوں کی کرید نہ کرنا۔ تمہارا منصب بس یہ ہے کہ جو عیب چھپے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دو۔ حتیٰ المقدور لوگوں کے ڈھکے کو ڈھکا ہی رہنے دینا۔ ایسا کرو گے تو خدا بھی تمہارے وہ عیب ڈھکے رہنے دے گا، جو تم رعایا سے چھپانا چاہتے ہو۔ وہ سب اسباب دور کر دینا جو لوگوں میں بغض وکینہ پیدا کرتے ہیں، عداوت وغیبت کی ہر رسی کاٹ ڈالنا۔ خبردار! چغل خور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا، کیونکہ چغل خور دغاباز ہوتا ہے۔ وہ خیر خواہ کا روپ بھر کر سامنے آتا ہے۔ اپنے مشورے میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں احسان کرنے سے روکے گا اور فقر سے ڈرائے گا۔ بزدل کو بھی صلاح میں شریک نہ کرنا کیونکہ مہمات میں تمہاری ہمت کمزور کر دے گا۔ حریص کو بھی شریک نہ کرنا، کیونکہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی ترغیب دے گا۔ یادرکھو بخل، بزدلی، حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر ان کی بنیاد خدا سے سوئے ظن پر ہے۔""بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرفداری کرے اور گناہوں میں انکا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا کیونکہ اس قسم کے لوگ

Marfat.com

گناہ گاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے آدمی مل جائیں گے جو عقل و تدبر میں ان کے برابر ہوں گے مگر گناہوں سے ان کی طرح لدے نہ ہونگے، نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی نہ کسی گناہ گار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے۔ تمہارے بہترین مددگار ثابت ہونگے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور غیر سے اپنے سب رشتے کاٹ لیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو نجی صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔"

" یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں، خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے۔ اہل تقویٰ وصدق کو اپنا مصاحب بنانا، انہیں ایسی تربیت دینا کہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں، کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے اور تمہارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے۔" " ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے اور تمہیں جاننا چاہیے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمہارے لئے کافی ہے اس سے رعایا کا حسن ظن تمہیں بہت سی مشکلوں سے بچا دے گا"۔ " خود تمہارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمہارے امتحان میں سب سے اچھے اتریں۔ اسی طرح تمہارے سوئے ظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے برے نکلیں۔ کسی اچھے دستور کو نہ توڑنا، جو اس امت کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہیں اور جس سے لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے، رعایا کی بھلائی ہوتی ہے اور توڑ دو گے تو اچھے دستوروں کا ثواب اگلوں کے لئے باقی رہے گا اور عذاب تمہارے حصے میں آئے گا کہ بھلی راہ تم نے مٹا دی اس بارے میں اہل علم وعرفان

Marfat.com

سے مشورہ کرتے رہنا کہ تعمیر و اصلاح کے وسائل کیا ہیں اور انہیں کس طرح استحکام و دوام بخشا جائے۔"

عوام کے طبقات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں، یہ طبقے ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہیں اور آپس میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے چنانچہ ایک طبقہ وہ ہے، جسے خدا کی فوج کہنا چاہئے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو عوام و خواص کا تحریری کام کرتے ہیں۔ پھر انصاف کرنے والے قاضی ہیں۔ امن و انتظام کے عمال ہیں۔ ذمی اور مسلم اہل جزیہ و اہل خراج ہیں۔ پھر سوداگر اور اہل حرفہ ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کا نچلا طبقہ بھی ہے۔ خدا نے حق میں ہر طبقے کا حصہ مقرر کر کے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی ﷺ کی سنت میں اسے ضروری ٹھہرا دیا ہے اور اس کی پابندی و بجا آوری ہمارے ذمہ لازمی کر دی ہے۔ خدا کی فوج باذن اللہ رعایا کا قلعہ ہے۔ حاکم کی زینت ہے۔ دین کی قوت ہے۔ امن کی ضمانت ہے۔ رعایا کا قیام فوج ہی سے ہے لیکن فوج کا قیام خراج سے ہے جو خدا اس کے لئے نکالتا ہے۔ خراج ہی سے سپاہی جہاد میں تقویت پاتے اور اپنی حالت درست کرتے ہیں۔"

"پھر ان دونوں طبقوں، فوجیوں اور اہل خراج کی بقاء کے لئے تیسرا طبقہ ضروری ہے، یعنی قضاۃ، عمال، کتاب کا طبقہ کہ یہی لوگ ہر قسم کے عالمی معاملات انجام دیتے ہیں، اور ان چاروں طبقوں کی بقاء کے لئے تاجر اور اہل حرفہ ضروری ہیں کہ بازار لگاتے اور سب کی ضرورتیں مہیا کرتے ہیں۔ آخر میں ادنیٰ طبقہ آتا ہے اور اس طبقے کی امداد و اعانت از بس ضروری ہے۔ خدا کے یہاں سب کی گنجائش ہے اور حاکم پر سب کا حق قائم ہے۔ حاکم جتنی بھی بھلائی کر سکتا ہے، کرتا رہے مگر اس بارے میں اپنے فرض سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتا، جب تک توفیق الٰہی کی دعا کے ساتھ حق ہی پر ثابت قدم رہے گا، چاہے حق آسان ہو یا مشکل"۔

Marfat.com

فوج

"اپنی فوج کے معاملہ میں ہوشیاری سے کام لینا۔ انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے خیال میں اللہ کے رسول ﷺ کے اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں۔ عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں۔ کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں۔ زبردستوں پر سخت ہوں۔ نہ سختی انہیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو۔"

"فوج کے لئے انہی کو منتخب کرنا جن کا حسب نسب اور خاندان اچھا ہے۔ جن کا ماضی بے داغ ہے جو ہمت و شجاعت، جود و سخا سے آراستہ ہیں۔ شرافت اور نیکی ایسے لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ ان فوجیوں کے معاملات کی ویسی ہی فکر کرنا جیسی فکر والدین کو اولاد کی ہوتی ہے۔ ان کی تقویت اور درستی حال کے لئے جو بھی بن پڑے کرتے رہنا اور جو کچھ کرنا اسے بہت نہ سمجھنا۔ اپنے کم سے کم لطف و احسان کو بھی معمولی نہ سمجھنا کیونکہ اس سے ان کی خیر خواہی بڑھے گی اور حسن ظن میں اضافہ ہوگا۔ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورتوں سے بھی بے پراوئی اس بھروسے پر نہ کرنا کہ بڑی ضرورتوں کا خیال کر رہے ہو کیونکہ تمہاری معمولی رعایت بھی ان کے لئے نعمت ہوگی اور بڑی ضرورتوں میں تو وہ سراسر تمہارے لطف و کرم کے ہمیشہ محتاج ہی رہیں گے۔"

"وہی فوجی سردار تمہارے سب سے زیادہ مقرب ہوں جو فوجیوں کی سب سے زیادہ مدد کرتے ہوں، اپنے ہاتھ کی دولت سے سپاہیوں کو ان کی ضرورتوں اور بال بچوں کی فکروں سے آزاد کرتے ہوں تاکہ پوری فوج ایک دل ہو جائے اور اس کے سامنے بس ایک ہی خیال رہے دشمن سے جنگ۔ فوج کے سرداروں پر تمہاری توجہ فوج کے دلوں کو تمہاری طرف متوجہ کر دے گی۔ حاکم کی آنکھ کی ٹھنڈک کس چیز میں ہونا چاہئے اس میں کہ خود انصاف قائم کرے اور رعایا اس سے محبت ظاہر کرتی رہے۔ رعایا کی محبت ظاہر نہیں ہوتی جب تک اس کے دل سلیم نہ ہوں اس کی حکومت کو بوجھ اور اس کے زوال میں دیر کو وبال نہ سمجھتی ہو۔"

Marfat.com

"ضروری ہے کہ رعایا کی امیدوں کے لئے میدان کشادہ رکھنا، اس کی دل جوئی برابر کرتے رہنا، اس کے بہادروں کا جوش بڑھانا اور پیچھے رہ جانے والوں کی ہمتیں اونچی ہوتی ہیں۔ ہر آدمی کے کارنامے کا اعتراف کرنا ایک کا کارنامہ دوسرے سے منسوب نہ کرنا، انعام دینے میں کمبھی کوتاہی نہ کرنا۔ خاندانی ہونے کی وجہ سے کسی کے معمولی کام کو بڑھا چڑھا نہ دینا۔ اسی طرح ادنیٰ خاندان ہونے کی وجہ سے کسی کے بڑے کارنامے کی بے قدری نہ کرنے لگنا۔ مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت وعلم کام نہ دے تو انہیں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانا کیونکہ خدا مسلمانوں کی ہدایت کے لئے فرما چکا ہے" وہ جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اپنے میں سے اہل الحل والعقد کی لیکن اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ اور رسول ﷺ کے پاس لوٹاؤ۔" "اللہ کی طرف معاملے کا لوٹانا یہ ہے کہ کتاب محکم اور نص صریح کی طرف لوٹا جائے اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانا یہ ہے کہ جامع سنت نبوی ﷺ کو لیا جائے نہ کہ اسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے۔"

انتخاب

"پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں۔ ہجوم معاملات سے تنگ دل نہ ہوتے ہوں۔ اپنی غلطی پر اڑے رہنا ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد باطل سے چمٹے نہ رہتے ہوں۔ طماع نہ ہوں، اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی ہوں۔ فیصلے کے وقت شکوک وشبہات پر رکنے والے ہوں۔ صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں۔ مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے پر اپنے فیصلوں میں بے باک اور بے لاگ ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں نہ تعریف بے خود کرتی ہو نہ چاپلوسی ہی مائل کر سکتی ہو مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

قاضی

"تمہارا فرض ہے کہ اپنے قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو۔ کھلے دل سے انہیں معاوضہ دو تاکہ ان کی ضرورتیں پوری رہیں اور کسی کے سامنے انہیں ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ اپنے دربار میں انہیں ایسا درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ ڈالنے یا انہیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے۔ قاضیوں کو ہر قسم کے خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہئے۔ اس بات میں پوری توجہ سے کام لینا کیونکہ دین اشرار کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا جو اپنی خواہشوں پر چلتے اور دین کے نام پر دنیا کمایا کرتے تھے۔"

عمال حکومت

عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمہیں نظر رکھنا ہوگی جسے مقرر کرنا امتحاناً مقرر کرنا۔ رو رعایت سے یا صلاح مشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم وخیانات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اچھے گھرانوں اور سابق میں اسلام کے خدمت گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں۔ طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ عہدہ داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا اس سے یہ لوگ اپنی حالت درست کر سکیں گے اور حکومت کے اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس پر بھی حکم عدولی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے پاس ان پر حجت ہوگی، مگر ضروری ہے کہ ان کاموں کی جانچ پڑتال کرتے رہنا۔ نیک لوگوں کو مخبر بنا کے ان پر چھوڑ دینا یہ سب اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہو رہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی مین زیادہ چست ہو جائیں گے۔ پھر اگر ان میں سے کوئی شخص خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی ہے تم بھی سزا کا ہاتھ بڑھانا۔ جسمانی اذیت کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوا لینا۔ خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور بری طرح اسے رسوا کر ڈالنا۔"

Marfat.com

محکمہ خراج

''دیکھو محکمہ خراج کی نگرانی میں کوتاہی نہ ہو۔ خراج ٹھیک رہنے ہی میں سب کی بھلائی وخوشحالی ہے۔ سب کے رزق کا مدار خراج پر ہے اور خراج کے تحصیلداروں پر لیکن خراج سے زیادہ ملک کی آبادی پر توجہ رہنا چاہئے، کیونکہ خراج بھی خوشحالی سے حاصل ہوتا ہے۔ جو حاکم تعمیر کے بغیر خراج چاہتا ہے، اس کی حکومت یقیناً چند روزہ ثابت ہوگی۔ اگر کاشتکار خراج کی زیادتی کی، کسی آسمانی آفت کی، آبپاشی میں خلل پڑ جانے کی، رطوبت میں قلت کی، سیلاب یا خشکی کے سبب، تقاوی کے خراب ہو جانے کی شکایت کریں تو ان کی سننا اور خراج کم کر دینا کیونکہ کاشتکار ہی تمہارا اصل خزانہ ہیں۔ ان سے جو رعایت بھی کرو گے اس سے ملک کی فلاح ہوگی۔ حکومت کی رونق بڑھے گی۔ نیز تم رعایا سے مال کے خراج کے ساتھ تعریف کا خراج بھی وصول کرو گے۔ اس وقت ان میں عدل پھیلانے سے تمہیں اور زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔ مشکلات میں ان کی قوت پر تمہارا بھرسوہ بڑھ جائے گا اور جو راحت تم نے انہیں پہنچائی ہے اور جس انصاف کا انہیں خوگر بنا دیا ہے اس پر ان سے شکر گزاری تمہارے لئے خزانہ بن جائے گی۔ ممکن ہے مشکلات نازل ہوں اور ان لوگوں پر بھروسہ کرنے کی مجبوری پیش آجائے۔ ایسی حالت میں وہ بخوشی تمہارا ہر مطالبہ قبول کرلیں گے۔''

ملک کے عوام

ملک کے عوام کی آبادی وسرسبزی ہر بوجھ اٹھا سکتی ہے، لہٰذا اس کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ ملک کی بربادی تو باشندوں کی غربت ہی سے ہوتی ہے اور باشندوں کی غربت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ حاکم دولت سمیٹنے پر کمر باندھ لیتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے بادلے اور زوال کا دھڑکا لگا رہتا ہے اور وہ عبرتوں سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے''۔ ''اپنے منشیوں کے معاملے کو بھی اہمیت دینا، یہ منصب بہترین آدمیوں ہی کے سپرد کرنا۔ راز کی خط وکتابت پر انہی لوگوں کو مقرر کرنا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں، جنہیں نہ اعزاز گستاخ بنا دے کہ بھری مجلس میں تم

Marfat.com

سے بدتمیزی کرنے لگیں یا معاہدوں میں تمہاری مصلحتوں، فائدوں سے چوک جایا کریں یا اگر کسی معاہدے سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو اس سے مخلصی کی صورت نہ پیدا کر سکیں۔ یہ لوگ ایسے ہونے چاہیں کہ خود اپنی قدر جانتے ہوں کیونکہ جو شخص اپنی قدر نہیں جانتا وہ دوسروں کی قدر کیا جانے گا۔ ان لوگوں کا چناؤ محض اپنی فراست، میلان طبیعت یا حسن ظن کی بناء پر نہ کرنا کیونکہ لوگوں کا دستور ہے کہ تصنع اور ظاہر داری سے اپنے آپ کو حاکموں کی فراست کے مطابق بنا لیتے ہیں مگر خیر خواہی اور امانت داری سے کورے ہوتے ہیں''۔

''انتخاب میں یہ بھی دیکھنا کہ اگلے حاکموں کے تحت انہوں نے کیا خدمتیں انجام دی ہیں۔ عوام کو ان سے کیا فائدہ پہنچا ہے اور امانت داری میں ان کا شہرہ کیسا ہے؟ ان باتوں کا لحاظ رکھو گے تو بے شک سمجھا جائے گا کہ تم اللہ کے اور اپنی رعایا کے خیر خواہ ہو۔''

''ہر محکمے کا ایک صدر مقرر کرنا جو محکمے کے تمام کاموں کو اپنے ہاتھ میں رکھے۔ تمہارے منشیوں میں جو عیب ہوگا اور تم اس سے چشم پوشی کرو گے تو وہ عیب خود تمہارا سمجھا جائے گا۔ تجار اور اہل حرفت کا پورا خیال رکھنا ان کو بھی جو مقیم ہیں اور ان کا بھی جو پھیری کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ملک کی دولت بڑھاتے ہیں، دور دور سے سامان لاتے ہیں، خشکیوں، تریوں، میدانوں، ریگستانوں، سمندروں، دریاؤں، پہاڑیوں کو پار کر کے ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔ ایسی جگہوں سے مال ڈھونڈتے ہیں، جہاں اور لوگ نہیں پہنچتے بلکہ وہاں جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتے۔''

تاجر اور اہل حرفہ

''تاجر اور اہل حرفہ امن پسند لوگ ہوتے ہیں، ان سے شورش و بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اس پر بھی ضروری ہے کہ پایہ تخت میں بھی اور اطراف ملک میں بھی ان پر نگاہ رکھی جائے کیونکہ ان میں سے اکثر بڑے تنگ دل، بڑے بخیل ہوتے ہیں۔ اجارہ داری سے کام لیتے ہیں اور لین دین میں کملی ڈال کر لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ اجارہ داری کی قطعی ممانعت کر دینا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن ہاں خرید و فروخت خوش دلی سے

Marfat.com

وقت اللہ ہی کے ہیں بشرطیکہ نیک نیت ہو اور رعایا کو اس نیک نیت سے سلامتی ملتی ہو۔ خدا کے لئے دین کو خالص کرنے میں سب سے زیادہ یہ خیال رہے کہ فرائض منصبی بغیر کسی کمی بیشی کے کما حقہ بجالائے جائیں۔ یہ فرائض صرف خدا کے لئے خاص ہیں اور ان میں کسی کا ساجھا نہیں۔ دن اور رات میں اپنا ایک وقت ضرور خدا کے لئے خاص کر دینا اور جو عبادت بھی تقرب الٰہی کے لئے انجام دینا اس طرح انجام دینا کہ ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہو۔ کسی طرح کا کوئی نقص اس میں رہ نہ جائے۔ چاہے اس سے تمہارے جسم کو کتنی ہی تکلیف ہو۔"

امامت

"دیکھو، جب امامت کرنا تو ایسی امامت نہیں کہ لوگ نماز ہی سے بیزار ہو جائیں اور ایسی امامت بھی نہیں کہ نماز کا کوئی رکن ضائع ہو جائے۔ یاد رکھو، نمازیوں میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، تندرست بھی اور بیمار بھی اور ضرورت مند بھی۔ رسول اللہ ﷺ جب خود مجھے یمن بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا تھا" یا رسول اللہ ﷺ! امامت کس طرح کرونگا؟" جواب ملا کہ" تیری نماز ویسی ہو جیسے سب سے کم طاقت ور نمازی کی ہو سکتی ہے اور تو مومنوں کے لئے رحیم ثابت ہونا" یہ بھی ضروری ہے کہ رعایا سے تمہاری روپوشی کبھی لمبی نہ ہو۔ رعایا سے چھپنا حاکم کی تنگ نظری کا ثبوت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم رعایا کے حالات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ جب حاکم رعایا سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا ہے تو رعایا بھی ان لوگوں سے ناواقف ہو جاتی ہے جو اس سے پردے میں ہو گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے لوگ برے بن جاتے ہیں۔ اچھائی برائی بن جاتی ہے اور برائی اچھائی۔ حق اور باطل میں تمیز اٹھ جاتی ہے اور یہ تو کھلی بات ہے کہ حاکم بھی آدمی ہوتا ہے اور ان سب باتوں کو جان نہیں سکتا جو اس سے چھپالی جاتی ہیں حق کے سر پر سینگ نہیں کہ دیکھتے ہی سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہہ دیا جائے۔"

"سوچو تو تم دو میں سے ایک قسم کے آدمی ہو نگے، یا تو حق کے مطابق خرچ کرنے میں سخی ہو نگے، ایسے ہو تو تمہیں چھپنے کی ضرورت ہی کیا ہے، حق کی طرف سے جو کچھ تمہارے

Marfat.com

ذمے واجب ہو چکا ہے۔ اسے ادا کرو گے یا اور کئی نیک کام کر گزرو گے اور یا پھر تم بخل وضع کی آزمائش میں ڈالے گئے ہو تو اس صورت میں بھی چھپنا غیر ضروری ہے کیونکہ اس قماش کے آدمی سے لوگ بڑی جلدی مایوس ہو کر خود ہی کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تم سے لوگوں کی زیادہ تر ضرورتیں ایسی ہوں گی جن سے تم پر کوئی بوجھ نہ پڑے گا۔ وہ کسی ظلم کی شکایت لے کر آئیں گے یا کسی معاملے میں انصاف کے طالب ہونگے۔ تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ حاکم کے درباریوں اور مصاحبوں میں خود غرضی، تعلّی زیادتی، بدمعاملگی ہوا کرتی ہے۔ ان کے شر سے مخلوق کو بچانے کی صورت یہی ہے کہ ان کی برائیوں کے سرچشمے ہی بند کر دیئے جائیں۔"

"خبردار! کسی مصاحب یا رشتہ دار کو جاگیر نہ دینا۔ ایسا کرو گے تو یہ لوگ رعایا پر ظلم کریں گے۔ خود فائدہ اٹھائیں گے اور دنیا و آخرت میں مخلوق خدا کی بدگوئی تمہارے سر پڑے گی۔ حق کسی کے خلاف پڑے اس پر حق ضرور نافذ کرنا چاہئے، چاہے تمہارا عزیز قریب ہو یا غیر اس بارے میں تمہیں مضبوط اور ثواب خداوندی کا آرزومند رہنا ہوگا۔ حق کا وار خود تمہارے رشتہ داروں اور عزیز ترین مصاحبوں پر کیوں نہ پڑے۔ خوش دلی سے یہ گوارا کرنا ہوگا۔"

"بے شک تم بھی آدمی ہو اور تمہیں خوش دلی سے کوفت ہو سکتی ہے، لیکن تمہاری نگاہ ہمیشہ نتیجے پر رہنی چاہئے۔ یقین کرو نتیجہ تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا۔ اگر رعایا کو تم پر کبھی ظلم کا شبہ ہو جائے تو بے دھڑک رعایا کے سامنے آ جانا اور اس کا شبہ دور کر دینا۔ اس سے تمہارے نفس کی ریاضت ہوگی۔ دل میں رعایا کے لئے نرمی پیدا ہوگی اور تمہارے عذر کا بھی اظہار ہو جائے گا۔ ساتھ ہی تمہاری یہ غرض بھی پوری ہو جائے گی کہ رعایا حق پر استوار ہے۔"

"دیکھو، جب دشمن ایسی صلح کی طرف بلائے جس میں خدا کی رضامندی ہو تو انکار نہ کرنا کیونکہ صلح میں تمہاری فوج کے لئے آرام ہے اور خود تمہارے لئے بھی فکروں سے چھٹکارا اور امن کا سامان ہے لیکن صلح کے بعد دشمن سے خوب چوکس خوب ہوشیار رہنا چاہئے کیونکہ

Marfat.com

ممکن ہے صلح کی راہ سے اس نے تقرب اس لئے حاصل کیا ہو کہ بے خبری میں تم پر ٹوٹ پڑے لہٰذا بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے اس معاملے میں حسن ظن سے کام نہیں چل سکتا اور جب دشمن سے معاہدہ کرنا یا اپنی زبان سے اسے دے دینا تو عہد کی پوری پابندی کرنا۔ زبان کا پورا پاس کرنا۔ عہد کو بچانے کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دینا کیونکہ سب باتوں میں لوگوں کا اختلاف رہا ہے مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ آدمی کو اپنا عہد پورا کرنا چاہئے۔ مشرکوں تک نے عہد کی پابندی ضروری سمجھی تھی حالانکہ مسلمانوں سے بہت نیچے تھے اس لئے تجربوں نے انہیں بتا دیا تھا کہ عہد شکنی کا نتیجہ تباہ کن ہوتا ہے۔ لہٰذا اپنے عہد، وعدے، زبان کے خلاف کبھی نہ جانا۔ دشمن سے دغا بازی نہ کرنا کیونکہ یہ خدا سے سرکشی ہے اور خدا سے سرکشی بے وقوف و سرکش ہی کیا کرتے ہیں۔"

معاہدے

"عہد کیا ہے؟ خدا کی طرف سے امن و امان کا اعلان ہے جو اس نے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے۔ عہد خدا کا حرم ہے جس میں سب کو پناہ ملتی ہے اور جس کی طرف سبھی دوڑتے ہیں۔ خبردار! عہد و پیمان میں کوئی دھوکہ، کوئی کھوٹ نہ رکھنا اور معاہدے کی عبارت ایسی نہ ہونے دینا کہ گول مول مبہم ہو، کئی کئی مطلب اس سے نکلتے ہوں۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو عہد دے چکنے کے بعد ایسی عبارت سے فائدہ نہ اٹھانا اور یہ بھی یاد رہے کہ معاہدہ ہو چکنے کے بعد اگر اس کی وجہ سے پریشانی لاحق ہو تو ناحق اسے منسوخ نہ کر دینا۔ پریشانی جھیل لینا، بدعہدی کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ بدعہدی پر خدا تم سے جواب طلب کرے گا اور دنیا و آخرت میں اس کے مواخذے سے کہیں مفر نہ ہوگا۔"

خون ناحق

"خبردار! خون ناحق نہ بہانا کیونکہ خونریزی سے بڑھ کر بدانجام، نعمت کا ڈھانے والا مدت کو ختم کرنے والا کوئی کام نہیں۔ قیامت کے دن جب خدا کا دربار عدالت لگے گا تو سب سے پہلے خون ناحق ہی کے مقدمے پیش ہونگے اور خدا فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو،

Marfat.com

خونریزی سے حکومت طاقتور نہیں ہوتی بلکہ کمزور پڑ کر مٹ جاتی ہے اور یہ تو کھلی بات ہے کہ قتل عمد میں تم نہ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکتے ہو نہ میرے سامنے۔ لیکن اگر سزا دینے میں تمہارے کوڑے، تلوار اور ہاتھ سے نادانستہ اسراف ہو جائے تو حکومت کے غرے میں مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں کے حوالے کرنے سے باز نہ رہنا۔"

"خبردار! خود پسندی کا شکار نہ ہونا۔ نفس کی جو بات پسند آئے اس پر بھروسہ نہ کرنا۔ خوشامد پسندی سے بچنا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ زریں موقع ہوتا کہ نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔"

"خبردار! رعایا پر کبھی احسان نہ جتانا۔ جو کچھ اس کے لئے کرنا اسے بڑھا چڑھا کر نہ دکھانا اور وعدہ خلافی بھی کبھی نہ کرنا۔ احسان جتانے سے احسان مٹ جاتا ہے۔ بھلائی کو بڑھا کر دکھانے سے حق کی روشنی چلی جاتی ہے اور وعدہ خلافی سے خدا بھی ناخوش ہوتا ہے۔ اور حق کے بندے بھی۔ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے۔" خدا کو نہایت ناپسند ہے کہ ایسی بات کہو جو نہیں کرتے ہو۔"

"جلد بازی سے کام نہ لینا۔ ہر معاملے کو اس کے وقت پر ہاتھ میں لینا اور انجام کو پہنچا دینا۔ نہ وقت سے پہلے اس کے لئے جلدی کرنا نہ وقت آجانے پر تساہل برتنا۔ اگر معاملہ مشتبہ ہو تو اس پر اصرار نہ کرنا۔ روشن ہو تو اس میں کمزوری نہ دکھانا۔ اصل یہ ہے کہ ہر کام اس کے وقت پر کرنا اور ہر معاملے کو اس کی جگہ رکھنا۔ کسی ایسی چیز کو اپنے لئے خاص نہ کر لینا جس میں سب کا حق برابر ہے اور نہ ایسی باتوں سے انجان بن جانا جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ خود غرضی سے جو کچھ حاصل کرو گے تمہارے ہاتھ سے چھن جائے گا اور دوسروں کو دے دیا جائے گا۔ جلد ہی تمہاری آنکھوں پر سے پردے اٹھ جائیں گے اور مظلوم سے جو کچھ لے چکے ہو، اس کی دادرسی ہو گی۔"

"دیکھو، اپنے غصے، طیش کو اور ہاتھ، زبان کو قابو میں رکھنا۔ سزا دینے کو ملتوی نہ کر دینا، یہاں تک کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اس وقت تمہیں اختیار ہو گا کہ جو مناسب سمجھو کرو۔ مگر اپنے

Marfat.com

آپ پر قابو نہ پاسکو گے۔ جب تک پروردگار کی طرف واپسی کا معاملہ تمہارے خیالات پر غالب نہ آجائے۔ گزری ہوئی منصف حکومتوں نیک دستوروں، ہمارے نبی ﷺ کے واقعات اور کتاب اللہ کے فرائض ہمیشہ یاد رکھنا تاکہ اپنی حکومت کے معاملات میں ہمارے عمل کی پیروی کرسکو۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

"تمہیں پوری کوشش سے میری ہدایتوں پر عمل کرنا چاہئے جو اپنی اس وصیت میں لکھ چکا ہوں۔ میرا یہ عہد تم پر حجت ہے اور اس کے بعد اپنے نفس کی خواہشوں کا ساتھ دینے میں کوئی عذر نہ پیش کرسکو گے۔ میں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے دست بدعا ہوں جس کی رحمت وسیع اور قدرت عظیم ہے۔ کہ مجھے اور تمہیں اس راہ کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضامندی اور مخلوق کی بھلائی ہے۔ ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک کے لئے ہر طرح کی اچھائی ہے اور یہ کہ اس کی نعمت ہم پر پوری ہو۔ اس سے عزت افزائی بڑھتی ہے اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت وشہادت پر ہو۔" بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ۔ والسلام علی ابن طالب اللہ کا بندہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا دستور نامے کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سیاسی مکتوبات ملاحظہ فرمائیں۔ آپؒ ورع وتقویٰ اور علم وعمل کا پیکر تھے۔ ہمیشہ عزت کی راہ اختیار کی۔ 28 صفر 1034 ہجری کو 62 سال کی عمر میں انتقال کیا اور سرہند میں مدفون ہوئے۔ حوالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سیاسی مکتوبات۔ (مرتبہ آبادشاہ پوریؒ)

خان اعظم کے نام

ان کا نام عزیز مرزا محمد تھا۔ اکبر کا کوکہ (رضائی بھائی تھا) اکبر اسے دوسرے تمام رضائی بھائیوں سے زیادہ عزیز اور قابل احترام گردانتا تھا۔ خان اعظم کا خطاب پایا تھا۔ خان اعظم اکبر کے آخری ایام میں وکیل مطلق اور امیر الامراء تھا۔ بادشاہ کی مہر اسی کی تحویل میں تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا ارادت مند تھا۔ حضرت مجدد نے ترویج شریعت

Marfat.com

کے سلسلے میں جن امرائے دربار کے ساتھ سب سے زیادہ توقعات وابستہ کر رکھی تھیں خان اعظم ان میں سے ایک تھا۔ خط کا مضمون اس طرح سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احکام اسلامی کو سر بلند کرنے کی جدو جہد میں دشمنان اسلام پر نصرت عطا فرمائے۔ مخبر صادق ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''الاسلام بدء غریبا سیعود کما بدء فطوبی للغرباء'' اسلام کا آغاز مسافرانہ بیکسی کے عالم میں ہوا اور پھر یہی مسافرانہ بیکسی اس پر طاری ہو جائے گی، سو مسافرت کے بیکسوں کو مژدہ جانفزا ہو۔ اسلام کی غربت اور بے چارگی اس انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ کفار برملا اسلام پر زبان طعن دراز کرتے اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ احکام کفر کو بے دھڑک جاری کرتے ہیں اور مسلمان ہیں کہ انہیں اسلامی احکام جاری کرنے سے روکا جاتا ہے اور ان کی بجا آوری پر انہیں مقہور و مطعون گردانا جاتا ہے۔

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ ناز
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

سبحان اللہ وبحمدہ۔ دانشمندوں کا قول ہے الشرع تحت السیف شریعت تلوار کے نیچے۔ یعنی شریعت کا اجراء اور اس کی رونق بادشاہوں سے وابستہ ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس اب معاملہ بالکل الٹ ہو گیا ہے۔ آج جبکہ ہم کمزور ہیں اور اس معرکے میں شکست کھا چکے ہیں آپ کے وجود کو غنیمت شمار کرتے ہیں اور بجز آپ کے کوئی مرد میدان ہمیں نظر نہیں آتا۔ حق تعالیٰ اپنے نبی ﷺ اور ان کے اہل بیت (ان پر درود و سلام اور تحیات و برکات ہوں) کے طفیل آپ کا حامی اور ناصر ہو۔ حدیث میں ارشاد ہوا۔ لن یومن احدکم حتی یقال انہ مجنون۔ تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو دیوانہ نہ کہا جائے اس وقت وہ دیوانگی جو اسلامی غیرت و حمیت پر مبنی ہوتی ہے اس سے آپ ہی کی فطرت بہرہ ور دکھائی دیتی ہے۔ والحمدللہ علی ذالک

آج وہ وقت ہے کہ تھوڑے سے عمل کو بھی اللہ تعالیٰ بکمال مہربانی شرف قبولیت سے نوازتے ہیں اور اس کا بہت بڑا اجر عطا فرماتے ہیں۔ اصحاب کہف سے ہجرت کے سوا اور

Marfat.com

کوئی عمل ظاہر نہیں ہوا، لیکن ان کے اسی عمل سے مقام اعتبار حاصل ہو گیا۔ غلبہ اعدا کے زمانے میں اگر سپاہی تھوڑا سا فکر و تردد اور سعی و کوشش کرتے ہیں تو زمانہ امن و سکون کے مقابلے میں ان کا زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے۔ یہ جہاد باللسان جو آج آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے۔ اسے غنیمت جانئے اور ھل من مزید کا آوازہ پکاریئے اور اس جہاد باللسان کو جہاد بالسیف سے افضل سمجھئے۔ ہم جیسے بے دست و پا فقیر تو اس دولت سے بھی محروم ہیں۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

یعنی ہم نے تمہیں مطلوبہ خزانہ کا پتہ دے دیا ہے اگر ہم اس تک پہنچنے سے عاجز ہیں تو شاید تمہاری رسائی ہی اس تک ہو جائے۔

آپ سے التماس ہے کہ اس بزرگ خانوادے کے اکابر کے ساتھ آپ کو جو محبت ہے اس کی برکت سے جب اللہ تعالیٰ آپ کے کام اور باتوں میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی دینی عظمت اپنے ہم عصروں کی نگاہ میں ظاہر ہو گئی ہے، یہ کوشش فرمائیں کہ اہل کفر کے وہ بڑے شعائر و رسوم جو مسلمانوں میں رائج کر دیئے گئے ہیں مٹا دیئے جائیں اور مسلمان ان منکرات سے محفوظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور سارے مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا کرے۔ پچھلی حکومت کو دین مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عناد معلوم ہوتا تھا۔ موجودہ حکومت میں بظاہر وہ عناد موجود ہے اور اگر ہے تو کم علمی کی بنا پر ہے۔ ڈر یہ ہے کہ کہیں۔ یہاں بھی .... کارفرمانہ ہو جائے اور مسلمانوں کے لئے معاملہ اور بھی تنگ ہو جائے۔ حق تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سید المرسلین ﷺ کی اتباع پر ثابت قدم رکھے۔

والسلام علیکم و علی جمیع من اتبع الھدی

(مکتوب ۶۵، دفتر اول) ص (2-100)

لالہ بیگ کے نام

باز بہادران کا لقب تھا۔ جہانگیر کے اکابر امراء میں سے تھا۔ بنگال کی صوبہ داری پر

Marfat.com

فائز رہا۔ 1016ھ میں وفات پائی۔ صاحب نظر اور اسلامی جوش و جذبہ سے بہرہ منداور حق پرست تھا۔ ہمیشہ اچھے اور پسندیدہ کام سرانجام دیتا تھا۔'' خط کا آغاز یوں ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے دلوں میں حمیت اسلامی کا اضافہ کرے۔ تقریباً ایک صدی سے اسلام پر غربت و بیکسی کا عالم طاری ہے کہ کفار بلاد اسلام میں شعائر کفر کی ترویج ہی پر راضی نہیں ہوتے بلکہ احکام اسلامی کو مٹانا اور اسلام اور اہل اسلام کو بے اثر بنا دینا چاہتے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی شعائر اسلامی کا اظہار کرتا ہے تو مار ڈالا جاتا ہے۔ گائے ذبح کرنا ہندوستان میں اسلام کا بڑا شعائر ہے، کفار جزیہ دینے پر تو شاید رضامند ہو جائیں مگر گائے ذبح کرنے پر ہرگز راضی نہ ہونگے۔

اگر آغاز حکومت ہی سے اسلامیت نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اپنا وقار قائم کرلیا تو فبہاء لیکن اگر معاذ اللہ کچھ بھی وقفہ پڑ گیا تو مسلمانوں کا معاملہ بہت مشکل ہو جائے گا۔ الغیاث، الغیاث، ثم الغیاث، الغیاث اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سعادت سے کون صاحب نصیب بہرہ یاب ہوتا ہے اور کون شاہباز اس متاع بے بہا کو اچک لے جاتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ تو اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اسے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی پر ثابت قدم رکھے۔ والسلام (ص 103) مکتوب 81 (حصہ اول)

شیخ فرید کے نام پہلا خط

آپ بخارا کے رہنے والے تھے۔ اکبر کی زندگی کے آخری سالوں میں ان کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا۔ جہانگیر نے انہیں مرتضے خان کا خطاب دیا تھا۔ شیخ مجموعہ کمالات و اوصاف تھے۔ نیک اور متدین جود وسخا کے پیکر تھے۔ شجاع اور سخی تھے۔ حضرت مجدد نے اصلاح وتجدید کی جو جدوجہد کی اس میں شیخ صاحب نے سب سے زیادہ حصہ لیا۔ خط کا متن ملاحظہ ہو:

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بزرگ آباؤ اجداد کی راہ پر ثابت قدم رکھے۔ اول ان میں سے

Marfat.com

افضل سردار دو جہاں پر اور پھر باقی ماندہ حضرات پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

بادشاہ کو دنیا سے وہی تعلق ہوتا ہے جو دل کو جسم سے۔ اگر دل صحیح وسالم ہو تو جسم بھی صحیح و سالم ہوتا ہے اگر دل فاسد ہو جائے تو جسم بھی فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ بادشاہ کی اصلاح سے دنیا کی اصلاح اور اس کے بگاڑ سے دنیا کا بگاڑ وابستہ ہوا کرتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ عہد ماضی میں اہل اسلام پر کیا کچھ نہیں بیتی۔ گزشتہ ادوار میں اسلام کی غربت اور کسمپرسی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی پھر بھی اہل اسلام کی حالت اس سے زیادہ زار وزبوں نہ تھی کہ وہ اپنے دین پر رہتے تھے اور کفار اپنے مذہب پر۔ جیسا کہ آیہ کریمہ ''لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ'' کا مضمون ہے۔ لیکن عہد ماضی میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کفار تو اپنے استیلا اور غلبے کی بدولت دار الاسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان احکام اسلام کے اظہار سے بھی قاصر تھے۔ اظہار کی جرات کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔

وائے افسوس! اللہ سبحان تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے تو ذلیل وخوار تھے اور ان کے منکر صاحب عزت و اعتبار۔ مسلمان مجروح دلوں کے ساتھ اسلام کے عزادار تھے۔ اور دشمن تمسخر اور استہزاء کر کے ان کے زخموں پر نمک چھڑکتے تھے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردے میں اور حق کا نور باطل کی تاریکی میں مستور تھا۔

آج جب کہ دولت اسلام کی ترقی میں مانع اسباب کے زوال اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوش خبری ہر خاص و عام کو پہنچی، اہل اسلام نے ضروری سمجھا کہ بادشاہ کے ساتھ تعاون اور ترویج شریعت اور تقویت ملت کے متعلق اس کی رہنمائی کریں۔ خواہ یہ امداد و تقویت زبانی ہو یا عملی۔ اولین امداد یہی ہے کہ مسائل شرعیہ اور کتاب وسنت اور اجماع امت کے مطابق عقائد اسلامیہ کو واشگاف بیان کیا جائے تاکہ کوئی بدنیتی اور گمراہ در آ کر غلط راستے پر نہ لے جائے اور کام کو بگاڑ نہ ڈالے۔ اس قسم کی امداد علمائے اہل حق سے مخصوص ہے آخرت جن کی توبہ کا مرکز ہوتی ہے۔ دنیا پرست علماء جن کی تگ ودو کا ہدف دنیائے دنی ہوا کرتی ہے۔ ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کا بگاڑ متعدی بگاڑ ہے۔

Marfat.com

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

زمانہ ماضی میں جو مصیبت بھی نازل ہوئی اسی جماعت کی بدبختی کا ثمرہ تھی۔ ان لوگوں نے بادشاہوں کو غلط راہ پر ڈال دیا تھا۔ جن بہتر فرقوں نے گمراہی کا شیوہ اختیار کیا ان کے پیشوا یہی علمائے سو تھے۔ جب کوئی غیر عالم گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی دوسرے لوگوں کو کم ہی متاثر کرتی ہے، لیکن ایک عالم کی گمراہی بے شمار لوگوں کی گمراہی کا موجب ہوتی ہے۔ ہمارے زمانے کے اکثر صوفی نما جہلا علمائے سو کے حکم میں آتے ہیں۔ ان کا فساد بھی متعدی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب اور اس کے سامنے کلمہ حق کہنے کی استطاعت بخشی ہے۔ اس لئے جناب والا سے توقع ہے کہ خلوت وجلوت میں شریعت محمدی کی ترویج کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو غربت و بے چارگی کے عالم سے نکالیں گے۔

(مکتوب ۴۷ دفتر اول) (ص 108-107)

شیخ فرید کے نام پانچواں خط

الحمد للہ علیٰ ذالک۔ مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر خوشخبری کیا ہوگی اور ماتم زدوں کو اس سے زیادہ مژدہ جانفزا کون سا ہوگا، لیکن چونکہ یہ حقیر و عاجز اس مقصد کے لئے آپ کی خدمت میں متوجہ ہے اس لئے اس سلسلے میں کچھ باتیں عرض کرنا اور لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ امید ہے کہ مجھے معذور گردانیں گے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ غرض مند دیوانہ ہوتا ہے۔

عرض یہ ہے کہ ایسے دیندار علماء بہت تھوڑے ہیں جن کے دل جاہ و امارت کی محبت سے خالی ہوں اور جو ترویج شریعت اور حمایت ملت کے سوا اور کوئی غرض نہ رکھتے ہوں۔ ان علماء میں اگر حب جاہ و منصب پیدا ہوگئی تو وہ ایک دوسرے کے حریف بن جائیں گے۔ ہر ایک اپنی فضیلت وعلمیت جتائے گا۔ پھر وہ اختلافی باتوں کو بیچ میں لے آئیں گے اور انہیں بادشاہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیں گے۔ لامحالہ اس کام میں سخت مشکل پیدا ہو جائے گی۔ عہد ماضی میں علماء کے اختلافات ہی نے دنیا کو مصیبت میں ڈالا تھا اور اب پھر

Marfat.com

وہی معاملہ درپیش ہے۔ ترویج شریعت تو درکنار اندیشہ ہے کہ یہ تجویز پھر تخریب دین کا سبب نہ بن جائے۔ (اس سے نیز علمائے سو کے فتنے سے خدا کی پناہ) اگر اس مقصد کے لئے ایک عالم منتخب کیا جائے تو بہتر ہے۔ اگر یہ عالم دین علمائے حق میں سے مل جائے تو معاون وخوش بختی کے کیا کہنے کہ ایسے عالم حق کی صحبت تو اکسیر ہے، لیکن اگر ایسا عالم نہ ملے تو پھر اچھی طرح سوچ بچار کے بعد گروہ علماء میں سے جس کو بہترین سمجھیں اسے اختیار کرلیں۔

جس طرح کہ مخلوق خدا کی نجات علماء کے وجود سے ہے۔ اسی طرح دنیا کا خسران بھی ان سے وابستہ ہے۔ بہترین علماء بہترین عالم ہیں اور ان میں سے بدترین، بدترین خلائق ہیں۔ دنیا کی ہدایت و گمراہی ان کے ساتھ وابستہ ہے۔ ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ بیکار اور مطمئن بیٹھا ہے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ بولا: اس زمانے کے علماء میرا کام انجام دے رہے ہیں اور دنیا کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے وہی کافی ہیں۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو عالم اقبال مندی اور تن پروری کے کام میں گم ہے وہ اوروں کی رہبری کیا کریگا۔ الغرض اس سلسلے میں صحیح غور وفکر کے بعد اقدام کی ضرورت ہے۔ جب معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پھر اس کا کوئی مداوا ہونے نہیں پاتا۔ (مکتوب ۵۳ دفتر اول) (ص 112-113)

خان جہان کے نام

آپ کا نام بیرم خاں تھا۔ جہانگیر نے آپ کو صلابت خان کا خطاب عطا کیا تھا۔ جہانگیر کے ساتھ اس کے تعلقات دوستانہ تھے۔ نہایت متدین اور حق پرست تھا۔ کتاب و سنت کا صحیح معنوں میں اتباع کرنے والا تھا۔ ان کی مجالس بدعات سے بالکل پاک ہوتیں۔ ان کے نام آپ کا خط ملاحظہ فرمائیے۔

بادشاہ روح کی مانند ہوتا ہے اور باقی انسان جسم کی مثال۔ اگر روح صالح ہوتی ہے۔ تو جسم بھی [illegible] اور سالم رہتا ہے اور اگر روح میں کوئی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو سارا۔

Marfat.com

جسم اس بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے، چنانچہ بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کرنا تمام انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کے مترادف ہے۔اور یہ اصلاح اسلامی تعلیمات کے اظہار سے ہو سکتی ہے۔اس طرح کہ جب بھی موقع ہاتھ آئے اہل سنت والجماعت کے معتقدات کے موافق صحیح اسلامی تعلیمات بادشاہ کے کان میں ڈالی جائیں اور مخالفین کے مذاہب کی تردید کی جائے۔ اگر یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے، تو گویا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وارثت عظمٰی ہاتھ آجاتی ہے اور آپ کو تو یہ دولت مفت مل رہی ہے اس کی قدر و قیمت جاننی چاہئے۔(مکتوب 67(ص 14)(دفتر دوم)

خان جہان کے نام خط نمبر 2

یہی خدمت جس پر آپ سرفراز ہیں اگر اس سے آپ شریعت مصطفوی ﷺ کی ترویج و اجراء کا کام لیں گے تو گویا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کام کریں گے اور دین متین کو منور اور آباد کریں گے۔ہم فقیر اگر سالہا سال تک اس راہ میں جدو جہد کرتے ہوئے اپنی جان بھی دے دیں تب بھی آپ جیسے شاہبازوں کی بلندیوں پر نہیں پہنچ سکتے۔

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند

کس میدان درنمے آید سواراں راچہ شد

توفیق وسعادت کی گیند سامنے ڈالدی گئی ہے۔شاہسواروں کو کیا ہو گیا ہے۔کوئی بھی میدان میں نہیں اترتا۔اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ اے اللہ! اپنی مرضیات کی توفیق عطا کر۔(مکتوب 54 دفتر سوئم)(ص 115)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ نے جب ہوش سنبھالا تو سلطنت مغلیہ زوال پذیر تھی۔ معاشرہ اور سیاست کا حال دگرگوں تھا۔زندگی کے ہر شعبہ میں زوال وانحطاط کے اثرات نمایاں تھے۔ سارا نظام حکومت کھوکھلا ہو چکا تھا۔ اخلاقی قدروں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ مرکز کے کمزور ہو جانے کے باعث ساری سلطنت میں ابتری، بدنظمی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی

Marfat.com

تھی۔ شاہ جہان اور اورنگزیب کی دہلی اپنی عظمت دیرینہ کو خیر باد کہہ چکی تھی۔ دہلی کے خوشحال باشندے ہنگامہ آرائیوں سے سخت پریشان تھے۔ ان کو اپنی عزت و ناموس کا بچانا محال نظر آتا تھا۔ زمین و آسمان کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر ان پر بدحواسی، مایوسی، وحشت، کم ہمتی اور خود فراموشی کے وہ مہیب اثرات طاری تھے جنہوں نے ساری قوم کو بے کار اور مفلوج کر دیا تھا مگر بادشاہ ہنگامہ ہائے ناو دنوش میں مدہوش اور عیش و عشرت میں غرق تھے۔ ان کے چاروں طرف امراء کی سازشوں کا ہولناک جال بچھا ہوا تھا۔ صوبوں میں خود مختاری اور نوابیاں قائم ہو رہی تھیں۔ سارا ملک سیاسی نبرد آزمائی اور کشمکش کا بازیچہ بن گیا تھا۔ پارٹی بندی، اقربا نوازی اور رشوت ستانی کے مسموم اثرات محلات سے گزر کر عوام کی زندگی میں تلخی پیدا کر چکے تھے۔ فوج میں ابتری تھی۔ بددیانتی، غداری، حکم عدولی اور بغاوت نے عسکری نظام کو تباہ کر دیا تھا۔ اقتصادی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی۔ آمدنی کے اصل ذرائع ختم ہو کر رہ گئے تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل و دماغ پر ان حالات کا بے حد اثر ہوا۔ انہوں نے مایوسی اور قنوطیت کو پاس نہ آنے دیا۔ طوفان کے ہر تھپڑے نے انہیں ایک نیا حوصلہ اور ولولہ دیا۔ انہوں نے حالات گرد و پیش کا جائزہ پوری سیاسی بصیرت کے ساتھ لیا۔ زوال و انحطاط کے ایک ایک سبب کا بغور جائزہ لیا اور پھر اپنے اصلاحی پروگرام کا خاکہ تیار کیا۔ ان کے نزدیک مسلم سوسائٹی کے زوال کا سبب مذہبی شعائر سے بے اعتنائی اور علوم دینیہ سے بے تعلقی تھی۔ اقتصادی انحطاط تمام سیاسی انتشار کا باعث بتایا۔ فرمایا کہ جس ملک میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ نہ وہاں عدل و انصاف قائم ہو سکتا ہے اور نہ رشوت سے پاک معاشرہ پنپ سکتا ہے اور نہ مذہب ہی اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔ لہٰذا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض والیان ریاست اور امراء کو بذریعہ خطوط پند و نصائح فرمائیں اور اصلاح احوال کے لئے بڑی مفید اور کارآمد تجاویز بتائیں۔ چند ایک خطوط کے اقتباسات جو امت مسلمہ کے موجودہ حالات سے مطابقت رکھتے ہیں، درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

امیروں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اے امیرو! دیکھو! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے، دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو اور جن لوگوں کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے تا کہ ان میں بعض بعض کو کھاتے اور نگلتے رہیں۔ تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ کھانوں کی کئی کئی قسمیں پکواتے رہو اور نرم و گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے رہو اچھے کپڑوں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ کسی اور طرف منعطف نہیں ہوتی۔"

سپاہیوں سے کہتے ہیں

"تم اعتدال کی راہ اپنے خرچ میں اختیار کرو اور محض اتنی روزی پر قناعت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ جو با آسانی تمہیں اخروی زندگی کے نتائج تک پہنچا دے۔ دیکھو اپنے خرچ کو اپنی آمدنی سے کم رکھا کرو۔ پھر جو بچ جایا کرے اس سے مسافروں اور مسکینوں کی مدد کیا کرو اور کچھ اتفاقی مصائب اور ضرورتوں کے لئے پسماندہ بھی کیا کرو۔"

مشائخ کو للکارتے ہیں

"ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس لئے مرید کرتے ہیں تا کہ ان سے ٹکے وصول کریں۔"

عوام کو خطاب فرماتے ہیں

"اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری نفوس بالآخر فسق کے حدود تک پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اتنے کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں۔ دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر کھایا کرو یا تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اس طرح بے چارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بھی بوجھ نہ بن جاؤ۔ تمہارے لئے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں معاش کی راہ سمجھائے گا جو تمہارے لئے کافی ہوگی۔ اے آدم کے

Marfat.com

بچو! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو جس میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے سیراب ہو، اتنا کھانا جس سے بسر ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کے رہن سہن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہو تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے چاہئے کہ اس پر قناعت کرے اور خدا کا شکر ادا کرے۔ ان افرادی نقائص سے قطع نظر شاہ صاحب نے سلطنت کے زوال کے کئی اور اسباب بھی بتائے ہیں مثلاً فرماتے ہیں۔

"ملک کی خرابی اور ویرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں ایک بیت المال یعنی ملک کے خزانہ پر تنگی، وہ اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دعویٰ سے حاصل کریں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم ہیں جن کا حق اس خزانہ کی آمدنی میں ہے یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام واکرام دیا کرتے ہیں، جیسے زہد پیشہ صوفی اور شاعری اور دوسرے گروہوں میں جو ملک وسلطنت کے کسی کام کے بغیر کسی نہ کسی طریقے سے روزی حاصل کرتے ہیں جو محنت کے بغیر ان کو ملتی ہے۔ یہ لوگ ان کے اور دوسروں کے ذرائع آمدنی کو کم کر دیتے ہیں اور ملک پر بوجھ بنتے ہیں۔ دوسرا سبب، کاشتکاروں، بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری محصول لگانا اور ان پر اس بارے میں سختی کرنا ہے، یہاں تک کہ جو بے چارے حکومت کے مطیع اور اس کے حکم کو مانتے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں جو سرکش اور نادہندہ ہیں وہ اور سرکش ہو رہے ہیں اور حکومت کے محصول نہیں ادا کرتے حالانکہ ملک اور سلطنت کی آبادی سستے محصول اور فوج اور عہدیداروں کے بقدر ضرورت تقرر پر ہے چاہئے کہ اس زمانہ کے لوگ ہوشیار ہو کر سیاست کے اس راز کو سمجھیں۔"

مکتوبات میں زوال کے دیگر اسباب اسی طرح سے متعین کیے ہیں

1- خالصہ (سرکاری زمین پر جو کسی کا حق نہ ہو) کے علاقے کا محدود ہونا۔

2- خزانہ کی قلت۔

3- جاگیرداروں کی کثرت

Marfat.com

4-اجارہ داری کے مسموم اثرات

5-افواج کے مواجب کا بروقت نہ ملنا وغیرہ وغیرہ۔

قوموں کے عروج وزوال کے متعلق آپ نے اس طرح تجزیہ فرمایا

''اگر کسی قوم میں تمدن کی مسلسل ترقی جاری رہے تو اس کی صنعت وحرفت اعلیٰ کمال پر پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر حکمران جماعت آرام وآسائش اور زینت وتفاخر کی زندگی کو اپنا شعار بنا لے تو اس کا بوجھ قوم کے کاری گیر طبقات پر اتنا بڑھ جائے گا کہ سوسائٹی کا اکثر حصہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ انسانیت کے اجتماعی اخلاق اس وقت برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے ان کو اقتصادی تنگی پر مجبور کر دیا جائے۔ اس وقت وہ گدھوں اور بیلوں کی طرح صرف روٹی کمانے کے لئے کام کریں گے۔ جب انسانیت پر ایسی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ انسانیت کو ان سے نجات دلانے کے لئے کوئی راستہ ضرور الہام کرتا ہے یعنی ضروری ہے کہ قدرت الٰہیہ انقلاب کے سامان پیدا کر کے قوم کے سر سے اس ناجائز حکومت کا بوجھ اتار دے۔''

انسانی معاشرے کی ترتیب کے سلسلہ میں ان کا خیال تھا

''معاشی وسائل کو وسیلہ کار بنانے کے لئے بنیادی اصول یہ ہے کہ جائز مال کو قبضے میں لایا جائے اور اس کو اس طرح ترقی دی جائے جس طرح ترقی دینا جائز ہے مثلاً مویشیوں کی افزائش نسل، آبپاشی اور اصلاح زمین کے ذریعے سے زراعت کرنا وغیرہ۔ لیکن اس باہمی تعاون سے معاشی وسائل حاصل کرنے کی شرط لازم ہے۔ یہ حصول ترقی معاشرہ انسانی میں ایک دوسرے کی معاشی زندگی کی تنگی کا باعث نہ بن جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمدن پر فساد پیدا ہو جائے۔

شاہ صاحب کا خیال تھا کہ پیشوں کی غلط تقسیم حکومت کی طرف سے ٹیکسوں کی کثرت اور عیاشانہ زندگی سماج کی بنیادیں کھوکھلی کر دیتی ہے۔ بدور بازغہ (چمک دمک) میں مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر کی حیثیت ایک ''شخص'' کی

Marfat.com

سی ہے اور جس طرح جسم انسانی کو مختلف امراض سے بچانے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح ضروری ہے کہ ''شہر'' کی بھی حفاظت کی جائے۔ فرماتے ہیں کہ اخلاق اگر محض علم سے پیدا ہو سکتے تو کسی برائی کا علم ہو جانے کے بعد انسان میں خود بخود اچھا خلق پیدا ہو جاتا، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس کا صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اخلاق ماحول کی پیداوار ہیں نہ کہ علوم کی۔ ماحول اگر ٹھیک ہو جائے تو اچھے اخلاق کے سرچشمے حرکت میں آ جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں شہروں کی بربادی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگ عمدہ زیورات، نفیس لباس، شاندار عمارات، لذیذ طعام اور عورتوں کے حسن وغیرہ کے پیچھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک بگاڑ پڑ جاتا ہے۔

حالات کی اصلاح اور درستی کیلئے والیان ملک کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''تو اس کے بعد ملاء اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کی مرضی یہ ہے کہ تم اے بادشاہو! ہر علاقہ اور تین دن یا چار دن کی ہر مسافت پر ایک صاحب عدل امیر کو مقرر کرو، جو ظالم سے مظلوم کا حق لے سکتا ہو، اور شرعی حدود قائم کر سکتا ہو اور اس کی کوشش کرے کہ ان کی طرف سے پھر سرکشی اور فساد پیدا نہ ہو اور ارتداد اور کبیرہ کا ارتکاب نہ کر سکیں۔ اسلام بالکل فاش اور علانیہ ہو جائے، اس کے شعائر بالکل کھلم کھلا، ظاہر ہوں اور اپنے منصبی فرائض کو ہر شخص اختیار کرے۔ چاہیے کہ ہر شہر کے امیر کے پاس اتنی قوت و شوکت ہو جس کے ذریعے سے اپنے شہر کی اصلاح پر وہ قابو پا سکے، مگر اتنی شوکت قوت نہ ہو کہ اس سے خود نفع اٹھانے لگے اور بادشاہ وقت سے سرکشی کرنے لگے چاہیے کہ ہر اقلیم (صوبہ) میں ایک بڑا امیر بھی مقرر ہو جس کے ذمہ فقط جنگ کی ذمہ داری عائد کی جائے، چاہیے کہ اس کی فوجی جمعیت ایسے بارہ ہزار مجاہدوں کی ہو جو اللہ کی راہ میں کسی ملامت سے خوف زدہ نہ ہوں اور ہر سرکش باغی سے جنگ کر سکتے ہوں، جب یہ ہو چکے تب چاہیے کہ منزلی نظامات اور دیگر معاملات کی جانچ کی جائے اور اسی قسم کی دوسری باتوں کی کوئی بات ایسی باقی نہ رہ جائے جو شریعت کے مطابق نہ ہو تا کہ لوگ ہر لحاظ سے امن و عافیت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ انسان کو

Marfat.com

جب کوئی تکلیف گھیر لیتی ہے اور مصیبتوں کے منحوس سائے اس پر چھا جائے ہیں تو اس وقت وہ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے کسی حالت میں ہو، التجائیں کرتا ہے، دعائیں مانگتا ہے اور پختہ وعدے کرتا ہے کہ میرے رب میری یہ مشکل آسان فرما۔ مجھے اس بربادی سے بچالے۔ میں عمر بھر تیرا شکر گزار بندہ بنا رہوں گا۔ کبھی تیری نافرمانی کا خیال تک بھی دل میں نہیں لاؤں گا۔ لیکن ادھر مصیبت کا بادل چھٹا ادھر حضرت انسان نے سب وعدے فراموش کر دیئے اور پھر پرانی روش کو اختیار کر لیا لیکن یہ شیوہ ہر انسان کا نہیں بلکہ فقط وہی لوگ اس طرح کیا کرتے ہیں جو اسراف اور بے اعتدالی کے عادی ہوں۔ ان کی بگڑی ہوئی فطرت اور مسخ شدہ ذہنیت ان گناہوں میں بڑا حسن اور جاذبیت محسوس کرتی ہے۔ جس کرتوت کے باعث وہ گرداب ہلاکت میں پھنسا تھا، جس گناہ نے اس کی زندگی کے امن وسکون کو تہ وبالا کر دیا تھا اب پھر وہ اسے اختیار کر رہا ہے۔ آخر کار وہ دونوں جہاں میں ذلیل وخوار ہوگا۔

Marfat.com

باب چہارم

تقرر امام

Appointment, Nomination, Fixation of:- (President, the Priemier chief or the Chief Executive)

☆ امامت کی اہلیت کے لئے کون سی شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

☆ امام (صدر مملکت) میں کون سی صفات ہونی چاہئیں؟

☆ وزارت کی اقسام (وزارت تفویض اور وزارت تنفیذ۔

☆ وزیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں؟

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی المتوفی 450ھجری اپنی مشہور کتاب ''الاحکام السلطانیہ'' میں فرماتے ہیں کہ نبوت کی جانشینی کے لئے امامت ہے تاکہ دین کی حفاظت ہو اور دنیا کا انتظام برقرار رہے، کسی نہ کسی شخص کا امت میں اجماع امت سے (بہرے اس سے مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں) امام مقرر کیا جانا واجب ہے اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا اس مسئلہ کا وجوب از روئے عقل ثابت ہے یا از روئے شرع بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ از روئے عقل واجب ہے کیونکہ تمام ارباب خرد فطری طور پر اپنے معاملات ایسے رہبر کے سپرد کر دینا چاہتے ہیں جو انہیں ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے اور مخاصمت باہمی میں ان کے درمیان فیصلہ کرے، اگر ذی اقتدار افراد نہ ہوں تو عالم میں شخصی اقتدار پھیل جائے اور تہذیب واجتماع کا شیرازہ بکھر جائے۔ جاہلی شاعر کہتا ہے۔ (ترجمہ) جب لوگوں پر ذی اقتدار لوگ نہ رہیں تو انہیں اقتدار شخصی کبھی مفید نہیں ہوتا اسی طرح جب جاہل سردار بن جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان میں ارباب اقتدار ہی نہیں ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا وجوب عقل سے نہیں بلکہ شرع سے ثابت ہے اس لئے کہ امام احکام شرعیہ کو قائم کرتا ہے اور عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ ان کے زبردستی

Marfat.com

تسلیم کرائے جانے کا ارادہ نہ ہو، اس لئے عقل سے اس کا وجوب ثابت نہیں ہوتا علاوہ بریں عقل اس بات کو ضروری سمجھتی ہے کہ ہر عاقل خود کو باہمی ظلم و علیحدگی سے بچائے اور تقسیم حقوق و میل جول میں مقتضائے عقل کے بموجب عمل کرے مگر اس وقت خود اپنی ہی عقل سے کام لے سکتا ہے دوسرے کی اسے ضرورت نہیں البتہ شریعت نے دین کے معاملہ میں تمام امور کی باگ ایک شخص مجاز کو تفویض کر دی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

''اے ایمان والوں اطاعت کرو اللہ کی اس کے رسول کی اور اپنے حکمرانوں کی''۔

(النساء:59)

اس آیت سے اللہ نے ہم پر اپنے حکام کی اطاعت فرض کر دی ہے اور یہ حکام وہ امام ہیں جو ہم پر مقرر کئے گئے ہیں۔ جب امامت کا وجوب ثابت ہو گیا تو یہ اپنے حکم میں جہاد اور حصول علم کی طرح فرض کفایہ ہے اگر کوئی ایک امام بن گیا تو تمام لوگوں سے اس کی ذمہ داری ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص اس ذمہ داری کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوا تو اب لازمی طور پر جمہور میں سے دو قسم کے لوگ ہوں گے ایک اہل اختیار جو کسی کو امام منتخب کریں، دوسرے اہل امامت کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی اس منصب کے لئے خود کو پیش کرے، ان کے علاوہ باقی قوم کے افراد پر امامت کے انعقاد کی تاخیر میں کوئی الزام نہیں۔

جب معلوم ہو گیا کہ صرف یہی دو قسم کے لوگ انعقاد امامت میں ضروری ہیں تو دیکھا جائے گا کہ اس بارے میں جن صفات کا ہونا ضروری خیال کیا گیا ہے وہ بھی ان میں پائی جاتی ہیں؟ اہل اختیار میں تین صفتوں کا اعتبار کیا جاتا ہے پہلے حق پژوہی (پژوہ بمعنی تحقیق کرنا، کھوج لگانا) مع اپنے پوری شرطوں کے، جس سے انہیں معلوم ہو کہ کون امامت کا اس کی تمام شرطوں کے ساتھ مستحق ہے تیسرے دانا و مفکر کیوں کہ یہ باتیں بہترین اہلیت رکھنے والے آدمی کے انتخاب میں ممد ہوتی ہیں۔

امامت کی اہلیت کے لئے کیا شرائط ہونی چاہیں؟

Marfat.com

امامت کی اہلیت کے لئے ان سات شرطوں کا ہونا ضروری سمجھا گیا ہے، پہلی پڑدہی (اپنی تمام شرطوں کے ساتھ) (دوسری) علم (امام ایسا عالم ہو کہ وہ عام ہدایات اور غیر معمولی واقعات کے وقت اجتہاد کر سکے) (تیسری) صحت حواس ونطق (چوتھی) صحت اعضاء تاکہ وہ اسے حرکت سے نہ روکے اور باآسانی اٹھنے بیٹھنے میں حارج نہ ہو (پانچویں) عقل وفراست (جورعیت کی نگہبانی اور مصالح ملکی کے روبکار لانے میں معین ہو (چھٹی) شجاعت ودلیری (جس سے ملک کی حفاظت اور دشمن سے جہاد کیا جائے) (ساتویں) اعلیٰ حسب نسب (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بے چین پایا اور فرمانے لگے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں خلافت کے بارے میں کیا کروں۔ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا، زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا، سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب پر کئی وجوہات کی بنا پر راضی نہ ہوئے) بالآخر فرمایا ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کا وہ شخص اہل ہے جو قوی ہو مگر سخت نہ ہو، مسکین مزاج ہو مگر کمزور نہ ہو، خرچ کرنے میں محتاط ہو مگر بخیل نہ ہو، سخی ہو مگر مسرف نہ ہو۔''

صدر مملکت میں کون سی صفات ہونی چاہئیں؟

ایک اچھے صدر میں پاکیزہ صفات پائی جانی ضروری ہیں۔ مثلاً اس کا دامن کبیرہ گناہوں سے داغدار نہ ہو۔ احسان وفضل کی صفات سے متصف ہو۔ حکومت کی ذمہ داریوں کو بجالانے کی ہمت اور قوت ہو۔ عفو ودرگزر کرنا جانتا ہو۔ جبر واستبداد سے بچتا رہے۔ سیاست کو ٹینشن فری یعنی تناؤ سے پاک رکھے۔ متقی، خدا ترس اور پرہیزگار ہو۔ جب مسند حکومت پر بیٹھے تو اپنے رب کی یاد سے غافل نہ ہو۔ جب ملک کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہوں تو وہ ان خزانوں کو اپنے ذاتی آرام وآسائش اور عیش وعشرت میں صرف نہ کرے۔ بدکاری اور فسق وفجور پروان نہ چڑھنے دے۔ زمام حکومت ہاتھ

Marfat.com

آنے کے باوجود اپنا سر نیاز اپنے رب کے حضور عاجزی وانکساری سے جھکائے رکھے۔ غریبوں اور مسکینوں پر دست شفقت رکھے۔ رعایا کی ضروریات زندگی پوری کرنے والا ہو۔ وزیر اور مشیر دیندار، صائب الرائے، قانع، صابر اور وفادار ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان سلاطین اور ان کے امراء وزراء کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہونی چاہئے۔ آپ کو عالی ہمتی، بلند حوصلگی، فن سپہ گری میں مہارت، قبائے شاہی کے اندر درویشی، عبادات میں مشغولیت، علمی ذوق وشوق، وسعت مطالعہ کے ایسے نادر نمونے ملیں گے جن کی نظیر ملنی مشکل ہوگی۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں: سلطان شمش الدین التمش، سلطان غیاث الدین، بلبن، ناصر الدین محمود، فیروز تغلق، شیر شاہ سوری، اورنگزیب عالمگیر، عبدالرحیم خان خاناں، یہاں صرف شیر شاہ سوری کے معمولات زندگی پر تھوڑی سی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تہائی رات رہتی کہ بیدار ہو جاتا، غسل کرتا، نوافل پڑھتا، نماز فجر سے پہلے اوراد ختم کر لیتا۔ مختلف صیغوں کے حسابات دیکھتا، روزانہ کا نظام عمل بناتا۔ پھر نماز فجر کے لئے وضو کرتا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر اذکار و اوراد میں مشغول ہو جاتا۔ نماز اشراق پڑھتا۔ لوگوں کی ضروریات معلوم کرتا۔ افواج شاہی اور اسلحہ کا معائنہ کرتا۔ ملک کی روزانہ آمدنی اور مالیہ کا معائنہ کرتا۔ پھر ارکان سلطنت اور سفراء حاضر ہوتے۔ مناسب ہدایات دیتا۔ دوپہر کے کھانے پر علماء اور مشائخ بھی دستر خوان پر ہوتے۔ دو گھنٹے اپنے ذاتی کام کرتا۔ قیلولہ کرتا۔ نماز باجماعت پڑھتا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ پھر امور سلطنت میں مشغول ہو جاتا۔ سفر و حضر میں اس نظام الاوقات میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی۔

وزارت کی اقسام

وزارت کی دو قسمیں ہیں وزارت تفویض (Delegation of power) اور وزارت تنفیذ (Inforce operative), (to inforc, to give effect)

وزارت تفویض کے یہ معنی ہیں کہ امام کسی شخص کو وزیر بنا کر امور سلطنت کی باگ اس کے ہاتھ میں دیدے جنہیں وہ اپنی رائے اور صوابدید سے انجام دے اس قسم کی وزارت کے

Marfat.com

جواز کی ممانعت نہیں ہے کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ان کی زبانی فرماتا ہے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ (طٰہٰ)

''یعنی میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا تاکہ اس کی مدد سے میں اپنی کمر مضبوط کرلوں اور اسے اپنے کام میں شریک کرلوں۔'' جب نبوت میں وزارت جائز ہے تو امامت میں بدرجہ اولیٰ جائز ہے کیونکہ امام جس کے سپرد تمام امت کے معاملات کی انجام دہی ہے وہ خود اپنے اختیارات کو تقسیم کئے بغیر ان معاملات کو انجام نہیں دے سکتا، نیز تدبیر حکومت میں ایک شخص کا اور شریک ہو جانا شخص واحد کے مقابلے میں زیادہ مفید ہے کیونکہ اس صورت میں امام اپنے وزیر سے معاملات ملکی میں امداد اور مشورہ لیتا رہے گا اور اس طرح غلطیوں اور نفرتوں سے زیادہ محفوظ رہے گا۔

وزارت تنفیذ (Ministry of Enforciment/Promulgation)

جس طرح اس وزارت کا اقتدار و اختیار کم ہے اسی طرح اس کے لئے شرائط بھی کم ہیں۔ کیونکہ اس منصب کی کارگزاری امام (یعنی صدر) کی رائے اور تدبیر پر موقوف ہے اور یہ وزیر، امام اور اس کی رعایا اور والیوں کے درمیان محض ایک ذریعہ یا واسطہ ہوتا ہے، اس کا کام صرف یہ ہے کہ امام جو ہدایتیں اور احکام دے انہیں وہ نافذ و ساری کردے، دوسرے عہدہ داروں کے تقرر، فوجوں کی تیاری، واقعات حاضرہ اور حادثات فاجعہ سے امام کو مطلع کرتا رہے اور ان کے متعلق امام سے احکام حاصل کر کے انہیں جاری کرے اس کا کام ہدایات کی تعمیل ہے ہدایت نہیں۔ اس وزارت کے صرف دو فرائض ہیں ایک یہ کہ اہم خبریں صدر تک پہنچا دے دوسرے جو صدر حکم دے اسے رعایا تک پہنچا دے، اس عہدے کے لئے سات صفات کے وجود کا لحاظ کیا جاتا ہے (1) امانت تاکہ جو بات اس سے کہی جائے اس میں خیانت نہ کرے اور جس خیر خواہی کی اس سے توقع کی گئی ہے اسے ملوث نہ کردے (2)

Marfat.com

صدق لہجہ تا کہ ہر قسم کے احکام میں اس پر پورا بھروسہ کیا جائے (3) یہ کہ لالچی نہ ہو اگر لالچی ہوا تو رشوت لے کر طرف داری کرے گا یا احکام کی تعمیل میں التواء کر دے گا (4) یہ کہ اس میں اور عوام میں کوئی بغض و عداوت قائم نہ ہو، کیونکہ عداوت، انصاف و عدل دونوں سے روکتی ہے (5) یہ کہ مرد ہو، وہ ہر بات خلیفہ تک پہنچائے اور اس سے جو احکام ملیں انہیں رعایا تک پہنچادے، یہ خلیفہ کے لئے گواہوں کی حیثیت رکھتے ہیں (6) ذکاوت و ذہانت ہوتا کہ وہ احکام کو اچھی طرح سمجھ لے کہ ان پر ان کی غرض و غانیت پوری طرح واضح ہو اگر ایسا نہ ہو گا تو بڑی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ (7) یہ کہ وہ عاشق مزاج اور شوقین نہ ہو کیونکہ یہ باتیں حق سے باطل کی طرف لے جاتی ہیں اور ایسے شخص کے لئے سچ اور جھوٹ میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ محبت عقل کو معطل کر دیتی ہے اور صحیح راستے سے ہٹا دیتی ہے۔ (8) یہ کہ مدبر اور تجربہ کار ہو۔ اس منصب پر کوئی عورت فائز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "ما افلح قوم اسند وا امرهم الى امراة" اس قوم نے فلاح نہیں پائی جس نے اپنی حکومت کسی عورت کے حوالے کر دی، علاوہ بریں اس عہدے کے لئے رائے حاصل کرنے کی قوت اور ثبات عزم کی ضرورت ہے جس سے عورتیں عاجز ہیں، نیز انہیں تمام کام خود انجام دینا پڑیں گے اور اس وجہ سے علانیہ باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ جس کی انہیں ممانعت ہے۔ الحاصل وزیر تفویض خود ہی احکام نافذ کر سکتا ہے اور فوجداری مقدمات کا تصفیہ کر سکتا ہے یہ اختیارات وزیر تنفیذ کو حاصل نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وزیر تفویض کو سرکاری عہدہ دار مقرر کرنے کا حق ہے، مگر وزیر تنفیذ کو یہ حق حاصل نہیں، تیسرے یہ کہ وزیر تفویض تمام فوجی اور جنگی انتظامات خود کر سکتا ہے۔ وزیر تنفیذ کو اس کا حق حاصل نہیں، چوتھے یہ کہ وزیر تفویض کو خزانے پر اقتدار حاصل ہے وہ سرکاری مطالبہ وصول کر سکتا ہے اور سرکار پر جو واجب الادا ہے اسے ادا کر سکتا ہے یہ حق بھی وزیر تنفیذ کو حاصل نہیں۔ ان کے علاوہ ان دونوں عہدوں کے اختیارات اور شرائط تقریباً یکساں ہیں۔

وزیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں

Marfat.com

وہ عفیف اور وضعدار ہو، مہذب و تجربہ کار ہو، اسرار حکومت کا امین ہو، مشکل سے مشکل کاموں میں مستعد ہو، جس کے سکوت سے حلم اور گفتگو سے علم نمایاں ہو، صرف آنکھ کے اشارے سے وہ بات سمجھ جائے اور ایک لمحے کی مدت ہی اس کے لئے کافی ہو، اس میں امراء کا سا دبدبہ ہو، حکماء کی سی دوراندیشی، علماء کی سی تواضع اور فقہاء کی سی سمجھ ہو، اگر اس پر احسان کیا جائے تو وہ ممنون ہو، اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو صبر کرے وہ آج کے فائدہ کو کل کے نقصان کی وجہ سے ضائع نہ کرے وہ اپنی چرب زبانی اور فصاحت سے قلوب کو موہ لے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ تمام اوصاف کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں اور اگر ایسا ہو جائے تو اس کے انتظام کی خوبی ہر شے میں پائی جاتی ہے۔ اگر ان شرائط میں کمی ہو گی تو اسی نسبت سے انتظام حکومت میں بھی خلل واقع ہو گا۔

Marfat.com

باب پنجم

اقبال کا پیغام بلاد عربیہ کے نام

اقبال نے اپنی منتخب نظموں میں سے ایک خاص نظم بلاد عرب اور امت عربیہ کے لئے اپنی نیک خواہشات اور محسوسات کے اظہار کی خاطر لکھی ہے جس میں ان کے فضل وشرف اسلام کی علمبرداری اور انسانیت کی دستگیری کا ذکر کیا ہے اور تاریخ کی اس عظیم اور تابناک صبح کی طرف اشارہ کیا ہے، جو انسانیت کی شب فراق وحرماں کی صبح وصال وسعادت بن گئی۔

آپ امت عربیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''اے وہ امت عربیہ! جس کے بیابان وصحرا کے لئے بھی اللہ نے بقائے دوام مقدر کر دیا ہے۔ وہ کونسی قوم ہے جس کے نام پہلے پہل قرآن جیسا مقدس صحیفہ اترا، وہ کون سی جماعت ہے، جسے اللہ نے توحید کا راز دار بنایا اور جس نے معبودان باطل کی خدائی سے علانیہ انکار کر کے ان کی عظمت کا تختہ الٹ دیا۔ وہ کونسی سرزمین ہے، جہاں وہ مشعل ہدایت روشن ہوئی جس سے عالم منور ہو گیا، کیا دنیا تمہارے سوا کسی اور کا نام لے سکتی ہے؟

علوم وفنون زندہ ہوئے اور تہذیب وتمدن نے برگ وبار پیدا کئے، ان کے حلقہ بگوشوں میں وہ اولوالعزم فاتح، اَبطَال، اور قائدین پیدا ہوئے جنہوں نے حق و باطل کی جنگ میں حق وصداقت کو فیصلہ کن کامیابی عطا کی، انہوں نے دنیا کو وہ خداشناس مجاہد دیئے جو دن کو میدان جنگ کے شہسوار اور رات کے اندھیروں میں عابد شب زندہ دار بن کر رہے، جنہوں نے تلواروں کی چھاؤں میں اذانیں دیں اور عین معرکہ حرب وضرب میں نماز شوق ادا کی۔

اس کے پیغام کی ہمہ گیری کے نیچے قلب ودماغ اور عقل وروح دونوں جمع ہو جاتے ہیں، رومیؒ کا ذکر اور رازی کا فکر اس کے سائے تلے بہم ہو جاتے ہیں، علم وحکمت، دین و شریعت، بادشاہت اور حکومت سب اسی کا طفیل، اور الحمراء اور ''تاج محل'' اسی کا عطیہ، اس کی بعثت کا تحفہ اور اس کی عبقری امت کا ہدیہ ہیں، یہ شاندار اسلامی تہذیب تو اس کے ذوق جمال کی ایک ظاہری جھلک ہے، اس کے باطنی حسن کا اندازہ تو عارفین وکاملین بھی نہیں لگا

Marfat.com

سکتے۔ وجود رحمۃ للعالمین سے پہلے انسان ایک مشت خاک سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا، ان کی بعثت نے ایمان واحسان اور علم وعرفان سے اسے آگاہ کیا۔

اقبال عربوں کے دور جاہلیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعثت محمدی سے پہلے عربوں کا کوئی نظام نہ تھا، اور وہ فوضویت اشتراکیت وطوائف الملوکی اور انارکی کا شکار تھے، ان کی زندگی جانوروں کی زندگی تھی، اور کھانے پینے سے آگے ان کے سامنے زندگی کا کوئی اور مقصد نہ تھا، ان کی تلوار چمک دار ضرور تھی، لیکن جوہر سے خالی اور کند تھی، وہ اسلام سے پہلے اونٹوں کو چراتے تھے، لیکن اسلام کے بعد دنیا کی جہاں بانی ان کے حصہ میں آ گئی اور ان کی تکبیر جہاد سے شرق وغرب گونج اٹھے۔

عربوں کی شجاعت اسلام اور للّٰہیت کی مدح کے بعد انہیں یہ منظر غم ناک کر دیتا ہے، جب وہ دیکھتے ہیں کہ عربوں میں اب نشاط کے بعد جمود و بے حسی، وحدت کی جگہ تفرقہ، قیادت کے بجائے تقلید و پسماندگی پیدا ہو گئی ہے تو وہ انہیں دوستانہ عتاب کے ساتھ مخاطب کرتے اور کہتے ہیں "تمہارے جمود وضمود پر ایک عالم افسوس کر رہا ہے کہ دوسری قومیں کس طرح تم سے آگے نکل گئیں تم نے اپنے پیغمبر کی قدر نہیں کی اور اس کے پیغام کو بھلا دیا۔ تم پہلے ایک ملت "ملت مسلمہ" تھے، لیکن آج ٹکڑیوں اور گروہوں میں بٹ گئے، پہلے حزب اللہ ہی تمہاری جماعت تھی، لیکن اب تمہاری جماعتیں بے شمار ہیں، عربوں کو معلوم نہیں کہ جو اپنی شخصیت اور حیثیت پر ظلم کرتا ہے اور اعتماد نفس کھو دیتا ہے، وہ عالم وجود ہی سے مٹ جاتا ہے، اور جو اپنی چھاؤنی سے نکل کر دشمن کی پناہ ڈھونڈتا ہے، وہ ذلت و بدبختی اور محرومی و ناکامی کا منہ دیکھتا ہے، عربوں کا دشمن ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں انہوں نے خود اپنے ساتھ ناانصافی کی ہے، اور روح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح آج امت عربیہ سے شکوہ سنج اور گلہ گزار ہے۔

آنچہ تو باخویش کر دی کس نکرد　　روح پاک مصطفیٰ آمد بدرد!

اے زافسون فرنگی بے خبر　　فتنہ ہار در آستین اُونگر!

حکمتش ہر قوم را بے چارہ کرد　　وحدت اعرابیاں صد پارہ کرد

Marfat.com

تا عرب در حلقہ دامش فتاد آسماں یک دم اماں اورانداد

شاعر افرنگ کے مکروفریب اس کے خطرناک منصوبوں اور ارادوں کو خوب سمجھتا ہے، اس لئے کہ اسے اس نے قریب سے دیکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ عربوں کو خوشگمانی میں مبتلا دیکھ کر قدرتی طور پر تکلیف محسوس کرتا ہے اور ان کی اس سادہ لوحی اور زود اعتمادی پر فریاد کرتا ہے کہ وہ انہیں اپنا نجات دہندہ اور مشکل کشا سمجھتے ہیں، وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں۔" نادانو! عقل کے ناخن لو تم فرنگ پر اعتماد کر رہے ہو، لیکن اس کے پوشیدہ عزائم کی تمہیں خبر نہیں، تمہیں معلوم نہیں کہ سحر فرنگ نے کتنوں کو مرد بیمار اور مجبور و گرفتار بنا کر رکھا دیا ہے تمہیں نظر نہیں آتا کہ افرنگ نے تمہاری وحدت ختم کر کے بیسیوں حکومتیں بنا دیں اور جنگوں میں ان کا کل سرمایہ لوٹ کر ایسا غارت کیا کہ کوئی غمخوار بھی نہیں ملا، اتنا کہنے کے بعد اقبال پھر اپنی فطری رجائیت سے کام لیتے ہوئے اور عربوں کو نشاۃ ثانیہ کے لئے ابھارتے ہوئے کہتے ہیں۔

"تمہیں خدا نے جو بصیرت دی ہے، اس سے کام لو اور ردبی ہوئی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنا دو، اپنے اندر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پیدا کرو، اور اس راز کو سمجھ لو کہ قوت کا منبع دین و ایمان ہی ہیں، جو مومن کا سرمایہ ہیں، اے صحرانشینو! جب تک تمہارے دل اسرار الٰہیہ کے امین ہیں تم ہی دین کے نگہبان اور دنیا کے پاسبان ہو، تمہاری فطرت خیر وشر کی میزان ہے اور تم روئے زمین کے وارث ازالی ہو جب تمہارا کوکب اقبال مطلع مشرق سے نمایاں ہوگا تو ہر روشنی ماند پڑ جائے گی۔"

صحرا کی فضائیں تمہارے لئے تنگ ہوسکتی ہیں لیکن اگر تم اپنی خودی کی تعمیر کرتے ہوتو تمہارے وجود کے آفاق بے کراں ہو جائیں گے، اور تم آندھی سے زیادہ تند اور سیلاب سے بڑھ کر تیز ہو جاؤ گے اور بازی گاہ حیات میں تمہارا کوئی مقابل نہ ہوگا۔ اقبال حسرت سے پوچھتے ہیں، آخر کس نے تمہیں زندگی کی دوڑ میں پیچھے کر دیا حالانکہ عصر حاضر تمہاری ہی محنتوں کا پھل اور تمہاری دعوت و جہاد کا نتیجہ ہے، زمانے کی باگ جس دن سے تمہارے

Marfat.com

ہاتھوں سے نکل کر مغرب کے ہاتھوں میں آئی ہے اسی دن سے انسانیت نے اپنا وقار و اعتبار شرف و عزت اور کرامت و افتخار کھو دیا ہے اور منافقت و دین بیزاری اس کا شعار بن گیا ہے۔ اے بادیہ نشیں! اور اے صحرانورد!! اپنا مقام دیکھ اور رفتار زمانہ کو روک لے، تاریخ کا رخ موڑ دے اور قافلہ بشریت کی اس کے مقصد اعلیٰ اور منزل آخر کی طرف رہنمائی کر!

اقبال روح رسول ﷺ سے مخاطب ہوتے ہیں، اور امت کی پسماندگی اور زبوں حالی کا رونا روتے اور ایمان کی حرارت، زندگی کی حرکت کی نایابی پر آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام آج وطن میں اجنبی اور پردیسی بن کر رہ گیا ہے وہ روح محمد ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں آپ کی امت کا شیرازہ ابتر اور جمعیت برہم ہوگئی، یہ امت مرحوم و محروم اب کہاں جائے اور کیا کرے؟ بحر عرب اپنی روانی اور طغیانی اور جوش و خروش کھو چکا ہے اور عرب بھی اپنے سوز دروں سے خالی ہو چکے ہیں، اب میری تسکین و تسلی کی کیا سبیل ہو اور میرے رنج والم کا مداوا کون کرے، زندگی کے طویل سفر میں آپ کی امت کا حدی خواں حیران و سراسیمہ ہے، لیکن مستقبل کی منزل دکھائی نہیں دیتی، اللہ آپ کی امت کے حال زار پر نگاہ کرم فرمائیں اور اس نازک گھڑی میں اس کے دست گیر ہوں۔

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ زاد اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روح محمد! آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے؟

حساس شاعر کو یہ بات سخت ناگوار اور اس کی ناخوشی کا باعث ہے کہ عرب باوجود مسلسل تجربات کے مغربی طاقتوں کو اپنا دوست اور ہمدرد سمجھیں اور ان سے اپنے مسائل و مشکلات کا حل طلب کریں اور خصوصاً مسئلہ فلسطین کے منصفانہ حل کی امید رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز کر دیں کہ مغربی طاقتوں پر یہودی بری طرح مسلط ہیں اور ان کی سیاسی، اقتصادی اور صحافتی مشنری یہود کے ہاتھ میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ جو شعلہ

Marfat.com

حیات تاریخ میں کبھی بڑی تب وتاب سے سامنے آیا تھا، وہ آج بھی عربوں کے اندر موجود ہے اور کسی وقت بھی بھڑک سکتا ہے، مجھے یقین ہے کہ عربوں کی مشکلات کا حل لندن اور جنیوا میں نہیں بلکہ ان کی خودی کی تعمیر میں مضمر ہے، اخیر میں شاعر امرائے عرب سے اپنی جرأت گفتار کی معذرت کرتے ہوئے کہتا ہے" کہ عربوں سے مجھے امید ہے کہ وہ اس عجمی کی تاب گفتار کو معاف کریں گے اور اس عجمی کی جرأت گفتار کو اپنے معاملات میں مداخلت نہ سمجھیں گے، اے اہل عرب! تم اس دین کے اولین حقیقت شناس ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ محمد ﷺ کا قرب ابولہب سے انقطاع ہی پر منحصر ہے اور ایمان وکفر ایک دوسرے کے مقابل ہیں، اسی طرح اسلام قومیت، وطنیت اور مادی فلسفوں سے بیزار اور الگ ہے۔ اور عالم عربی سرحدوں اور سرزمینوں کا نام نہیں بلکہ محمد عربی سے انتساب اور اس دین کے تعلق کا دوسرا نام ہے"۔

کرے یہ کافر ہندی بھی جرأت گفتار   اگر نہ ہو امرائے عرب کی بے ادبی
یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو   وصال مصطفوی، افتراق بولہبی
نہیں وجود حدود وثغور سے اسکا   محمد عربی سے ہے، عالم عربی!

بلاد عربیہ کے متعلق اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے احساسات، خیالات اور نیک تمناؤں کا ذکر آپ نے پڑھا۔ آج پون صدی ہونے کو ہے مگر بد قسمتی سے حالات سنورنے کی بجائے دن بدن مزید بگڑتے گئے ہیں۔ فلسطین پر یہود ونصاریٰ کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی آرہی ہے۔ بلاد عرب اقوام یورپ کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔ عراق پر غاصبانہ قبضہ سے روح اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی غمزدگی اور افسردگی کا اندازہ کرنا محال ہے۔ اب مسلمانان عالم کی بے حسی اور کم ہمتی کی حالت قابل رحم نہیں بلکہ قابل مواخذہ ہو چکی ہے۔ اقبال نے تبھی کہا تھا......

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

Marfat.com

20 ستمبر 2003ء کے روزنامہ پاکستان لاہور میں شائع ہونے والا بی بی سی کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں اور ملت اسلامیہ کی عزت اور غیرت کی بربادی کا اندازہ لگائیں، مقام عبرت ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو۔ محض دعاؤں پر ہی اکتفا نہ کر ورنہ دین و دنیا دونوں میں ذلت و رسوائی کا سامنا ہوگا۔ سچا مسلمان موت سے ہرگز ڈرا نہیں کرتا۔ ''پاکستان کی فلسطین پالیسی دعاؤں تک محدود ہے۔'' ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی کان بہرے کرنے والی خاموشی کے جواب میں ناانصافی کیخلاف صرف مغرب سے آواز اٹھتی ہے۔ عرب ممالک زبانی جمع خرچ کی حد تک تو فلسطینیوں کی حمایت کرتے ہیں، لیکن عملی طور پر کچھ نہیں۔ تمام اسلامی ممالک اتنے ہی بے بس ہیں جتنا غریب اور مسکین پاکستان یا امیر اور مسکین عرب، بی بی سی لندن (بی بی سی اردو ڈاٹ کام) کی ایک بڑی خبر تھی ''امریکی ویٹو پر عربوں کا غصہ'' یہ خبر پڑھنے والے بہت سے ایسے پاکستانیوں کا بلڈ پریشر بھی اونچا ہو گیا ہوگا جو عربوں کو مکہ مدینے کی نسبت سے مقدم سمجھتے ہیں ان کے چاند پر عید کرتے ہیں اور ان کی تکلیف پر آنسو بہاتے ہیں۔ بی بی سی نے اپنے تبصرے میں کہا ہے کہ پوچھیں تو اس خبر میں کوئی بڑی بات ہے نہ اہم۔ آپ کا بچہ محلے کے بدمعاش کو برا بھلا کہنا چاہے اور آپ اسے روکنے کے لئے ایک آدھ تھپڑ مار کر اسے ہوم ورک کرنے بٹھا دیں تو بچہ غصہ تو کرے گا لیکن کیا آپ کے محلے داروں کو اس کی کوئی پرواہ ہوگی؟ تو ہمیں کیوں پرواہ ہو؟ کیا اسرائیل کے خلاف پیش کی گئی قرارداد کو امریکہ نے پہلی بار ویٹو کیا ہے؟ کیا عربوں کو پہلی بار غصہ آیا۔ جب اس سے پہلے انہیں غصہ آیا تو انہوں نے کیا کر لیا؟ اور اس بار کر لیں گے؟ اب اس سارے کھیل میں جو رویہ آسان فہم ہے وہ تو اسرائیل اور امریکہ کا ہے ایک غاصب ہے اور دھڑلے سے اس کا اقرار کرتا ہے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کو ردی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ دوسرا اس کی مکمل پشت پناہی کرتا ہے اور اس کو جارحیت انسانی حقوق اور ایٹمی پھیلاؤ جیسے موضوعات پر متفقہ عالمی قوانین کی پابندی سے مستثنیٰ سمجھتا ہے عرب ممالک صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ فلسطینیوں کی اخلاقی حمایت (بین الاقوامی تعلقات کی لغت میں

Marfat.com

اس کا مطلب ہے "منہ زبانی جمع خرچ" تو جاری رکھیں لیکن عملی طور پر انہیں کچھ نہ کرنا پڑے۔ غیر عربوں میں ایک تو پاکستان ہے جس نے اپنی عرب دوستی میں اسرائیل سے کبھی سفارتی تعلق بھی نہیں جوڑا، لیکن اس کی فلسطین پالیسی بھی مساجد میں نماز جمعہ کے بعد کی دعا میں فلسطین کی آزادی مانگنے تک محدود ہے۔ سلامتی کونسل کا غیر مستقل رکن ہونے کے ناطے بھی پاکستان ویٹو استعمال کرنے پر امریکہ سے جو احتجاج کر سکتا تھا وہ اس نے نہیں کیا۔ انڈونیشیا، ملائیشیا اور ترکی میں بھی عوام کا ایک حصہ تو فلسطینیوں کی پرجوش حمایت کرتا ہے لیکن اجتماعی سطح پر یہ ممالک بھی اتنے ہی بے بس ہیں جتنا غریب اور مسکین پاکستان یا امیر اور مسکین عرب۔ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی کان پھاڑ دینے والی خاموشی کے جواب میں اگر کوئی آواز اس ناانصافی کے خلاف اٹھتی رہتی ہے تو وہ مغرب سے ہی اٹھتی ہے اور خود اسرائیل سے۔ گھریلو اسلحے سے لڑنے والے جنگجوؤں کی بہادری اور جبر کے پنجے میں جینے والے عام فلسطینیوں کی ثابت قدمی کے علاوہ صرف یہ آوازیں ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ استعمار کی ہار ہو کر رہے گی اور انصاف کی جیت ہوگی۔ ایک برطانوی اخبار کے مضمون میں اسرائیلی پارلیمان کے سابق سپیکر اوراہام برگ، فلسطینی علاقوں پر اسرائیلی قبضے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ نظام کسی صورت نہیں چل سکتا۔ انسانی سنگدلی پر کھڑا ہر نظام آخر میں بکھر جاتا ہے۔ اس گھڑی کو نوٹ کر لیں صیہونیت کا ڈھانچہ ابھی سے ایک گھٹیا شادی ہال کی طرح ٹوٹ کر گر رہا ہے۔ فلسطینی بچوں کو غیر انسانی سلوک کا نشانہ بنانے والے اسرائیلی حیران کیوں ہوتے ہیں جب یہی بچے اپنے جسم سے بم باندھ کر ہمارے چائے خانوں اور کلبوں کو اڑانے آ جاتے ہیں؟ باقی رہے مسلمان تو ان کا اخلاقی فرض غصہ کرنا اور ان کا مقدر غصہ پینا ہے۔

Marfat.com

باب ششم

اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ فلسطین

اقبال کو ذاتی طور پر مسئلہ فلسطین اور عربوں کے مستقبل سے نہایت گہری دلچسپی تھی، وہ مسٹر جناح کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

'' مسئلہ فلسطین نے مسلمانوں کو مضطرب کر رکھا ہے (مسلم لیگ کی بدولت) شاید فلسطین کے عربوں کو کچھ فائدہ پہنچ جائے، ذاتی طور پر میں کسی ایسے امر کیلئے جس کا اثر ہندوستان اور اسلام دونوں پر پڑتا ہو جیل جانے کے لئے تیار ہوں، ایشیاء کے دروازے پر ایک مغربی چھاؤنی کا مسلط کیا جانا اسلام اور ہندوستان دونوں کے لئے پر خطر ہے وہ مس فارقوہرسن کو لکھتے ہیں'' فلسطین پر یہودیوں کا بھی کوئی حق نہیں یہودیوں نے اس ملک کو رضا مندانہ طور پر عربوں کے فلسطین پر قبضہ سے بہت پہلے خیر باد کہہ دیا تھا، صیہونیت بھی کوئی مذہبی تحریک نہیں، علاوہ اس امر کے کہ مذہبی یہودیوں کو صیہونیت سے کوئی دلچسپی نہیں خود فلسطین رپورٹ نے اس امر کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے'' ہندوستان میں جتنی فلسطین کانفرنسیں ہوئیں سب میں اقبال کے مشورے اور ہمدردیاں شامل تھیں۔ علامہ نے فلسطین رپورٹ کے خلاف مسلمانان لاہور کی کانفرنس کے موقع پر ایک بیان دیا تھا، جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ'' عربوں کے ساتھ جو ناانصافی برتی گئی ہے، مجھے اس کا ایسا ہی شدید احساس ہے جیسا مشرق قریب کی صورت حال سے واقف کسی شخص کو ہوسکتا ہے، یہ مسئلہ مسلمانان عالم کو ایک موقعہ بہم پہنچاتا ہے کہ وہ پوری قوت سے اس امر کا اعلان کر دیں کہ وہ مسئلہ جس کا حل برطانوی سیاستدان تلاش کر رہے ہیں محض قضیہ فلسطین ہی نہیں بلکہ ایک مسئلہ ہے، جس کا شدید اثر تمام دنیائے اسلام پر ہوگا۔ مسئلہ فلسطین کو اگر اس کے تاریخی پس منظر میں دیکھا جائے تو فلسطین ایک خالص اسلامی مسئلہ ہے، بنی اسرائیل کی تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو فلسطین میں مسئلہ یہود تو تیرہ صدیاں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کے یروشلم میں داخلہ سے قبل ختم ہو چکا تھا، فلسطین سے یہودیوں کا جبری اخراج کبھی بھی علم میں نہیں آیا بلکہ بقول پروفیسر ہوکنگ یہود اپنی مرضی اور ارادہ سے اس ملک سے باہر پھیل گئے اور ان کے مقدس صحائف کا غالب حصہ فلسطین سے باہر ہی مرتب و مدون ہوا، مسئلہ فلسطین کبھی بھی عیسائیوں کا مسئلہ نہیں رہا، زمانہ حال کے تاریخی انکشافات نے "پیٹر دی ہرمٹ" کی ہستی ہی کو محل اشتباہ قرار دے دیا ہے۔"

پہلی جنگ عظیم کا افسوسناک انجام یہ تھا کہ نزلہ عالم اسلام پر گرا، ادھر ترکی کی خلافت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر گیا اور اتحادیوں نے سیاسی بندر بانٹ اور تقسیم کا پرانا حربہ آزادی سے استعمال کیا، چنانچہ ترکی کا مشرقی حصہ روس کے ہاتھ لگا اور مغرب کے یورپی صوبے بلقان ہنگری، بلغاریہ وغیرہ مکمل طور پر خودمختار ہو گئے، ایران اور شام فرانس کے ہاتھ لگا، اور مصر و عراق پر برطانیہ نے قبضہ جمایا، اس طرح سے عالم اسلام کے حصے بخرے ہو گئے، فلسطین کا مسئلہ ذرا بین الاقوامی نوعیت کا تھا، اس لئے اسے "تہذیب و ترقی" کی راہ پر گامزن کرنے کیلئے برطانیہ کے زیر انتداب رکھا گیا اقبال اس صورت حال پر روشنی ڈالتے ہیں اور یورپ کی اس سیاسی چال کو سامنے لاتے ہیں کہ پہلے کمزور ممالک کو ظلم کا نشانہ بناتا ہے اور پھر اس کے غم میں مگرمچھ کے آنسو بھی بہاتا اور ہمدردی ظاہر کرتا ہے، تاکہ عالمی سیاسیات میں ساکھ بھی قائم رہے، اور اپنا مقصد بھی نکل آئے۔ یورپ اس حکمت عملی کو تہذیب اور اصلاح، انتداب اور نگرانی کا نام دیتا ہے لیکن یہ استحصال کے سوا اور کچھ نہیں۔

اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے ہر ملت مظلوم کا یورپ ہے خریدار
جلتا ہے مگر شام و فلسطین پہ مرا دل تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عقدہ دشوار
ترکان جفا پیشہ کے پنجے سے نکل کر بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار

جمعیت اقوام (League of Nations) نے اس زمانے میں بھی عربوں اور ایشیائیوں کے ساتھ موجود امتیازی سلوک جاری رکھا تھا، اور اس پر یہودی اور مغربی ممالک مسلط تھے، اقبال اسی لئے اسے کہیں، " داشتہ پیرک افرنگ کہتے ہیں کہیں ان کو کفن چوروں

Marfat.com

سے تشبیہ دیتے ہیں، جو مشرق کو قبرستان بنا کر اسے بھی تقسیم کر لینے کے در پے رہتے ہیں۔

بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند!

اقبال علیہ الرحمہ مغربی سیاسیات پر یہودیوں کے بڑھتے ہوئے اثر کو سمجھ گئے تھے ان کا خیال ہے کہ ایک نہ ایک دن یورپ ان کے دام فریب کا شکار ہو کر رہے گا۔

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار — جنکی روباہی کے آگے ہیچ ہے زور پلنگ
خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح — دیکھئے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

اپنی دوسری نظم ''یورپ اور یہود'' میں یہی خیال ظاہر فرماتے ہیں۔

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی!

5 جون 67ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد یہودی اور یہود نواز حلقوں کی ایک رائے یہ سننے میں آ رہی ہے کہ یہودیوں کو عربوں نے ان کے وطن سے نکالا تھا، اس لئے اگر انہوں نے اپنا وطن دوبارہ زبردستی لے لیا ہے تو اس میں ان کا کیا قصور، یہ سرزمین تو جیسا کہ صیہونی (ZIONISTS) کہتے ہیں ارض موعودہ (LAND PROMISED) ہے جہاں ہر یہودی کا آنا ضروری ہے۔

اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے خطوط و بیانات میں اس کا جواب دیا تھا کہ یہودی فلسطین سے اپنی مرضی سے نکلے تھے، اور یہ ''خروج'' عربوں کے فتح فلسطین سے پہلے ہی ہو چکا تھا، تاہم اقبالؒ نے یہودیوں کے اس دعوے کو تسلیم کرتے ہوئے ایک چبھتا ہوا سوال یہ اٹھا دیا کہ اگر فلسطین پر یہودیوں کا حق ہے تو عربوں کا حق اسپین اور سسلی اور دوسری یورپین مفتوحہ علاقوں پر کیوں نہیں ہو سکتا ہے، یہودیوں کا یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے ریڈ انڈین امریکہ پر اور ہن، گاتھ اور گال قومیں برطانیہ پر دعویٰ کر دیں یا ہندوستان کے آریہ ایران اور روس پر دعویٰ کر دیں کہ ان کا وطن اصلی واپس دیا جائے۔

اقبال علیہ الرحمہ کی نظر میں یہ تاریخ پر ظلم اس کے ساتھ مذاق اور اسے اپنی مرضی سے

Marfat.com

بد لنے کی مضحکہ خیز کوشش ہے، اگر انہیں وطن دینا ہی ہے تو جرمنی میں دینا چاہئے جہاں سے وہ نکالے گئے، اپنے دعویٰ سے ہزار سالہ دست برداری اور خاموشی کے بعد یہودیوں کا نیا دعویٰ بالکل بے دلیل ہے، اور اس کے پیچھے مغرب کا ہاتھ ہے۔

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق — ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا
مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور — قصہ نہیں تاریخ کا یا شہد ورطب کا!

وہ فلسطینی عربوں کے مضمرات وامکانات اور ان کی صلاحیتوں سے واقف ہیں، اس لئے انہیں خودی کی پرورش، اور لذت، نمود کی خلش کے لئے ابھارنا چاہتے ہیں اور وہ سوز و ساز یاد دلاتے ہیں جس سے زمانہ اب بھی محروم نہیں ہے، اقبال کے پیام خودی میں ظاہر ہے کہ عربی جذبات اور اسلامی احساسات، ایمان ویقین، کی کیفیات، روحانی امکانات اور عزم وثبات ہی بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ عربوں کو انہی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جنگ حریت میں آنے کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا اور خودی پر بھروسہ کے سوا یورپ یا اقوام متحدہ پر اعتماد خوش فہمی یا خود فریبی سے زیادہ کچھ نہیں......

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ — میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تیری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں — فرنگ کی رگ جاں پنجہ، یہود میں ہے
سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات — خودی کی پرورش و لذت نمود میں ہے

Marfat.com

باب ہفتم

مسلمانوں کا عروج وزوال

تاریخ اسلام کی روشنی میں

تاریخ عالم کا یہ واقعہ کس قدر حیرت انگیز ہے کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں نے نہایت محیر العقول طریقہ پر ترقی کی اور اپنے کارناموں کا نقش صفحہ تاریخ پر اس طرح ثبت کیا کہ دنیا کی دوسری قومیں ان کی عظمت و برتری کے سامنے سر اطاعت خم کر دینے پر مجبور ہو گئیں، اب وہی مسلمان ہیں۔ جن پر فلاکت ونحوست مسلط ہے۔ ان کا شیرازہ ملی پراگندہ ہے۔ دفاع قوت ابداع واختراع سے محروم اور ہاتھ سیاسی طاقت وقوت کی عنان سے ناآشنائے محض ہیں، مردم شماری کے لحاظ سے اتنے مسلمان پہلے کبھی نہیں تھے۔ جتنے کہ اب ہیں مگر ساتھ ہی علم وعمل، ایمان وایقان اور روحانیت واخلاق کے لحاظ سے جتنے پست اور زبوں حال اب ہیں، پہلے اتنے کبھی بھی نہیں تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چند سالوں بعد ہی مسلمانوں نے جزیرۃ العرب سے نکل کر دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلنا شروع کیا تو سخت ترین عداوتوں کے باوجود اس انداز سے آگے بڑھتے رہے کہ پہلی صدی کے ختم ہونے سے پہلے پہلے انہوں نے مشرق میں سندھ اور چینی ترکستان تک اور مغرب میں اندلس تک اپنی حکومت ومملکت کے حدود وسیع کر لئے اور ان ملکوں میں صرف سیاسی طاقت وقوت ہی حاصل نہیں کی بلکہ اسلام کی حقانی تعلیمات اور اسلامی تمدن وتہذیب نے ایسا رنگ جمایا کہ چند ملکوں کو چھوڑ کر تمام مفتوحہ ممالک خالص اسلامی ملک بن گئے۔ پھر علوم وفنون میں، ایجادات واختراعات میں، تہذیب نفس اور نظام اخلاق کی ترتیب وتدوین میں انہوں نے اپنی ذہنی دماغی غرض عظمت وبرتری کا ایسا عمدہ ثبوت دیا کہ کوئی متعصب مورخ بھی ان کو جھٹلا نہ سکا۔ لیکن اب حالت دگرگوں ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ان پر زوال اور انحطاط کا تسلط ہے علم وعمل کے ہر

Marfat.com

میدان میں وہ سب سے پیچھے رہ گئے ہیں۔اسلامی اقداراور افرادیت اس قدر مضمحل ہو چکی ہیں کہ آج کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی پہلے زمانے کے مسلمانوں کا جانشین یا ان کے منصب وعظمت کا وارث کہنا کسی طرح زیب نہیں دیتا۔

وہ کون سے عوامل تھے جو مسلمانوں کی عظیم الشان ترقی کا باعث بنے،جن کی وجہ سے مسلمان دنیا کی سب سے بڑی اور صالح ترین قوم بنی۔ان اسباب کو معلوم کرنے کے بعد تاریخی اعتبار سے پتہ چلے گا کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مختلف اندرونی اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے ان عوامل میں کس طرح انحطاط اور اضمحلال پیدا ہوتا رہا تا آنکہ کئی صدیاں گزرنے کے بعد جب یہ تدریجی اضمحلال اپنے آخری نقطہ تک پہنچ گیا تو اس کا نتیجہ بد وہ ہوا جو آج ہم سب کے سامنے ہے۔اور جس کا دردانگیز نظارہ ہر حساس مسلمان کی آنکھ کو ایک پیہم دعوت تدبر و تفکر اور ہر دردمند دل کو مسلسل اذن فغان سنجی و ماتم سرائی دے رہا ہے۔ ہزاروں برس پر محیط روائیداد غم تفصیل کے ساتھ یہاں بیان نہیں کی جاسکتی۔تاہم چند اہم امور کی طرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفا ہوگا۔

حکمت

انسان میں دو قوتیں ہیں۔ایک سوچنے اور غور کرنے کی قوت،جس کو قوت نظر کہتے ہیں۔یہ قوت اشیاء عالم کی حقیقتیں دریافت کرتی اور ان کی کنہ و ماہیت کا کھوج لگاتی ہے۔ پھر مختلف اعمال و افعال کے پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کرتی ہے کہ کون سا عمل اچھا ہے اور اس لئے لائق اخذ ہے کون سا عمل برا ہے اور دوسری قوت یعنی قوت عملیہ کو تحریک ہوتی ہے اور وہ قوت نظری کے فیصلہ کے مطابق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی تحریک کرتی ہے،ان دونوں قوتوں کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ایک مبداء ادراک ہے اور دوسرا مبداء تحریک۔انہیں دونوں قوتوں کی بے اعتدالی سے جب یہ افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔رذئل اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور جب ان میں اعتدال پایا جاتا ہے تو ان سے فضائل اخلاق کا ظہور ہوتا ہے۔جس طرح ہر انسان میں ایک قوت نظری اور ایک قوت عملی ہوتی

Marfat.com

ہے۔ٹھیک اسی طرح ہر قوم کا ایک مزاج ہوتا ہے اور اس اعتبار سے پوری قوم کی ایک قوت نظری ہوتی ہے، جس کے آئینہ میں اشیاء عالم کے حسن وقبح کو دیکھتی اور جانچتی ہے اور پھر اسی طرح ایک ہی اس پوری قوم کی قوت عملی ہوتی ہے۔جس کے باعث قوم کے تمام افراد متحد و متفق ہو کر کوئی کام کرتے ہیں۔اس وقت ان افراد کے عقائد و اعمال میں ایک ہم آہنگی، یکسانیت اور استواری پائی جاتی ہے، ان سب کا مرکز نگاہ ایک ہوتا ہے۔ایک ہی مقصد اور ایک ہی جذبہ کے ماتحت ان کی تمام حرکات ہوتی ہیں۔یہ ظاہر ہے کہ اگر اس قوم کے مزاج میں فتور نہیں آیا ہے اور اس کا دماغ اور اس کے اعضاء و جوارح تندرست ہیں تو اس قوم کا ہر اقدام مستحسن اور اس کا ہر عمل نیک ہوگا اور یہ قوم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رحمت و برکت کا سرچشمہ ثابت ہوگی۔وہ جس کسی سمت کا رخ کرے گی۔باطل اور شر و فساد کی تمام ظلمتیں خود بخود چھٹتی چلی جائیں گی اور حق و صداقت کے آفتاب کی شعاعیں لحہ بہ لحہ وسعت پذیر ہوتی رہیں گی۔

لہٰذا تمام اسلامی تعلیمات اصولی اور اساسی طور پر صرف دو چیزوں سے متعلق ہیں۔ ایک انسانی عقیدہ اور دوسری انسانی عمل و کردار، عقیدہ کا تعلق قوت نظری سے ہے اور عمل و کردار کا تعلق قوت عملیہ سے۔اسلام کا دستور اساسی یعنی قرآن مجید اول سے آخر تک انہیں امور کی تشریح و توضیح اور انہیں حدود و قدور کے بیان و تفسیر پر مشتمل ہے اور اس بناء پر یہ کہنا قطعاً بے مبالغہ ہے کہ اسلام کا منشاء انسان کی قوت نظری اور قوت عملی کو کامل و مکمل کر کے اسے حکمت بالغہ کا درس دینا اور اس طرح اس کو حقیقی طور پر اشرف المخلوقات بنانا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی بعثت کو مومنین کے حق میں اپنا ایک بہت بڑا احسان جتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا۔جب اس نے انہیں کے درمیان میں سے ایک رسول بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔اگرچہ من قبل لفی ضلال مبین یہ پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔یہی وہ حکمت ہے جس کو قرآن مجید کی آیت وَمَنْ يُؤْتَ

Marfat.com

الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا[1] میں خیر کثیر فرمایا گیا ہے۔ حکمت کو خیر کثیر فرمانے کی وجہ سے ہی علماء اخلاق نے کہا ہے کہ حکمت صرف علم کا نام نہیں بلکہ عمل بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ کیونکہ جو علم بغیر عمل کے ہو۔ اس کا خیر کثیر ہونا تو کجا وہ تو سراسر وبال اور مصیبت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ "جو علم بغیر عمل کے ہو وہ وبال ہے اور جو عمل بغیر علم کے ہو وہ ضلال ہے"۔ غرض یہ ہے کہ قرآن مجید ایک ایسا دستور العمل اور نظام نامہ اخلاق وعقائد ہے کہ اگر قوت نظری اور قوت عملی دونوں کی حرکت اس دستور کی روشنی میں ہوگی تو ان قوتوں کے مالک میں حکمت پیدا ہو جائے گی۔ ٹھیک اسی طرح جو قوم اس قرآن کو عقیدہ اور عمل دونوں میں اپنا اسوہ بنائے گی۔ وہ بے شبہ دنیا کی سب سے زیادہ صالح اور کامیاب ترین قوم ہوگی اور اسے حق ہوگا کہ سب سے بلند اور ارفع ہو کر رہے۔

حکمت کی مشہور اقسام

توحید

توحید کا تعلق قوت نظری سے ہے۔ اس عقیدہ کا مفاد یہ ہے کہ انسان ذات وصفات میں کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائے۔ وہ دل سے اس بات کا یقین رکھے کہ دنیا کے تمام نفع وضرر کا مالک صرف اللہ ہے، وہ ہمارا خالق ہے اور ہم اس کی مخلوق، ہم سب اسی کی اطاعت اور عبادت کریں گے کسی اور چیز کے سامنے اپنی پیشانی نہیں جھکائیں گے۔ ہمارا رزق، موت، زندگی، عزت وذلت، کامرانی وناکامی، دولت وغربت، ان سب کا ملنا ملانا محض اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس بناء پر ہمیں صرف اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے۔ اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھنی چاہئیں اور جو کچھ مانگنا ہو اسی سے اس کو طلب کرنا چاہئے۔ اس یقین واعتبار کے ساتھ دل سے اس بات کا بھی اقرار کرنا چاہئے کہ انسان سب برابر ہیں کوئی کسی کا حاکم اور کوئی کسی کا محکوم نہیں۔ کسی شخص کو کسی دوسرے پر آمرانہ چیرہ دستی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کے قانون کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی قانون بنا کر اس کو اللہ کے بندوں پر لازم کر دے۔ البتہ نظام زندگی کو چلانے کے لئے صلاحیت واستعداد کے مطابق

Marfat.com

تقسیم علم کی ضرورت ہوگی، اس بناء پر کوئی امیر ہوگا اور کوئی وزیر، کوئی قاضی اور مفتی ہوگا اور کوئی صناع و تاجر، لیکن ان میں سے کسی کو کسی پر کوئی ذاتی فضیلت و برتری حاصل نہ ہوگی، مرتبہ انسانیت میں یہ سب برابر ہیں۔ پس تمام بھلائیاں اور حقیقی فلاح و بہبود انہی خوش نصیب انسانوں کے لئے ہے جو اپنی ہستی کو اللہ کے وجود ابدی و سرمدی میں فنا کر کے اپنی کوئی ذاتی خواہش اور جذبہ رکھتے ہی نہیں۔ ان کی محبت، عداوت، فقیری و درویشی، امارت و ثروت اور اہل عالم سے مختلف باہمی تعلقات اور ان کی رعایت یہ سب صرف اللہ کے لئے اور اسی کے حکم کے ماتحت اور اسی کا فرض بندگی بجالانے کے لئے ہوتا ہے۔ ان کا ایمان تھا کہ ہمارا مرنا جینا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا سب اللہ کے لئے ہے، ہمارا مقصد زندگی اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اس کے اوامر و نواہی کی دنیا میں تبلیغ و اشاعت ہے اور بس اس کے علاوہ زندگی کا کوئی اور مصرف ہی نہیں ہے۔ اس قوی تصور اور ایمان محکم کی وجہ سے ایک طرف وہ دنیا کی بڑی سے بڑی شہنشاہیت اور دنیوی جاہ و حشم سے ذرہ برابر مرعوب نہیں ہوتے تھے اور دوسری جانب چونکہ ان کے عزائم مستحکم اور ایک مرکز لاہوتی سے وابستہ ہو جانے کی بناء پر ان کے ارادے پہاڑ کی طرح مضبوط اور اٹل تھے۔

اتقاء

اب توحید کے بعد طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے اعمال ہیں۔ جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور جن کو کرنے سے اس کی رضامندی حاصل ہوتی ہے اور وہ اعمال کیا ہیں جو اس کے قہر و غضب کا موجب بنتے ہیں۔ عقائد کے علاوہ اسلام کی تمام تعلیمات انہیں اعمال کے بیان اور ان کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہیں۔ ان تمام اسلامی اعمال و افعال میں افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال کی پوری رعایت رکھی گئی ہے۔ بالفاظ مختصر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام اسلامی اعمال کی بنیاد اتقاء پر قائم ہے یعنی وہ معاملات جن کا تعلق اللہ اور بندہ کے تعلق سے ہے اور وہ معاملات جو ایک انسان کے دوسرے انسان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے معاملات میں بنیادی طور پر اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ تمام انسانی اعمال و افعال کا

Marfat.com

مقصد حکم خداوندی کی بجا آوری ہے۔ یہاں تک کہ اگر باپ بیٹے پر خرچ کرتا ہے یا بیٹا باپ کی تعظیم وتکریم کرتا ہے تو اس کی نیت یہ ہونی چاہیئے کہ چونکہ اللہ نے اس تعلق ابوت و نبوت (باپ بیٹے) کی بناء پر مجھ کو حکم دیا ہے۔ اس لئے میں یہ کام کر رہا ہوں اگرچہ اس فعل سے حظِ نفس بھی ضرور حاصل ہوگا۔ لیکن ذاتی حظ نفس کا حصول مقصد کار نہ ہونا چاہیئے۔ اس ایک مثال پر ہی دوسرے شخصی اور بین الاقوامی تعلقات کو قیاس کر لیجئے۔ غرض یہ ہے کہ اسلامی اعمال میں روح اتقاء کے کارفرما ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی قبائل و افراد کو قبائلی عصبیت اور دوسرے تعصبات جاہلیت مثلاً وطنیت، رنگ ونسل کی برتری، دولت وثروت کا غرور، جسمانی طاقت وقوت کا گھمنڈ، خودغرضی، نفس پرستی اور تن پروری باہمی تباغض اور تحاسد، خواہ شخصی ہو یا اجتماعی، ان میں سے ہر ایک لعنت سے نجات مل جاتی ہے اور ان لعنتوں میں گرفتار ہو کر انسانیت کو جس درد و کرب سے دوچار ہونا پڑتا ہے انسانی سوسائٹیاں ان سے محفوظ ہو کر امن وعافیت کی زندگی بسر کرنے لگتی ہیں۔

اسلامی اوامر و نواہی کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ اسلام نے قوائے عملیہ میں سے کسی قوت کو نہ تو بالکل جامد و خامد (کم عقل بے حس) کرنا چاہا ہے اور نہ اس کو بالکل مطلق العنان چھوڑا ہے کہ جو چاہے کرے بلکہ بشری تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک قوت کے حدود عمل کی تعین وتحدید کر دی ہے۔ مثلاً قوت شہوی کا کام ہے جلب ملائم (جلب کردن اپنی طرف کھینچنا، ملائم نرم پرسکون) اور قوت غضبی کا دفاع مضار، تو اسلام نے یہ بتایا کہ درحقیقت ملائم یا مرغوب کون سی چیز ہے اور کون سی نہیں، پھر یہ بتایا کہ اگر یہ چیز ملائم و مرغوب ہے تو اس کی جلب وتحصیل کا کیا م طریقہ ہے؟ نیز اس کی تشریح کر دی کہ یہ جلب وتحصیل کتنا ہونا چاہیئے؟ اس کی کتنی مقدار نافع ہے اور کتنی مضر! اسی طرح قوت غضبی کا کام ہے۔ دفع مضار، تو اسلام نے اس قوت کی تہذیب کے لئے بتایا ہے کہ واقعی مضار کون کون سی چیزیں ہیں۔ پھر یہ کہ جو چیزیں مضر یا مؤلم ہیں۔ ان کو کس طرح دفع کرنا چاہیئے۔ اسلامی تعلیمات کی یہی وہ جامعیت اور موزونیت ہے۔ جس کی وجہ سے ان میں اتنی لچک ہے کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر

Marfat.com

مقام پر اور ہر شخص کے لئے لائق عمل ہیں۔

اسلامی عقائد و اعمال پر جو سوسائٹی کاربند اور عمل پیرا ہوگی۔ اسے بے شبہ دنیا کی سب سے زیادہ مہذب، شائستہ اور مدنیت صالحہ کا مالک ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہی وہ سوسائٹی ہوگی۔ جس کے دلوں میں کسی شخص یا کسی قوم کے خلاف ذاتی نفرت و عناد کے جذبات نہیں ہوں گے۔ یہ جماعت حق کی علمبردار اور باطل کے لئے آہنی دیوار یا ایک تیز تلوار ہوگی۔ اس کی نظر میں امیر غریب، شاہ و گدا، گورے اور کالے، عربی عجمی سب برابر اور یکساں ہوں گے۔ ذاتی خصوصیت اور شخصی بغض و عناد کے باعث اس جماعت کا کسی شخص یا کسی قوم سے کوئی بگاڑ نہ ہوگا، ملک گیری یا ملوکیت پرستی کا اس جماعت کے وہم و گمان میں بھی گزر نہیں ہوسکتا۔ عام بندگان خدا کی رفاہیت اور ان میں انس و عافیت کی فضا قائم کرنا ان کا اولین مطمح نظر ہو گا۔ دوسری طرف اس جماعت کو اللہ پر بھروسہ ہوگا اور اس لئے یہ جس کام کا عزم کر کے اٹھے گی۔ اسے مخالفت و مقاومت شدید کے باوجود پورا کر کے رہے گی۔ اس جماعت کا امیر ذی شان صاحب علم و نشان ایک گدائے گوشہ نشین کی طرح متواضع منکسر اور فروتن ہو گا۔ اور وہ اپنی دولت و امارت کو عطیہ خداوندی سمجھ کر اسے خلق اللہ کی خدمت کے لئے وقف کر دے گا اور پھر جو ان میں فقیر و مفلس ہوں گے۔ ان کے ہاتھ اگرچہ خالی ہوں گے اور ان کے گھروں میں شاید بوریئے بھی نہ ہوں لیکن ان کی آنکھوں میں استغناء کا نور چمکتا ہوا ان کی پیشانیوں سے قناعت و صبر کا اطمینان برستا ہوا نظر آئے گا۔ قلت مال جبکہ فقدان مال کے باوجود دبدبہ سکندری ان کے چہرہ بشرہ سے عیاں اور جاہ و جلال فریدونی ان کی صورت و شکل سے آشکار ہوگا، یہ اللہ کے ہوں گے اور خدا ان کا ہوگا۔ جدھر یہ رخ کریں گے۔ اقبال وظفر مندی ان کے قدم چوم لے گی، ان کو ہتھیاروں اور توپ و تفنگ کی بھی ایسی چنداں ضرورت نہیں ہے یہ جس طرف نگاہ اٹھائیں گے، قوموں اور جماعتوں کی تقدیروں کو پلٹ کر رکھ دیں گے۔ یہ جس زمین پر اپنے گھوڑے دوڑائیں گے۔ زمین اپنے خزانے اگل کر ان کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں دیدے گی، صرف خشکی میں اور زمین کے اوپر نہیں بلکہ

Marfat.com

سمندروں کی طوفانی موجوں میں بھی حق کا علم سرفراز و سربلند کرنے کے لئے یہ کود پڑیں گے تو یہ متلاطم موجیں بھی ان کے عزائم روک نہ سکیں گی'' عہد صحابہ کے حالات کا مطالعہ کیجئے اور بتائیے کہ ان اوصاف کی حامل کیا ان صحابہ کے علاوہ دنیا میں کوئی اور جماعت بھی ہوئی ہے؟ دنیا میں بڑے بڑے بہادر اور شیر افگن رستم و سہراب پیدا ہوئے مگر بتاؤ کسی قوم میں کوئی بہادر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بھی پیدا ہوا۔ جس نے اپنے سخت ترین دشمن جان کافر کو اس پر قابو پالینے کے بعد محض اس لئے چھوڑ دیا کہ اس نے ان کے منہ پر تھوک دیا تھا کہ اب اگر وہ اس کو قتل کرتے تو اس میں ذاتی انتقام کا شائبہ بھی پیدا ہو جاتا تھا۔'' دنیا میں بڑے بڑے عادل، انصاف پسند، اور رحم دل بادشاہ گزرے ہیں۔ مگر کوئی قوم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بھی کوئی حکمران پیش کر سکتی ہے جو پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر اور فرش خاک پر بیٹھ کر عرب و ایران کی قسمتوں کے فیصلے کرتا تھا اور جسے بیوہ اور غریب عورتوں کے چولہوں میں آگ جلانے اور کھانے پکانے میں بھی دریغ نہیں ہوتا تھا۔

قوم و وطن کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کرنے والوں کی کمی نہیں، لیکن انسانی جدوجہد کی پوری تاریخ بھی خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے کہ فتنہ پروازوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا ہے، یہاں تک کہ ایک شخص آپ کے مکان میں داخل ہو کر آپ کو قتل بھی کر دینا چاہتا ہے مگر صاحب خلافت و امارت ہونے کے باوصف آپ ان لوگوں کے مقابلہ میں کسی ایک شخص کو بھی تلوار اٹھانے کی اجازت محض اس لئے نہیں دیتے کہ کہیں فتنہ کے دروازہ کا کھلنا آپ ہی کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔

غور کرو، انتہائی شجاعت و دلیری کے ساتھ یہ تواضع و فروتنی اور خدا ترسی، سیاسی طاقت و قوت کے باوجود معمولی درجہ کے انسانوں کے ساتھ بالکل مساویانہ بلکہ خادمانہ برتاؤ شدت و صولت کے ساتھ رحم دل اور رقت، فقیری اور مفلسی کے ساتھ کامل استغناء اور اطمینان نفس، کمال دولت و ایالت کے ہوتے ہوئے یہ حیرت انگیز بے نفسی اور بے غرضی عصبیت کی مسموم آب و ہوا میں پرورش پانے کے باوجود اسلام قبول کرتے ہیں ان میں ایسا انقلاب

Marfat.com

پیدا ہو جانا کہ اسلام قبول کر کے جوان کا بھائی بن جاتا ہے۔ اس کے لئے یہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے دل و جان سے آمادہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ عہد جاہلیت میں قبائلی رقابت کی بناء پر ان میں کیسی ہی معرکہ آرائیاں ہو چکی ہیں اور اس کے برعکس خاص اپنے عزیزوں، قریبوں اور چہیتوں کو اللہ کے راستہ میں قتل کرنے پر آمادہ ہو جانا، جن کی حمایت و مدافعت اسلام سے پہلے ان کی زندگی کا اولین فریضہ تھا۔

مختصر یہ کہ مختلف و متضاد اخلاق و ملکات میں یہ توازن و اعتدال کیا سوائے اس جماعت کے کسی اور میں بھی پایا جا سکتا ہے۔ جس کی قوت نظر و عمل کسی غیر معمولی اثر کے ماتحت نہایت معتدل و مہذب و ہو چکی ہو اور جس نے انفرادیتوں کو یک قلم فراموش کر کے اپنے آپ کو ایک وجود اعلیٰ و اشرف کے ساتھ وابستہ کر لیا ہو۔

اب آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد تک خلافت راشدہ کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام اوصاف و کمالات خلافت راشدہ کے عہد میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ اس بناء پر عہد نبوت کو مستثنیٰ کر کے پوری تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ روشن اور عظیم الشان زمانہ یہی ہے۔ اسی زمانہ کا نظام حکومت حقیقی معنی میں کسی حکومت کا بہترین نظام کہلا سکتا ہے۔ چنانچہ اس عہد خلافت کے چند نمایاں اوصاف حسب ذیل ہیں۔

خلفاء کی سادگی

خلفاء راشدین نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ظاہری نمود و شان کا ان میں پتا نہ تھا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے پہلے کسی لڑکی کی بکری کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ آپ خلیفہ ہوئے تو لڑکی بولی ''اب ہمارا دودھ کون دوہے گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا ''خلافت مجھ کو خلق خدا کی خدمت سے باز نہیں رکھ سکتی۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سادگی سے رہتے تھے۔ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ شان یہ تھی کہ آپ کی فوجوں نے ایران کی ساسانی حکومت کا تختہ

Marfat.com

الٹ دیا ہے۔ قیصرو کسریٰ کے سامنے آپ کا نام آتا ہے تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے جرنیلوں سے باز پرس ہوئی تو کیا مجال کہ ان میں سے کسی کی پیشانی پر ناراضی یا عدول حکمی کی ایک شکن بھی پڑ سکے۔ لیکن اس شان جبروت سطوت کے باوجود سادگی کا یہ عالم ہے کہ بدن پر پیوند لگا ہوا کرتہ ہے، سر پر پھٹا پرانا عمامہ ہے اور پاؤں میں ایک بہت ہی معمولی جوتا ہے۔ سفر میں اس جلیل القدر خلیفہ کو خیمہ و خرگاہ کی ضرورت نہیں۔ چلتے چلتے جہاں نیند آئی وہیں کسی درخت کے سایہ میں پڑ گئے مکان میں دربان اور خدم و حشم کا اہتمام نہیں ہے، جو شخص جس وقت چاہے، بے تکلف آ کر مل سکتا اور اپنی ضرورت بیان کر سکتا ہے پھر خلافت کی ذمہ داری کا احساس اس قدر شدید ہے کہ خود غریبوں اور بے کسوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور ضرورت ہوتی ہے تو ان کے گھروں کا کام بھی کر آتے ہیں۔ خلیفہ ہونے کے باوصف انہیں گھر کا کام کرنے میں اور بازار سے سودا سلف لانے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں ہوتی تھی۔

جب مایوسی پژمردگی اور افسردگی کی کیفیت طاری ہو جائے تو والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کے لئے بالخصوص ضروری ہے کہ وہ رجوع الی اللہ ہوں قرآن و حدیث کے علاوہ خلفائے راشدین کے ان مکتوبات کا بغور مطالعہ کریں جو انہوں نے اپنے گورنروں، فوجی افسران اور عام مسلمانوں کے نام لکھے ہیں یوں ان میں نیا جوش، نیا ولولہ اور نئی راہیں دکھائی دیں گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن عاص گورنر مصر کے درمیان خراج مصر سے متعلق خط و کتابت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطوط کا لب ولہجہ بڑا سخت اور تند و تیز تھا، شروع میں حضرت عمرو بن عاص نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ یوں تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے۔ گورنر کی وضاحت سے خلیفہ کی تشفی نہ ہوئی۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی خبریں سن کر انہیں یقین ہو گیا تھا کہ عمرو ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے عمرو بن عاص کی آدھی دولت ضبط کر لی۔ مگر کیا مجال جو عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم عدولی یا بغاوت کی کوئی کوشش کی ہو۔ خط و کتابت کی

Marfat.com

نقول ''مکتوبات کی اثر انگیزی'' میں ملاحظہ ہوں۔

بیت المال کی حفاظت

اس بے غرضی، بے نفسی اور خلوص وللّٰہیت کے باعث خلفاء راشدین بیت المال کے ایک ایک پیسہ کی حفاظت کرتے اور اس کے صرف کرنے میں حد درجہ احتیاط برتتے تھے، وہ اس کو حقیقتاً قوم کی امانت سمجھتے تھے اور اس بناء پر اس کا کوئی ایک پیسہ اپنی ذات یا اپنے خاندان کے کسی فرد کے آرام و آسائش پر خرچ کرنے کو حرام جانتے تھے۔ جو خلفاء بیت المال سے اپنی معاشی ضرورت کے لئے کچھ لیتے بھی تھے تو صرف اس قدر کہ ان سے زندگی کی ابتدائی ضرورتیں پوری ہو سکیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، دوا میں شہد تجویز کیا گیا، بیت المال میں شہد موجود تھا، لوگوں نے کہا: اس میں سے لے لیجئے مگر آپ نے کبھی مسلمانوں کی اجازت کے بغیر اسے لینا گوارا نہ کیا، چنانچہ آپ نے مسجد نبوی میں تشریف لا کر مسلمانوں سے شہد کے استعمال کرنے کی باقاعدہ اجازت لی۔''

مذکورہ بالا حالت و واقعات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کے اولین دور میں جو مسلمان جماعت پیدا ہوئی وہ چونکہ فکری اور نظری اعتبار سے عقیدہ توحید پر ایمان صادق و راسخ رکھتی تھی اور پھر عملی لحاظ سے اس کے تمام کاموں میں عبادات و معاملات میں اخلاق اور عادات میں ''اتقاء'' کی روح کارفرما تھی۔ اس بناء پر یہ جماعت دنیا کی سب سے زیادہ صالح جماعت تھی اور بقا اصلح کے قانون فطری کے مطابق اس جماعت کو ہی حق تھا کہ وہ سب پر فائق و برتر ہو کر رہے، چنانچہ یہی وجہ تھی احکم الحاکمین کی طرف سے ان کو مژدہ سنایا گیا۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اور نہ تو ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سر بلند ہو گے اگر تم سچے مسلمان ہوں۔ (آل عمران: 139) پھر ان کو اللہ نے خود اپنی جماعت قرار دیا اور ان کے لئے فلاح کا وعدہ فرمایا گیا۔ ارشاد ہے: اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ترجمہ: خبردار ہو کہ بے شبہ اللہ کا گروہ ہی فلاح یاب ہو گا۔ شاعر ملت اقبال نے کہا ہے

Marfat.com

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اس میں شبہ نہیں کہ یقین محکم اور عمل پیہم یہی دو ہتھیار ہیں جن سے کوئی قوم اپنے دشمنوں پر فتح یاب ہوسکتی ہے۔ پھر یہ قوم عمل پیہم بھی کرتی ہے تو اسی غالب تصور وایمان کے زیر اثر، اس بناء پر یہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا یقین محکم، اور انکا عمل پیہم، اپنے اندر ایک ایسی خصوصیت فائقہ رکھتا ہے کہ وہ عقیدہ توحید اور اعمال میں ''اتقاء'' کی رعایت رکھے بغیر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ تیسری چیز جو اقبال نے بیان کی ہے۔ وہ محبت ہے جس کو انہوں نے فاتح عالم کہا ہے، یقین محکم اور عمل پیہم کی طرح یہ محبت مسلمانوں کی دوسری اقوام میں بھی پائی جاسکتی ہے مگر مسلمانوں کی محبت بھی ان کے یقین وعمل کی طرح دوسری اقوام کی محبت سے یکسر مختلف ہے۔ ان کی محبت کسی ذاتی حظ نفس یا نفسی خواہش پر مبنی نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے اعتبار سے اس محبت کی بنیاد انسانی اخوت کے احساس اور خلوص وللّٰہیت کے جذبہ پر قائم ہوتی ہے۔ اسی محبت کو ''حب فی اللہ'' کہتے ہیں۔ اس محبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کسی قوم سے اگر جنگ کرتے بھی ہیں تو چونکہ اس جنگ میں ہوس ملک گیری یا جذبہ ملوکیت پسندی کو دخل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اصلاح و ہدایت اس کا مقصد ہوتا ہے۔ اس بناء پر یہ عام فاتحین عالم کی طرح مفتوح اقوام کے ساتھ ناگوار جبر و تشدد کا معاملہ نہیں کرتے اور سختی کے ساتھ ان احکام کی پابندی کرتے ہیں جو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔ اس صلح جویانہ روش کا اثر یہ ہوتا ہے کہ فریق مخالف اپنے ہنگامی یا جذباتی بغض وعناد کی عینک اتار کر جب ان کے اخلاق و اعمال اور ان کے مقدس باطنی احساسات وجذبات کا جائزہ لیتا ہے تو اس کی عداوت محبت سے اور اس کا تنافر انسیت و الفت سے بدل جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان صرف کسی ملک کو ہی فتح نہیں کرتے بلکہ اپنی للّٰہیت اور انسانیت خیر اندیشی وخیر سگالی کے باعث اہل ملک کے دلوں کو بھی مسخر کر لیتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ ایران کی جنگ میں ایرانی فوج کے چار ہزار سپاہی بیک

Marfat.com

وقت مسلمان ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی صف سے آ ملے۔ پھر یہی لوگ یونہی دکھاوے کے مسلمان نہیں تھے بلکہ ان کی جو تلواریں مسلمانوں کے مقابلہ میں کام آتی تھیں۔ اب ان کی حمایت واعانت میں کام آنے لگیں، چنانچہ یہ سب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر عمل مدائن اور جلولاء کی جنگ میں شریک ہوئے اور اس معرکہ کو جیت کر سرخ روئی حاصل کی۔ فاتح سندھ محمد بن قاسم کو کون نہیں جانتا کہ اس نے سندھ میں دشمن کو بری طرح پامال کیا تھا لیکن ساتھ ہی اپنے اسلامی اخلاق اور کیریکٹر سے مفتوحین کے دلوں کو بھی فتح کر لیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی

لیکن افسوس ہے کہ اسلام کا یہ عظیم الشان دور زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکا اور رہتا بھی کس طرح؟ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی زبان حق ترجمان سے فرما چکے تھے۔ ”میری امت میں سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد والوں کا، پھر اس کے بعد والوں کا، پھر تمہارے بعد ایک قوم آئے گی، جو شہادت دے گی۔ حالانکہ اس سے شہادت طلب نہ کی جائے گی۔ یہ لوگ خائن ہوں گے۔ امانت دار نہیں یہ نذریں مانیں گے مگر انہیں پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔“ (صحیح بخاری) حافظ عماد الدین ابن کثیر نے طبرانی سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں جبری سلطنت کے بعض نشانات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تاریخ اسلام میں شروع سے اب تک جو کچھ انقلابات ہوئے ہیں اور طریق حکومت کے اعتبار سے جو تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئی ہیں ان سب کا اجمالی خاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی دکھلا دیا گیا تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

”اس حکومت کا آغاز رحمت و نبوت سے ہوا، پھر یہ رحمت اور خلافت ہوگی، اس کے بعد جبری سلطنت بن جائے گی۔ پھر یہ سرکشی، تشدد اور فساد فی الارض میں تبدیل ہو جائے گی۔ مسلمان بادشاہ ریشم اور شراب کو حلال کر لیں گے اور شہوت رانی میں مبتلا ہو جائیں گے ان کو اس کے مواقع ملیں گے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جائیں گے۔“

Marfat.com

اس پیش گوئی میں یہ بات لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسلام کے تین ادوار کو خیر فرمایا ہے یعنی اسلام کا بہترین دور تو وہ ہوگا جس میں آنحضرت ﷺ خود جلوہ افروز ہوں گے اس کے بعد دور صحابہ بھی خیر القرون ہوگا۔ مگر عہد نبوت سے کم درجہ پر اسی طرح عہد تابعین بھی خیر ہوگا لیکن اسی میں عہد صحابہ کی سی بھلائی (خیریت) نہ ہوگی۔ بالفاظ دیگر کہا جاسکتا ہے کہ حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا جارہا ہے کہ عہد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہ میں ہی کچھ ایسے واقعات پیش آئیں گے جن کو مسلمانوں کی تاریخ بدنصیبی کا پہلا باب کہا جائے گا اور تب اسلام کی حقیقی روح کا اضمحلال شروع ہو جائے گا۔ تابعین کے دور میں یہ اضمحلال بڑھے گا لیکن ان دونوں زمانوں کا اضمحلال غیر محسوس ہوگا اس لئے بحیثیت مجموعی آئندہ آنے والے زمانوں کی بہ نسبت یہ دور پھر بھی خیر القرون ہوگا۔

سرور کائنات ﷺ نے جو پیشین گوئی کی تھی۔ وہ ہو بہو پوری ہو کر رہی۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ ہر صحابی اپنی انفرادی زندگی میں ایمان وعمل آسمان کا آفتاب و ماہتاب اور فرمان نبوی۔ ''ان میں سے تم جس کسی کا بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔'' کا مصداق تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسلام کا وہ عدیم المثال اجتماعی نظام جو عہد نبوت اور اس کے بعد خلفاء ثلاثہ کے زمانوں میں قائم تھا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ شہادت 35ھ کے بعد اپنی اسی شکل وصورت کے ساتھ قائم نہ رہ سکا۔ خیر کے ساتھ شر لگا ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی متعدد فتنے اٹھے لیکن ان دونوں بزرگوں نے اپنی غیر معمولی فراست دینی، شجاعت اور جرأت سے ان کا استحصال اس طرح کر دیا کہ ان کو پھر ابھرنے کا موقع نہیں مل سکا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ شہادت اسلام کی تاریخ کا ایک ایسا المناک حادثہ فاجعہ ہے۔ جس نے رونما ہو کر مسلمانوں کے اجتماعی نظام میں لامرکزیت پیدا کر دی اور ایک ایسے فتنہ عظیم کا دروازہ کھول دیا۔ جس کی نحوستیں مرور ایام کے ساتھ بڑھتی ہی

Marfat.com

رہیں۔ خلیفہ سوم حضرت ذوالنورین کے شہید مظلوم ہونے میں کس بد بخت کو کلام ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر عثمانی حلم مسامحت کی جگہ دبدبہ فاروقی کارفرما ہوتا تو صورت حال بالکل ہی برعکس ہوتی، پھر نہ عبداللہ بن سبا ایسے منافق کی ریشہ دوانیاں کامیاب ہو سکتی تھیں اونہ مصر و عراق کے بدباطن انسانوں کو خلافت کے برخلاف علم بغاوت بلند کرنے کی گستاخی کا حوصلہ ہو سکتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان دے دی مگر فتنہ کے کھڑا ہونے کے اندیشہ سے کسی کو باغیوں کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت نہ دی، بہر حال جو کارکنان قضا و قدر کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ وہ پورا ہو کر رہا۔ خلیفہ سوم انتہائی بے دردی اور سفاکی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے، دو دن تک نعش مبارک بے گوروکفن پڑی رہی۔ خون شہادت میں نہائے ہوئے جسم مطہر کو غسل دینے کی کیا ضرورت تھی، تیسرے دن چند آدمیوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر دفن کا انتظام کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد خلافت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس غیر معمولی ایثار کے باوجود ان کو جو اندیشہ تھا، وہ صحیح ثابت ہوا اور اسلام کے اجتماعی نظام کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا۔ آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے، آپ کی بے نفسی اور بے غرضی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے شروع میں خلافت کا بار سنبھالنے سے بہت انکار کیا اور فرماتے رہے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں اور نہ مجھ کو اس کی کوئی ضرورت ہے۔ تم جس کسی کو خلیفہ منتخب کر لو گے۔ میں بھی اس پر راضی ہو جاؤں گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات کی نمائندگی کر رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار دیکھ کر جب انہوں نے کہا کہ مدینہ میں آپ سے بڑھ کر خلافت کا کوئی اور دوسرا شخص مستحق نہیں ہے تو آپ نے فرمایا "ایسا نہ کرو، میں بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر ہونے کی اچھی استعداد رکھتا ہوں۔" لیکن جب مدینہ کے اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ اصرار ہوا تو آپ نے جمہور کی رائے عامہ کا احترام کرتے ہوئے اس کو منظور فرما لیا۔

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم مبارک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنیت ابوتراب اور لقب حیدر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے تھے۔ خانہ کعبہ میں 600ء میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے آپ کا عقد کر دیا۔ آپ بڑے طاقتور، بہادر اور تلوار کے دھنی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں کے اصرار پر 656ء کو آپ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ لیکن اس وقت ملک میں مختلف سیاسی گروہ پیدا ہو چکے تھے۔ امیر معاویہ نے آپ کی خلافت کی مخالفت کی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اطاعت سے منہ موڑ کر بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ جمل میں شکست دی۔ کوفہ کو دار الخلافہ بنایا۔ صفین کے مقام پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلہ ہوا ثالثی کا فیصلہ ہوا ایک جماعت اس پر ناراض ہوگئی کہ ثالثی کیوں قبول کی گئی اور جماعت سے خارج ہو گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے مخالف ہوگئی۔ حضرت علی نے نہروان کے مقام پر شکست دے کر ان کا استحصال کر دیا۔ لیکن جو بھاگ کر بچ نکلے ان میں سے ایک شخص ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کی مسجد میں تلوار سے زخمی کر دیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو 4 سال 9 ماہ خلافت کرنے کا موقع ملا۔ گو آپ کا دور فتنوں اور سازشوں کا شکار رہا۔ پھر بھی کابل سیستان سے آگے تک اسلامی فوج بڑھ چکی تھی اور ایک بحری دستہ فوج 38ھ ہندوستان میں کوکن کے مقام پر قابض ہو چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط مالک بن حارث اشتر گورنر مصر کے نام "دستور حکومت" کے متعلق مکتوبات کی اثر انگیزی کے باب سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

نتیجہ

مسلمانوں کے عروج وزوال کی یہ جو ملی جلی مختصر داستان آپ نے سنی ہے اس سے یہ

Marfat.com

اندازہ ہو گیا ہو گا کہ جب تک مسلمان اسلام کے قوانین فطری پر عمل پیرا رہے، وہ برابر ترقی کرتے رہے، لیکن جب ان میں اسلامی روح مضمحل ہونے لگی تو ان میں تنزل بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا، اس کی رفتار دفعی نہیں بلکہ تدریجی تھی، ہر گناہ کی ایک خاصیت ہوتی ہے جلد یا بدیر اس پر مرتب ہوتی ہے۔ ایک حکومت کا عظیم ترین گناہ یہ ہے کہ اس کے بادشاہ میں استبداد ہو، رعایا کی پرواز رانہ کرتا ہو، ملک کی آمدنی کو اپنے عیش و آرام پر خرچ کرنا اپنا حق سمجھتا ہو اور اپنی ذاتی منفعت کو ملک کے عام مفاد پر بہر حال ترجیح دیتا ہو، جب کسی حکومت سے یہ گناہ سرزد ہوتا ہے، خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم تو اس کو اس گناہ میں جتنا انہماک بڑھتا جاتا ہے اسی قدر وہ اپنی موت سے قریب تر آتی جاتی ہے۔ ایک بادشاہ ذاتی تعیش و آرام کی حد تک اگر فسق و فجور میں مبتلا رہتا ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ نظام مملکت سے غافل نہیں اور رعایا کے معاملات میں عدل و انصاف کا سررشتہ اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، قدرت ایسے بادشاہ سے درگزر کر سکتی ہے اور تاریخ میں اس کی متعدد نظیریں، موجود بھی ہیں لیکن ظالم و جابر اور خود غرض و مطلب پرست حکومت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری تاریخ ہمارے اچھے اور برے اعمال کی آئینہ دار ہے۔ آج مسلم امہ جس بدحالی اور یورپی اقوام کے زیر عتاب ہے وہ یقیناً ہمارے گزشتہ اعمال کا ثمرہ ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ان تمام بدعملیوں کا جائزہ لیں جو ہم نے تاریخ کے عہد ماضی میں کی ہیں، کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی مسلمان حکومت کا گناہ تنہا اس حکومت کا نہیں بلکہ پوری قوم کا گناہ ہے اور اپنی ان بدعملیوں کا جائزہ لینے کے بعد بارگاہ ایزدی میں صدق دل سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے عہد صمیم کریں کہ ہم پھر ان گناہوں کا ارتکاب نہ کریں، ہمیں چاہئے کہ اس عہد و پیمان کے ساتھ اپنے تنزل کی ویرانیوں کو عروج و اقبال کی آبادیوں میں تبدیل کر دینے کے لئے سرفروشانہ طور پر اٹھیں۔ راہ عمل ہمارے لئے متعین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اس امت کا آخر انہیں طریقوں سے اصلاح یاب ہو گا۔ جن سے اس امت کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔

Marfat.com

باب ہشتم

پاکستان کا ''سدابہار خاندان''

جو ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتا ہے

چترال سے بولان اور خیبر سے مہران تک ایک ایسا خاندان سیاست، تجارت، مقننہ انتظامیہ، عدلیہ اور عسکریہ پر چھایا ہوا ہے۔ جو سادہ لوح عوام کے سامنے بیانات میں ایک دوسرے کو ملک دشمن اور غدار قرار دیتے ہیں۔ لیکن بیٹے اور بیٹیاں انہی کے ہاں بیاہتے ہیں۔ شادی کی تمام تقریبات اکٹھی مناتے ہیں۔ نظریے اور انداز جدا ہونے کے باوجود نامعلوم مشترکہ مفادات انہیں باہمی رشتہ دار بنادیتے ہیں۔ شکست یا فتح دونوں صورتوں میں یہی لوگ برسر اقتدار رہتے ہیں۔ حصول اقتدار میں جیالے اور متوالے استعمال ہوتے ہیں۔ پاکستان پر باہمی رشتہ داریوں میں جڑے ہوئے ایک ایسے ''سدابہار خاندان'' کی حکمرانی ہے جس کے افراد مملکت پاکستان کے تینوں بااختیار ستونوں عدلیہ'' مقننہ اور انتظامیہ کے ساتھ افواج کی اہم شخصیات کسی نہ کسی حوالہ سے ایک دوسرے کے ذمہ دار ہیں۔ 15 اکتوبر 1994ء کے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں بحوالہ رپورٹ جناب ایم ریاض (پشاور) ایسے ''سدابہار خاندان'' کی کچھ تفصیلات شائع ہوئی تھیں۔ قارئین کی آگہی کے لئے اس رپورٹ کو کتاب ہذا میں شامل کیا جارہا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلیں پاکستان کے طلسماتی سیاسی حالات سے باخبر رہیں۔ ویسے بھی

تازہ خود ہی گرداغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

پاکستانی عوام یہ تو بخوبی جانتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت ہمیشہ صنعت کار، لینڈ لارڈز، وڈیرے، اور فوجی جرنیل وغیرہ ہی بناتے ہیں۔ غریب عوام سے جمہوریت کے نام پر ووٹ لینا ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ پھر حکومت کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کے

Marfat.com

لئے ہر طرح کی سازشوں اور بدعنوانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک اکثر انتشار و افتراق کا شکار رہتا ہے۔ اس طبقہ کے لوگوں کی نقاب کشائی اس مضمون میں کی گئی ہے۔ یہ صورت حال تقریباً نو سال پرانی ہے اس کے بعد کیا کچھ ہوا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

یہ رپورٹ بڑی دلچسپ اور معلوماتی ہے ملاحظہ ہو:

پشاور (رپورٹ ایم ریاض) پاکستان پر باہمی رشتہ داریوں میں جڑے ہوئے ایک ایسے "سدا بہار خاندان" کی حکمرانی ہے جس کا تعلق مملکت کے تینوں با اختیار ستونوں عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کے ساتھ افواج کے اہم افراد کسی نہ کسی حوالہ سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم مربوط ہیں۔ اقتدار کی تکون کے دو مضبوط باز و صدر مملکت سردار فاروق لغاری اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید آپس میں رشتہ دار ہیں جن کی ملک کے چار میں سے تین صوبوں سندھ، سرحد اور بلوچستان کے گورنروں سے بھی رشتہ داریاں بنتی ہیں۔ صدر لغاری کی اہلیہ وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب احمد خان شیر پاؤ کی بھتیجی ہیں جبکہ وزیر اعلیٰ شیر پاؤ کی اہلیہ جنرل وحید کی کزن ہیں۔ ملک کی متعدد سیاسی جماعتوں کے سربراہ، سپیکر قومی اسمبلی، وفاقی محتسب اعلیٰ، متعدد وزراء ارکان افسران، صنعت کاروں اور جاگیرداروں کی ایک بڑی تعداد خیبر سے کراچی تک پھیلے ہوئے طاقت کی علامت خاندان کی شکل اختیار کر چکے ہیں جس کے افراد ہر دور میں برسر اقتدار رہتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں گورنر، وزیر اعلیٰ، چیف جسٹس، چیف سکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، اور حزب اختلاف کی رہنما بیگم نسیم ولی خان اور پیر صابر شاہ آپس میں رشتہ دار ہیں سابق صدر فیلڈ مارشل ایوب خان کے پوتے کا رشتہ سابق صدر غلام اسحاق خان کی نواسی سے طے کر دیا گیا ہے۔

صوبہ سرحد میں پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) عوامی نیشنل پارٹی، مسلم لیگ (ج) اور پیپلز پارٹی مرتضی گروپ کے صوبائی سربراہ آپس میں رشتہ دار ہیں۔ سرحد کے چیف سیکرٹری وزیر اعلیٰ کے ہم زلف ہیں۔ سرحد اور پنجاب کے آئی جی پولیس آپس میں رشتہ دار ہیں۔ جنرل وحید کی صاحبزادی کا رشتہ جنرل ضیاء کے ہمراہ جاں بحق ہونے والے جنرل افضال

Marfat.com

کے صاحب زادے سے ہوا جبکہ میر افضل خان کے بھتیجے جو گورنر سندھ محمود ہارون کے بھانجے ہیں کا رشتہ بیگم عابدہ حسین کی صاحب زادی سے طے ہوا ہے۔ غلام اسحاق خان کے لڑکے کا رشتہ بیگم کلثوم سیف اللہ کی پوتی سے ہوا ہے۔ اس حقیقت کا انکشاف نوائے وقت کی خصوصی رپورٹ سے ہوتا ہے جس میں ملک کی اہم شخصیات کی باہمی رشتہ داریوں پر تفصیلی تحقیق کی گئی ہے۔ سیاست، صنعت وتجارت، عدلیہ، افسر شاہی اور فوج سے وابستہ سرکردہ افراد کے باہمی رشتوں کا آغاز پاکستان کے اعلیٰ ترین منصب (صدارت) پر فائز سردار فاروق احمد خان لغاری سے کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے بلوچ سردار فاروق احمد خان لغاری کی والدہ صوابی کے علاقہ زیدہ کے کرنل عبدالرحیم خان کی صاحب زادی ہیں۔ کرنل عبدالرحیم خان برطانوی فوج میں کنگز کمیشن حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی تھے جو بعد میں آئی سی ایس میں آئے اور قیام پاکستان کے بعد اقوام متحدہ اور لیبیا میں پاکستان کے سفیر رہے۔ کرنل عبدالرحیم خان کے والد خان بہادر عبدالغفور خان تقسیم سے قبل سرحد اسمبلی کے سپیکر رہے۔ سردار فاروق لغاری کی ایک ہمشیرہ طوروخاندان کے یوسف خان کو بیاہی گئی ہیں یوسف خان کے چھوٹے بھائی عطاء اللہ خان ڈپٹی کمشنر پشاور حزب اختلاف کے رہنما سابق قائد ایوان سینٹ محمد علی خان ہوتی کے داماد ہیں جن کے دوسرے داماد جاوید خان کمشنر کوہاٹ ہیں۔ صدر لغاری کی ایک اور ہمشیرہ سابق مغربی پاکستان کے گورنر نواب کالاباغ کے صاحب زادے ملک اللہ یار خان کی اہلیہ ہیں اسی طرح نواب کالاباغ کے دوسرے صاحب زادے اعظم خان سے صدر لغاری کے ماموں خانزادہ عبدالوحید خان جو عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما ہیں کی صاحب زادی کا رشتہ ہوا ہے۔ نواب کالاباغ کی صاحب زادی فتح جنگ کے ایم پی اے ملک عطا محمد کی والدہ ہیں۔

صدر لغاری کی ایک اور ہمشیرہ ملتان کے مشہور خاکوانی خاندان کے محمد عمر خاکوانی کی اہلیہ ہیں۔ سردار فاروق لغاری کی ایک خالہ مردان کے فیض اللہ خان کو بیاہی گئی ہیں جن کی صاحب زادی نواب طورو میجر جنرل ریٹائرڈ وصال محمد خان کے صاحب زادے ڈی آئی

Marfat.com

جی پشاور فیاض طورو کی اہلیہ ہیں۔صدر لغاری کی دوسری خالہ چارسدہ کے خان بہادر غلام حیدر خان شیر پاؤ کے صاحب زادے ولی محمد خان کی اہلیہ ہیں ولی محمد خان کے ایک بھائی وزیراعلیٰ سرحد اور پیپلز پارٹی کے صوبائی صدر آفتاب احمد خان شیر پاؤ اور دوسرے سابق گورنر سرحد حیات محمد خان شیر پاؤ مرحوم ہیں۔ولی محمد خان کی صاحبزادی یعنی وزیراعلیٰ آفتاب احمد خان شیر پاؤ کی بھتیجی صدر سردار فاروق احمد خان لغاری کی اہلیہ ہیں۔وزیراعلیٰ آفتاب شیر پاؤ کی شادی تحریک پاکستان کے رہنما سابق وزیر سردار عبدالرب نشتر کی پوتی سے ہوئی جو سابق سفیر سردار غیور کی صاحب زادی ہیں۔سردار غیور کی ایک صاحب زادی صوبہ سرحد کے چیف سیکرٹری اعجاز رحیم کی اہلیہ ہیں جو کہ بریگیڈیئر قیوم کے برادر نسبتی ہیں جبکہ صوبہ سرحد کے سابق سیکرٹری صحت ڈاکٹر طارق نشتر جو زرعی بینک کے سابق سربراہ جمیل نشتر مرحوم کے صاحب زادے ہیں بھی وزیراعلیٰ شیر پاؤ کے ہم زلف ہیں۔وزیراعلیٰ شیر پاؤ کے ایک برادر نسبتی اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس صفوت غیور میجر جنرل بلال کے داماد ہیں جبکہ دوسرے برادر نسبتی دوبئی میں پاکستان کے قونصل صبغت غیور سابق گورنر سندھ جنرل رحمان گل کے داماد ہیں۔وزیراعلیٰ شیر پاؤ کی اہلیہ کے کزن جنرل عبدالوحید خان ہیں جو اس وقت چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے پر فائز ہیں۔جنرل وحید کی صاحب زادی صدر ضیاء الحق کے ہمراہ سانحہ بہاولپور میں جاں بحق ہونے والے چیف آف جنرل سٹاف لیفٹیننٹ جنرل میاں افضال کے صاحب زادے انجینئر شوکت افضال کی اہلیہ ہیں۔جنرل افضال کے بھائی سابق صوبائی وزیر اور مسلم لیگ کے رہنما میاں محمد اقبال کی اہلیہ سابق سیکرٹری محکمہ تعلیم پروفیسر لطیف کے دوسرے بھائی سابق جنرل منیجر واپڈا میاں محمد اختر فنکشنل مسلم لیگ کے صوبائی سربراہ ہیں۔ان کی اہلیہ پاکستان مسلم لیگ ن کے صوبائی صدر اور سابق گورنر خان فدا محمد خان کی ہمشیرہ ہیں۔

فدا محمد خان کی دوسری ہمشیرہ نشتر خاندان میں بیاہی گئی ہیں جبکہ ان کی بھانجیاں کرنل جہانزیب، سرحد کے سابق ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اعظم خان اور جنرل وحید کے کزن

Marfat.com

بینک افسر جمشید خان سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ شیر پاؤ کے پھوپھی زاد بھائی چارسدہ کے کرنل افضل خان کی صاحب زادی پی ڈبلیو ڈی کے افسر اسلم خان کی اہلیہ ہیں جو صوبہ سرحد کے سابق مرد آہن لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ فضل حق کے برادر نسبتی ہیں۔ فضل حق کے سسر عمر خان مرحوم سینٹ کے رکن تھے۔ اسی طرح سینٹ کے سابق رکن اور سرحد اسمبلی کے موجودہ رکن ہاشم خان چکلالہ ایئر بیس کے سابق کمانڈر ایئر کموڈور میر عالم خان، ڈی ایم جی افسر عطاء اللہ خان، اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس اعظم خان اور کرنل احسان اللہ خان بھی فضل حق کے برادران نسبتی ہیں جن کی ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل عمران خان سے قریبی رشتہ داری ہے جو آج کل بلوچستان کے گورنر ہیں۔ فضل حق کے ایک برادر نسبتی کی صاحب زادی بھی جنرل عمران کے صاحب زادے کو بیاہی گئی ہیں۔ جنرل فضل حق کے صاحب زادے ڈاکٹر ارشد کی شادی مردان کے بریگیڈیئر کی صاحب زادی سے ہوئی ہے۔ جن کی ممتاز صنعت کار سابق وفاقی وزیر خزانہ چراٹ سیمنٹ کے فاروق خان سے رشتہ داری ہے۔ جنرل فضل حق کی اکلوتی صاحب زادی سابق صوبائی وزیر کرنل ریٹائرڈ نور بادشاہ کے صاحب زادے کرنل جاوید کو بیاہی گئی ہیں۔ جنرل فضل حق کے صاحب زادے ڈاکٹر عدنان کی شادی مسلم لیگ (ن) کے رہنما سابق وزیر اور بلدیہ پشاور کے سابق میئر آغا سید علی شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ان کے بڑے بھائی آغا سید احمد علی شاہ کی بھاوج لیڈی ڈاکٹر امتیاز سلطان 1985ء کی سرحد اسمبلی کی رکن تھیں۔ ڈی ایم جی افسر سید ظفر علی شاہ اسسٹنٹ کلکٹر کسٹم حیدر علی شاہ اور ایس پی سید اختر علی شاہ سید ظاہر شاہ کے بھتیجے ہیں۔ ایس پی سید اختر علی شاہ کی شادی گورنر انسپکشن ٹیم کے سربراہ کرنل ریٹائرڈ ثمین جان بابر کی صاحب زادی سے ہوئی ہے۔ کرنل ثمین جان بابر وفاقی وزیر داخلہ اور سابق گورنر سرحد میجر جنرل ریٹائرڈ نصیر اللہ خان بابر کے رشتہ دار ہیں۔

آغا احمد علی شاہ کے برادر نسبتی ڈاکٹر حامد کی ایک صاحبزادی کی شادی جنرل وحید کے کزن غالب نشتر سے ہوئی ہے جبکہ دوسری صاحبزادی جنرل ایڈمنسٹریشن کے ایڈیشنل

Marfat.com

سیکرٹری عظمت حنیف کی اہلیہ ہیں عظمت حنیف کے ایک بھائی ایس پی سلطان حنیف اور دوسرے ڈپٹی سیکرٹری احمد حنیف ہیں احمد حنیف کی شادی ڈی آئی جی احسن ممتاز اشرف کی صاحبزادی سے ہوئی ہے جو وفاقی محتسب اعلیٰ جسٹس ریٹائرڈ عثمان علی شاہ کے بھتیجے ہیں۔ سید عثمان علی شاہ پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور قائم مقام گورنر سرحد بھی رہے ہیں ڈاکٹر حامد کی تیسری صاحبزادی خواتین کی گولف چمپئن بشریٰ حامد ہیں جن کی شادی گولف کے قومی چمپئن ایمل زمان سے ہوئی ہے ایمل زمان پولیس سروس کے اعلیٰ افسر اور بلوچستان کے سابق انسپکٹر جنرل پولیس گوہر زمان کے بھتیجے ہیں گوہر زمان کی اہلیہ اے این پی کے سابق سیکرٹری جنرل سینٹر عبدالخالق خان مرحوم کی کزن ہیں گوہر زمان کے ایک بھتیجے طاہر زمان جنہوں نے شیر پاؤ کے مقابلہ میں انتخاب لڑا اور شیر پاؤ پر ایک قاتلانہ حملہ کے الزام میں مفرور ہیں مجلس شوریٰ کے رکن ملک شہزادہ خان مہمند کے داماد اور سابق سینٹر ملک عبد الواحد کے بہنوئی ہیں گوہر زمان کے ایک بھائی گدون چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر میجر ریٹائرڈ سینٹر زمان کی اہلیہ پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر چیف مارشل حکیم اللہ خان جو آج کل کینیڈا میں پاکستان کے سفیر ہیں کی قریبی عزیز ہیں ایئر مارشل حکیم اللہ کے صاحبزادے کی شادی چیئرمین واپڈا شمس الملک کی صاحبزادی سے ہوئی ہے ممتاز صنعت کار اور پی آئی اے کے سابق سربراہ شاکر اللہ درانی ایئر مارشل حکیم اللہ کے کزن ہیں شاکر اللہ درانی کی صاحبزادی تہمینہ درانی کی شادی پنجاب کے سابق گورنر اور وفاقی وزیر بجلی و پانی غلام مصطفیٰ کھر سے ہوئی ملک غلام مصطفیٰ کھر کے خاندان سے اس وقت فخر الرسول عربی کھر قومی اسمبلی کے رکن ہیں جبکہ عبد الرحمٰن کھر، میلادی کھر اور بلال کھر پنجاب اسمبلی کے ارکان ہیں تہمینہ کھر کے ایک کزن امجد علی درانی صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ آفتاب شیر پاؤ کے معاون خصوصی ہیں۔

وزیر اعلیٰ شیر پاؤ کے ایک کزن محکمہ مواصلات و تعمیرات کے سیکرٹری لطیف خان مرحوم کے صاحبزادے عمر شہزاد جو سرحد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جنرل مینجر ہیں قومی اسمبلی میں حزب

Marfat.com

اختلاف کے ڈپٹی لیڈر سابق سپیکر گوہر ایوب خان کے داماد ہیں عمر شہزاد کے چچا اور شیر پاؤ کے کزن ، وفاقی حکومت کے ایڈیشنل سیکرٹری اور سرحد کے سابق چیف سیکرٹری کی اہلیہ پنجاب اسمبلی کے رکن خانزادہ تاج کی صاحبزادی ہیں جن کی ایک صاحبزادی صوبائی سیکرٹری جاوید عالم خانزادہ کی اہلیہ ہیں۔ جبکہ ایک اور صاحبزادی چارسدہ کے کونسلر کرامت کے صاحبزادے ڈی ایم جی افسر خالد خان عمرزئی کی اہلیہ ہیں کرنل کرامت کے ایک کزن یوسف خان کی شادی صدر مملکت سردار لغاری کے سیکرٹری شمشیر علی خان کی ہمشیرہ سے ہوئی ہے شمشیر علی خان کے ایک بھائی میجر جنرل ریٹائر خورشید علی خان صوبہ سرحد کے گورنر ہیں جن کے صاحبزادے نوشاد علی خان ایف آئی اے پشاور ریجن کے ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں خورشید علی خان کے بھائی شوکت علی خان ی ڈی آئی جی ہیں کرنل کرامت کے ایک صاحبزادے ظفر اللہ خان اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس ہیں جبکہ کرنل کرامت کی اہلیہ سابق سی ایس پی افسر اور وزیر اعلیٰ کے سابق معاون خصوصی طارق خان کی ہمشیرہ ہیں طارق خان کی شادی سرحد پولیس کے انسپکٹر جنرل سید مسعود شاہ کی ہمشیرہ سے ہوئی ہے جبکہ مسعود شاہ کی صاحبزادی طارق خان کے صاحبزادے ایس پی نعیم خان کی اہلیہ ہیں، وزیر اعلیٰ شیر پاؤ کے چوتھے کزن محمد عباس خان انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب ہیں جن کی شادی مردان کے نوابزادہ کرنل امیر خان ہوتی کی صاحبزادی سے ہوئی ہے کرنل امیر خان ہوتی کی اہلیہ کا تعلق ریاست بھوپال کے حکمران خاندان سے ہے پاکستان کے سابق سیکرٹری خارجہ اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطرس غالی کے نمائندے شہر یار خان کا تعلق بھی بھوپال کے حکمران خاندان سے ہے کرنل امیر خان ہوتی کی مسلم لیگ (ج) کے رہنما بھائی نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی گورنر سرحد اور وزیر رہے ہیں جن کے ایک صاحبزادے اکبر خان ہوتی سرحد پولیس میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل ہیں۔ اور چترال کے سابق حکمران خاندان کے شہزادہ محی الدین، جو سابق وفاقی وزیر رہے ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سرکردہ رہنما ہیں کی صاحبزادی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ہیں چترال کے شاہی خاندان

Marfat.com

کی ایک خاتون نواب امب کی اہلیہ ہیں جن کے صاحبزادے سابق صوبائی وزیر نوابزادہ صلاح الدین سعید قومی اسمبلی کے رکن ہیں نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی کے ایک بھائی عمر خان ہوتی کی شادی نواب آف دیر کی صاحبزادی سے ہوئی عمر خان کے صاحبزادے خواجہ محمد خان ہوتی صوبہ سرحد کے وزیر تعلیم ہیں نواب دیر کے صاحبزادا ایاز خان کی شادی سینٹ کے پہلے چیئرمین خان حبیب اللہ خان کی صاحبزادی سے ہوئی سرحد اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر اور سابق صوبائی وزیر انور میاں جان اور کمشنر اختر منیر خان حبیب اللہ خان کے صاحبزادے ہیں۔ کرنل امیر خان ہوتی کی ایک صاحبزادی شیر پاؤ کابینہ کے وزیر اور مسلم لیگ (ج) کے ایم پی اے حبیب اللہ خان کنڈی کی اہلیہ ہیں یوں حبیب اللہ کنڈی کی پہلی اہلیہ سابق ڈپٹی سپیکر محمد اسحاق کنڈی کی بھتیجی ہیں جو سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر عبدالحکیم کنڈی ایڈووکیٹ کے سسر ہیں جن کے بڑے بھائی عبدالکریم کنڈی پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہیں۔

حبیب اللہ کنڈی کی بھتیجی (ثناء اللہ کنڈی کی صاحبزادی) خرم نواز گنڈاپور کی اہلیہ ہیں جس کے ایک بھائی جسٹس جاوید نواز گنڈاپور پشاور ہائی کورٹ کے جج اور دوسرے بھائی سلیم نواز گنڈاپور سنگاپور میں پاکستان کے ہائی کمشنر بھی رہ چکے ہیں۔ محمد اسحاق کنڈی کے خالہ زاد بھائی وفاقی پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین اور دیگر اہم عہدوں پر رہنے والے جسٹس فیض اللہ کنڈی ہیں جسٹس فیض اللہ کنڈی کے والد بیرسٹر عبدالرحیم کنڈی سرحد اسمبلی کے سپیکر رہ چکے ہیں ہیروئن سمیت گرفتار ہونے والے شیر پاؤ کی گزشتہ حکومت کے وزیر امان اللہ کنڈی جو مختلف ممالک کو مطلوب ہونے کے بعد مفرور ہو گئے جسٹس فیض اللہ کنڈی کے داماد ہیں امان اللہ کنی کی دوسری شادی بلوچستان کی خاتون سیاستدان فضیلہ عالیانی سے ہوئی جو رشتہ میں سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان جام میر غلام قادر خان کی پھوپھی ہیں جام مرحوم کے صاحبزادے جام یوسف سردار عنایت کے ایک اور بھائی کی شادی مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے سابق صوبائی وزیر سردار ثناء اللہ میاں خیل کی ہمشیرہ سے ہوئی جو سابق ایم این

Marfat.com

اے پیر صابر شاہ کے برادر نسبتی ہیں جبکہ منشیات کے الزام میں مفرور سابق صوبائی وزیر امان اللہ کنڈی کی صاجزادی پیر صابر شاہ کی بہو ہیں نوابزادہ ہوتی کی ایک صاجزادی پشاور سے اے این پی کے ایم این اے ارباب محمد ظاہر کی اہلیہ ہیں ارباب ظاہر مسلم لیگی رہنما سینٹر ارباب نور محمد کے صاجزادے ہیں ارباب نور محمد کی ایک صاجزادی بھٹو کیس میں فیصلہ سنا کر ملک چھوڑنے والے جسٹس صفدر شاہ کے صاجزادے آصف شاہ سے بیاہی گئی ہیں جو حکومت سرحد میں محکمہ تعلیم کے سیکرٹری ہیں جسٹس صفدر شاہ کی بھانجی قومی اسمبلی کی سابق خاتون رکن بیگم بلقیس نصر من اللہ صوبہ سرحد کے سابق چیف سیکرٹری نصر من اللہ کی اہلیہ ہیں جن کے صاجزادے اطہر من اللہ کسٹم میں افسر ہیں بیگم بلقیس نصر من اللہ کے قریبی عزیز پیر صابر شاہ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ اور مسلم لیگ (ن) کے صوبائی چیف آرگنائزر ہیں ایوب میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر جمیل الرحمٰن پیر صابر شاہ کے سسر ہیں۔سینٹر ارباب نور محمد صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ اور قومی اسمبلی کے رکن ارباب جہانگیر خان کے بہنوئی ہیں سندھ کے سابق گورنر جنرل جہانزیب ارباب اور سابق وفاقی وزیر نیاز محمد ارباب جہانگیر خان کے بھائی ہیں جبکہ بلدیہ پشاور کے سابق میئر ارباب طارق اور ڈی ایم جی افسران ارباب شاہ رخ اور ارباب شہزادان کے بھتیجے ہیں صوبہ سرحد کے سابق گورنر ارباب سکندر خان مرحوم بھی ان کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ارباب جہانگیر خان کی اہلیہ چیف انجینئر ہائیڈل پاور فضل الرحمان خان کی ہمشیرہ ہیں۔فضل الرحمٰن خان کی شادی سرحد کے سابق وزیر افتخار خان جھگڑا اور محکمہ پی اینڈ ڈی سرحد کے سیکرٹری سلیم خان جھگڑا کی ہمشیرہ سے ہوئی ہے سلیم خان جھگڑا سابق صدر غلام اسحاق خان کے داماد ہیں غلام اسحاق خان کی ایک اور صاجزادی پٹرولیم اور قدرتی وسائل کے وزیر سینٹر انور سیف اللہ خان کی اہلیہ ہیں انور سیف اللہ خان سابق وزیر بیگم کلثوم سیف اللہ خان کے صاجزادے ہیں جبکہ پاکستان مسلم لیگ (ج) سرحد کے چیف آرگنائزر سابق وفاقی وصوبائی وزیر سلیم سیف اللہ خان،سابق صوبائی وزیر ہمایوں سیف اللہ خان، جاوید سیف اللہ اور اقبال سیف اللہ ان

Marfat.com

کے بھائی ہیں سابق گورنر اور سینئر وفاقی وزیر اسلم خان خٹک، متحدہ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سابق وفاقی وزیر یوسف خٹک اور سابق وفاقی وزیر لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ حبیب اللہ خان ان کے ماموں ہیں اسلم خٹک کی اکلوتی صاحبزادی سرحد کے سابق وزیر خزانہ اور نواب رام پور کے صاحبزادے نوابزادہ محسن علی خان کی اہلیہ ہیں نوابزادہ محسن علی خان کی صاحبزادی کی شادی سابق صوبائی وزیر نواب علی خان کے صاحبزادے محکمہ پی اینڈ ڈی سرحد کے افسر اسد علی خان سے ہوئی ہے جنرل ریٹائرڈ حبیب اللہ خان کے صاحبزادے میجر جنرل علی قلی خان ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ ہیں جنرل حبیب اللہ کی ایک صاحبزادی وفاقی سیکرٹری ارشد ملک کی اہلیہ ہیں ارشد ملک کی ہمشیرہ پی اینڈ ڈی کے چیئرمین حفیظ اللہ اسحاق کی اہلیہ ہیں جبکہ جنرل حبیب اللہ کی دوسری صاحبزادی قومی اسمبلی کے سابق سپیکر حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر گوہر ایوب خان سے بیاہی گئی ہیں۔

سرحد اسمبلی کے رکن سابق صوبائی وزیر یوسف ایوب خان گوہر ایوب خان کے بھتیجے ہیں جبکہ سرحد اسمبلی کے سابق سپیکر سابق صوبائی وزیر حبیب اللہ ترین اور ان کے بھائی سینٹر اختر نواز خان کی صاحبزادی مسلم لیگ (ن) کے رہنما سابق وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین کے بھائی سے بیاہی گئی ہیں جن کے کزن چودھری پرویز الٰہی پنجاب کے سابق وزیر ہیں ان کے ایک اور رشتہ دار انور علی چیمہ قومی اسمبلی کے رکن ہیں چودھری شجاعت کی ایک ہمشیرہ گل حمید روکڑی کی بہو ہیں ان کی ایک اور ہمشیرہ اٹک سے پنجاب اسمبلی کی خاتون رکن بیگم مسرت صادق کے صاحبزادے میجر طاہر صادق کی اہلیہ ہیں جبکہ چودھری کرم الٰہی چوہان کی بہو بھی چودھری شجاعت کی بہن ہیں۔ پنجاب کے سابق وزیر اختر عباس بھروانہ کی صاحبزادی چودھری شجاعت کے بھتیجے سے بیاہی گئی ہیں گوہر ایوب خان کے برادر نسبتی یعنی جنرل حبیب اللہ خان کے صاحبزادے کی شادی تحریک استقلال کے سربراہ ایئر مارشل ریٹائرڈ اصغر خان کی صاحبزادی سے ہوئی ہے گوہر ایوب خان کا رشتہ وفاقی وزیر انور سیف اللہ خان کی صاحبزادی سے طے پایا ہے یعنی سابق صدر فیلڈ مارشل ایوب خان کے پوتے کا

Marfat.com

رشتہ سابق صدر غلام اسحاق خان کی نواسی سے طے پایا ہے انور سیف اللہ خان کے بھائی سلیم سیف اللہ خان کی شادی بریگیڈیئر ریٹائرڈ محمود جان کی صاحبزادی سے ہوئی ہے جبکہ سلیم سیف اللہ خان کی صاحبزادی کا رشتہ جنرل اقبال کے بھتیجے سے طے کیا گیا ہے۔

انور سیف اللہ خان کے بھائی اقبال سیف اللہ کی اہلیہ گوہر ایوب خان کی صاحبزادی ہیں جبکہ سلیم سیف اللہ خان کے ایک اور بھائی کی اہلیہ سابق گورنر سندھ جنرل ریٹائرڈ گل رحمان کی صاحبزادی ہیں جنرل گل رحمان کی ایک اور صاحبزادی وزیر اعلیٰ شیر پاؤ کے برادر نسبتی کی اہلیہ ہیں۔ ہمایوں سیف اللہ کی صاحبزادی کا رشتہ سابق صدر غلام اسحاق خان کے اکلوتے صاحبزادے سے طے پایا ہے۔ سابق صدر غلام اسحاق خان کے برادر نسبتی سوئی گیس کے افسر شوکت اللہ کی اہلیہ سیکرٹری نارکوٹکس کنٹرول ڈویژن سرحد کے سابق آئی جی ولی جان خان کی اہلیہ کی کزن ہیں ولی جان کے صاحبزادے اکبر جان کا رشتہ سرحد سے سابق سینٹر وزیر میاں جمال شاہ کا کاخیل کے خاندان میں طے کیا گیا ہے۔ غلام اسحاق خان کے ایک اور داماد سندھ کے سابق وزیر اور جام صادق کے مشہور زمانہ مشیر عرفان اللہ خان مروت ہیں۔ عرفان مروت جن کے ایک اور عزیز رسوائے زمانہ سابق ڈی آئی جی سی آئی اے سمیع اللہ مروت ہیں۔ عرفان مروت کی صاحبزادی سابق صدر غلام اسحاق خان کی نواسی کا رشتہ پشاور سے تعلق رکھنے والے سرحد کے سابق وزیر اور اے این پی کی سابق صوبائی صدر بشیر احمد بلور کے صاحبزادے ہارون بلور سے طے کیا گیا ہے۔ بشیر بلور کے بھائیوں میں اے این پی کے رہنما سابق وفاقی وزیر حاجی غلام احمد بلور، سینٹ کے رکن اور سرحد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے سابق صدر الیاس احمد بلور اور انکم ٹیکس افسر عزیز احمد بلور شامل ہیں بشیر بلور ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے رکن گل محمد خان کے داماد ہیں گل محمد خان کی شادی پشاور کے ممتاز قانون دان پیر بخش خان کی صاحبزادی سے ہوئی جنہوں نے پشاور سے انتخابات میں خان قیوم اور سردار نشتر جیسی شخصیات کو شکست دی پیر بخش خان کے ایک صاحبزادے طارق خان کی شادی حاجی غلام احمد بلور کی ہمشیرہ سے ہوئی۔ دوسرے کی شادی

Marfat.com

جنرل حبیب اللہ کی صاحبزادی سے ہوئی بشیر احمد بلور کے سسر گل محمد خان مسلم لیگ (ن) سرحد کے جنرل سیکرٹری سابق صوبائی وزیر حاجی محمد جاوید کے ماموں تھے حاجی جاوید کے ایک بھائی حاجی اسلم حبیب بینک کے صوبائی سربراہ ہیں گل محمد خان کے صاحبزادے کی شادی ضیاء دور کے سیکرٹری اطلاعات جنرل ریٹائرڈ مجیب الرحمٰن کی صاحبزادی سے ہوئی ہے کمشنر ہزارہ ڈویژن جنرل مجیب کے قریبی عزیز ہیں محکمہ داخلہ پنجاب کے ایڈیشنل سیکرٹری نجیب ملک جنرل مجیب کے داماد، ڈی آئی جی طارق پرویز جنرل مجیب کے بھانجے اور انٹیلی جنس بیورو کے جائنٹ ڈائریکٹر افتخار بشیر جنرل مجیب کے بھتیجے ہیں۔

جنرل مجیب کی اہلیہ آئی جی سرحد کے سربراہ سید کمال شاہ کی اہلیہ کی بہن ہیں۔ جنرل مجیب کے برادر نسبتی ریاض حشمت محتسب اعلیٰ سیکرٹری لاہور کے ڈائریکٹر ہیں۔ حاجی غلام احمد بلور کے صاحبزادے شبیر بلور کی شادی فیلڈ مارشل ایوب خان کے صاحبزادے طاہر ایوب خان کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ طاہر ایوب خان کی اہلیہ لیفٹیننٹ جنرل شوکت کی صاحبزادی ہیں۔ طاہر ایوب خان کی ایک اور صاحبزادی ملتان کے خاکوانی خاندان میں بیاہی گئی ہیں حاجی غلام احمد بلور کے بھانجے سہیل شمشاد کی شادی مسلم لیگ (ج) سرحد کے جنرل سیکرٹری اور سابق صوبائی وزیر امان اللہ خان جدون کی صاحبزادی سے ہوئی ہے بھٹو دور میں سرحد کے وزیر اعلیٰ اقبال خانجدون امان اللہ جدون کے بڑے بھائی تھے امان اللہ جدون کی اہلیہ گوہر ایوب خان کی کزن ہیں گوہر ایوب خان کی ایک ہمشیرہ سابق ریاست سوات کے حکمران خاندان کے سربراہ اور مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے میاں گل اورنگزیب کی اہلیہ ہیں پیپلز پارٹی مرتضیٰ بھٹو گروپ صوبہ سرحد کے کنویز سابق ایم این اے شہزادہ امان روم میاں گل اورنگزیب کے بھتیجے ہیں۔ حاجی غلام احمد بلور کے بھائی سینٹر الیاس احمد بلور کی صاحبزادی محکمہ صحت سرحد کے سابق سیکرٹری ڈاکٹر کبیر کے چھوٹے بھائی انجینئر زاہد عارف کی اہلیہ ہیں ڈاکٹر کبیر ممتاز کانگریسی رہنما یحییٰ جان خان کے بھانجے ہیں۔

یحییٰ جان خان کی ایک ہمشیرہ جسٹس رضا اے خان کی والدہ ہیں اور پشاور ہائی کورٹ

Marfat.com

کے سابق چیف جسٹس سردار فخر عالم خان جسٹس رضا اے خان کے پھوپھی زاد بھائی ہیں
سردار فخر عالم جنہوں نے شیر پاؤ حکومت کی بحالی کا تاریخی فیصلہ دیا کا نام پاکستان کے
آئندہ چیف الیکشن کمشنر کے طور پر لیا جا رہا ہے۔ صابر شاہ کابینہ کے وزیر سردار مشتاق ان
کے قریبی عزیز ہیں۔ یحیٰ جان خان خدائی خدمت گار تحریک کے بانی خان عبدالغفار خان
کے داماد اور اے این پی کے رہبر تحریک خان عبدالولی خان کے بہنوئی تھے۔ ولی خان کی
اہلیہ بیگم نسیم ولی خان سرحد اسمبلی میں اے این پی کی پارلیمانی لیڈر اور عوامی نیشنل پارٹی کی
صوبائی صدر ہیں جب کہ ان کے صاحب زادے اسفندیار ولی خان قومی اسمبلی میں اے
این پی کے پارلیمانی لیڈر رہیں۔ بیگم نسیم ولی خان کے بھائی سابق وفاقی وزیر سینئر اعظم خان
ہوتی کی شادی ولی خان کی پہلی اہلیہ کی صاحب زادی سے ہوئی ہے۔ ولی خان کی
صاحبزادی ڈاکٹر گلالئی کی شادی ڈاکٹر جہانزیب سے ہوئی ہے جو ایک ممتاز صنعت کار کے
صاحب زادے ہیں۔ بیگم نسیم ولی خان جن کے ایک کزن عزیز خان بلوچستان کے انسپکٹر
جنرل پولیس رہے ہیں نواب زادہ عبدالغفور خان ہوتی کی کزن ہیں جبکہ سابق وزیر اعلیٰ
سرحد سینئر میر افضل خان سے بھی ان کی رشتے داری ہے۔ میر افضل خان کے ایک بھتیجے حاجی
یعقوب خان مردان سے پیپلز پارٹی کے ایم این اے ہیں۔ میر افضل خان کے ایک بھائی
عزیز خان کی شادی گورنر سندھ محمود اے ہارون کی ہمشیرہ سے ہوئی ہارون فیملی پاکستان کی
سیاست وصحافت میں منفرد مقام رکھتی ہے۔ میر افضل خان کے بھتیجے اور محمود اے ہارون کے
بھانجے کا رشتہ سابق سفیر اور ممتاز خاتون سیاست دان بیگم عابدہ حسین کی صاحبزادی سے
طے کیا گیا ہے۔ بیگم عابدہ حسین کے شوہر سابق وفاقی وزیر اور سابق سپیکر قومی اسمبلی سید فخر
امام ہیں جبکہ قومی اسمبلی کے رکن فیصل صالح حیات بیگم عابدہ حسین کے کزن ہیں۔ وفاق وزیر
اطلاعات خالد خان کھرل فیصل صالح حیات کے ماموں، قومی اسمبلی کے رکن امیر حیات اور
پنجاب اسمبلی کے ارکان مخدوم علی رضا اور سید سجاد حیدر ان کے قریبی عزیز ہیں۔ خان عبد
الولی خان کے بہنوئی یحییٰ جان خان کے ایک بھائی یونس خان بھارت میں کانگریس (آئی)

Marfat.com

کے سرکردہ رہنما ہیں اور بھارت کی صدارت کے لئے بھی ان کا نام لیا جاتا رہا۔ ولی خان کے بھانجے سلیم خان جنرل منیجر یونین بینک کی شادی کوہاٹ کے نوروز خان یوسف زئی کی صاحب زادی سے ہوئی۔ نوروز خان یوسف زئی کے ایک صاحب زادے ڈی آئی جی رؤف یوسف زئی ہیں جو آج کل جرمنی میں تعینات ہیں جبکہ دوسرے صاحب زادے پاک فضائیہ کے ایئر وائس مارشل، عبدالرحیم یوسف زئی ہیں جن کی صاحب زادی کا رشتہ پیپلز پارٹی کے رہنما سابق وفاقی وزیر خواجہ طارق رحیم کے صاحب زادے سے ہوا ہے۔ ایئر وائس مارشل عبدالرحیم یوسف زئی کی ہمشیرہ صوبہ سرحد کے سیکرٹری صنعت، ٹرانسپورٹ، محنت گلزار خان کی اہلیہ ہیں جبکہ ایئر وائس مارشل عبدالرحیم یوسف زئی کے ماموں خان زادہ تاج محمد خان بنگش کوہاٹ سے مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔

بنگش قبیلے کے مظفر خان بنگش صوبہ سرحد کے انسپکٹر جنرل پولیس رہے ہیں ان کی ایک صاحبزادی کمشنر افغان مہاجرین سرحد رستم شاہ مہمند کی اہلیہ ہیں جبکہ دوسری کی شادی ڈی آئی جی ملک نوید سے ہوئی ہے۔ ملک نوید خان کے بھائی ملک اسلم خان نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں جبکہ ان کے کزن ملک سلیم کلکٹر کسٹم سندھ میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ملک سلیم کی اہلیہ پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کے سربراہ سینٹر پیر پگاڑا کی صاحبزادی ہیں۔ پیر پگاڑا کے صاحبزادے صبغت اللہ سندھ کے ایم پی اے ہیں جبکہ ان کے ایک صاحبزادے نواز شریف دور میں وفاقی وزیر رہے ہے۔ پیر پگاڑا کی اہلیہ مخدوم حسن محمود کی ہمشیرہ ہیں اور قومی اسمبلی کے سپیکر سید یوسف رضا گیلانی مخدوم حسن محمود کے بھانجے ہیں۔ سینٹر حامد رضا گیلانی سید احمد محمود ایم این اے اور سید علی اکبر ایم پی اے ان کے قریبی عزیز ہیں ان کی رشتہ داریاں پورے پنجاب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پیر پگاڑا کی دیگر رشتہ داریوں کے علاوہ ان کی ایک بہو پنجاب کے سابق وزیر قمر الزمان کھگہ کی صاحبزادی ہیں۔ چترال سے بولان اور خیبر سے مہران تک اثر ورسوخ کی حامل ان رشتہ داریوں کے پر پیچ سلسلہ کو اگر مزید باریک بینی سے پرکھا جائے گا تو پاکستان کی سیاست، تجارت، مقننہ،

Marfat.com

انتظامیہ، عدلیہ اور دفاع کا ایک آدھ فرد ہی ایسا ہوگا جو اس سلسلہ سے باہر ہوگا اور اس کا ایک غور طلب پہلو یہ بھی ہے کہ جو سیاسی زعماء عوامی فورموں اور بیانات میں ایک دوسرے کو ملک دشمن اور غدار تک قرار دینے سے گریز نہیں کرتے اور وہ اپنے بیٹے بیٹیوں کے لئے انہی ملک دشمنوں اور غداروں کے گھروں میں رشتے کر لیتے ہیں ان کے سیاسی نظریے اور انداز جدا ہونے کے باوجود نا معلوم مشترکہ مفادات انہیں ایک دوسرے کا رشتہ دار بناتے ہیں۔ اس تحقیقی رپورٹ کی تیاری میں یہ دلچسپ بات بھی سامنے آئی کہ قومی سطح پر متصادم قائدین یعنی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف دونوں کا رشتے ناطوں کی اسی لمبی زنجیر سے کوئی تعلق تھیں محترم بے نظیر بھٹو کے والد وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو موجودہ ڈ اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب خان کے والد فیلڈ مارشل ایوب خان کی حکومت سے سیاسی عروج کا آغاز کرتے ہوئے صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کے عہدوں پر فائز رہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کی ایک ہمشیرہ یوپی کے بریگیڈیئر مصطفیٰ کی اہلیہ تھیں جبکہ دوسری شادی سوئی گیس کے افسر نور الاسلام سے ہوئی۔ بھٹو مرحوم کی پہلی شادی اپنے خاندان میں امیر بیگم سے ہوئی اس شادی سے دو صاحب زادیاں ہوئی جن کی شادیاں، بھٹو خاندان سے معشوق بھٹو کے صاحب زادوں سے ہوئیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے کزن ممتاز علی بھٹو ایم پی اے کی ایک اہلیہ سابق وزیر عبدالوحید کٹڑ کی صاحبزادی ہیں جبکہ ان کی دوسری اہلیہ قائد ملت لیاقت علی خان کے صاحبزادے اشرف لیاقت سے علیحدگی کے بعد ان کے نکاح میں آئیں۔ بھٹو مرحوم کی دوسری شادی ایرانی نژاد خاتون بیگم نصرت بھٹو سے ہوئی جو پاکستان کی سینئر وفاقی وزیر اور پیپلز پارٹی کی مرکزی چیئر پرسن بھی رہیں اور اب بھی تا حیات چیئر پرسن ہونے کا دعویٰ رکھتی ہیں اور قومی اسمبلی کی رکن ہیں۔ بھٹو کے صاحب زادوں میر مرتضیٰ بھٹو اور میر شاہنواز بھٹو نے کابل میں جلاوطنی کے دوران افغان وزارت خارجہ کے ایک افسر کی دو صاحب زادیوں سے شادیاں کیں لیکن دونوں شادیاں کامیاب نہ ہوئیں۔ میر مرتضیٰ بھٹو نے شامی خاتون غنویٰ سے شادی کی بھٹو کی چھوٹی صاحب زادی صنم بھٹو کی شادی ڈاکٹر ناصر سے ہوئی جبکہ

Marfat.com

بڑی صاحب زادی وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو قومی اسمبلی کے رکن آصف علی زرداری کی اہلیہ ہیں آصف زرداری کے والد حاکم علی زرداری اس شادی کے وقت عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی نائب صدر تھے تاہم بعد میں وہ اے این پی چھوڑ کر پیپلز پارٹی کے ایم این اے بنے۔ حاکم زرداری کی ایک اہلیہ کا تعلق پنجاب سے ہے بھٹو خاندان اور ان کے رشتہ داروں کے قومی اسمبلی میں پانچ اور سندھ اسمبلی میں تین ارکان ہیں۔

حزب اختلاف کے قائد سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کا خاندان جو کشمیر سے تعلق رکھتا ہے قیام پاکستان سے چند سال قبل لاہور آ کر آباد ہوا میاں نواز شریف تحریک استقلال کے صوبائی سیکرٹری مالیات رہے۔ ضیاء الحق دور میں پنجاب کے وزیر خزانہ بنے 1985ء کے انتخابات کے بعد پنجاب کے وزیراعلیٰ بنے اور 6 اگست 1990ء تک وزیراعلیٰ رہے اس کے بعد وزیراعظم کے عہدے پر فائز رہے اور آج قائد حزب اختلاف ہیں ان کے بھائی میاں شہباز شریف پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد ہیں دوسرے بھائی میاں عباس شریف قومی اسمبلی کے رکن ہیں جبکہ ان کے چچا میاں محمد شفیع کے داماد چودھری شیر علی فیصل آباد سے قومی اسمبلی کے رکن ہیں میاں نواز شریف کی صاحبزادی کی شادی مانسہرہ کے متوسط مسلم لیگی خاندان سے تعلق رکھنے والے کیپٹن صفدر سے ہوئی ہے جو وزارت عظمیٰ کے دوران میاں نواز شریف کے اے ڈی سی تھے۔

رشتوں اور ناطوں کی کڑیوں میں جڑے جس سلسلہ کا پہلے ذکر کیا گیا اس کا بغور جائزہ لینے پر ہی معلوم ہوتا ہے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے مابین کشمکش میں ایک خاندان کے لوگ ہیں جن میں سے کچھ میاں نواز شریف کی قیادت میں صف آرا ہیں اور کچھ بے نظیر بھٹو کی کمان میں میدان میں اترے ہیں اور اس جنگ میں جو بھی فریق غالب آئے کامیابی اس خاندانی کی ہی ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو آپس کی رشتہ داریوں سے کسی بھی صورت انکار نہیں اور یہ رشتے روز بروز مزید مستحکم ہو رہے ہیں رشتوں کی یہ اکاس بیل سیاست، تجارت دفاع عدالت اور حکومت پر اسی تیزی سے چھائی رہی تو وہ وقت دور نہیں کہ

Marfat.com

اس سے باہر رہنے والے اکا دکا گھرانے بھی اس ملک گیر باا ثر خاندان اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے اور وہ 60 کی دہائی میں ملک پر 22 خاندان کے راج کا نظریہ پیش کرنے والے سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق کی نظر سے اس صورت حال کو دیکھا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان پر صرف ایک سدا بہار حکمران خاندان کا راج ہے جس کا کچھ حصہ بوقت ضرورت حزب اختلاف کا کردار بھی ادا کرتا ہے۔

مذکور بالا رپورٹ میں صوبہ سرحد کی سیاسی وسماجی شخصیات کا تذکرہ ہے۔ پنجاب اور دوسرے صوبوں میں بھی اسی نوع کی سیاسی صورت حال کچھ مختلف نہیں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پنجاب کی سیاست پر اس وقت تقریباً چالیس خاندان قابض ہیں۔ جب کہ عام آدمی تک اقتدار کبھی منتقل نہیں ہو سکا۔ ضلعی حکومتوں کے آج کے نئے نظام میں بھی گنتی کے چند خاندانوں ہی کے چشم و چراغ اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہی۔ رائج الوقت ضلعی نظام میں بھی مخصوص خاندانوں کے نیٹ ورک کو توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

روزنامہ پاکستان لاہور کی مرتب کردہ ایک رپورٹ کے مطابق پنجاب میں مقامی حکومتوں کے ضلعی ناظمین، تحصیل ناظمین اور نائب ناظمین کا تعلق صرف چالیس سے پچاس خاندانوں سے ہے۔ ان خاندانوں کا ہی مقامی حکومتوں کے علاوہ صوبائی، قومی اسمبلی اور سینٹ میں راج ہے اور اقتدار ان خاندانوں میں تقسیم ہے۔ ضلع میں باپ اگر ناظم ہے تو بیٹا صوبائی یا قومی اسمبلی میں وزیر ہے یا رکن اسمبلی یا منسٹر ہے۔ پنجاب میں کوئی ایک آدھ ایسا ہو گا جہاں کسی ضلعی ناظم کا بھائی بیٹا یا بھتیجا اسمبلی یا سینٹ میں نہ ہو۔ البتہ اس ناظم نے اپنے گروپ میں سے کئی تحصیل یا ٹاؤن ناظمین بنوا رکھے ہیں۔ پارٹی عہدے بھی انہی ناظمین یا صوبائی یا قومی وزراء یا اراکین اسمبلی کے پاس ہیں رپورٹ کے مطابق تفصیل اس طرح سے ہے۔

ضلع بہاولپور کے ضلعی ناظم چودھری طارق بشیر چیمہ کے ایک بھائی طاہر بشیر چیمہ چشتیاں سے ایم این اے ہیں ان کے ایک کزن ظفر اقبال وڑائچ رحیم یار خان سے ایم این

Marfat.com

اے ہیں اور آج کل وفاقی وزیر ہیں۔ آئندہ بھی یہ گھرانہ ضلعی ناظم کا امیدوار ہے۔ اسی طرح اسی ضلع میں ضلعی ناظم اویس گردیزی کے چچا سید تسنیم نواز گردیزی رکن قومی اسمبلی ہیں اور ان کی ایک عزیزہ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی پنجاب حکومت میں پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ اسی ضلع میں دوسرا بڑا گیلانی خاندان ہے۔ اس خاندان کے سید سعید الحسن گیلانی تحصیل ناظم احمد پور شرقیہ میں ان کے چچازاد بھائی مخدوم زادہ علی حسن گیلانی ایم این اے ہیں۔ اور ان کے عزیز افتخار گیلانی ایم پی اے ہیں۔ اس ضلع میں مقامی حکومت سے لے کر قومی اسمبلی تک اقتدار صرف تین خاندانوں میں بٹا ہوا ہے۔ اسی طرح ضلع ڈیرہ غازی خان دو بڑے خاندان ہیں جن کے گرد سیاست گھومتی ہے۔ ان خاندانوں میں لغاری اور کھوسہ خاندان شامل ہیں۔ مگر موجودہ دور میں مقامی حکومت سے اعلیٰ ایوانوں تک لغاری خاندان ہی براجمان ہے۔ سردار جمال خان لغاری ڈی جی خان ضلعی ناظم ہیں ان کے باپ فاروق احمد خان لغاری سابق صدر مملکت ہیں اور موجودہ قومی اسمبلی میں ایم این اے ہیں جبکہ ضلعی ناظم کے دوسرے بھائی اویس لغاری وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی ہیں۔ ان کے بڑے بھائی رکن پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ نائب ناظمین، تحصیل ناظمین کا تعلق بھی لغاری خاندان سے ہے۔ مظفر گڑھ کے ضلعی ناظم الحاج ملک سلطان محمود نہرا ہیں۔ ان کے بھائی احمد یار نہرا پنجاب اسمبلی میں ہیں جو حلقہ پی پی 251 سے ایم پی اے ہیں۔ وزارت لائیوسٹاک کی نمائندگی بھی اس ضلع کے پاس ہے سید ہارون احمد سلطان صوبائی وزیر لائیوسٹاک ہیں۔ انہوں نے پارٹی کا عہدہ بھی طلب کر لیا ہے۔ پہلے سے عہدہ بھی ضلع ناظم گروپ کے پاس تھا۔ سردار محمد شاکر ڈوگر ضلعی صدر تھے مگر صوبائی وزیر نے انہیں فارغ کرا کر عہدہ اپنے پاس رکھ لیا ہے اور اس طرح سے جہاں اقتدار اور پارٹی دو خاندانوں میں تقسیم ہے۔ ضلع راجن پور میں اقتدار ایک دریشک خاندان کے پاس ہے۔ اس گروپ کے ڈاکٹر حفیظ الرحمان ضلع کے سربراہ ہیں۔ دریشک خاندان کے سربراہ سابق صوبائی وزیر نصر اللہ دریشک ایم این اے ہیں۔ ان کے بیٹے سردار حسنین بہادر خان دریشک پنجاب کے صوبائی وزیر خزانہ ہیں۔

Marfat.com

ان کے دوسرے کزن سردار امان اللہ خان دریشک قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ جبکہ اس ضلع کے دوسرے اہم کردار سردار شوکت خان مزاری پنجاب اسمبلی میں ڈپٹی سپیکر ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ضلع لیہ کے ضلعی ناظم شہاب الدین خان ینسٹر ہیں۔ ان کے بڑے بھائی سردار بہادر سینٹر ایم این اے ہیں۔ ان کے دو عزیز چودھری الطاف حسین اور میر فضل حسین پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ ضلع پاکپتن میں ضلعی ناظم میاں احمد جوئیہ ہیں۔ ان کے بڑے بھائی اکثر جنید ممتاز جوئیہ این اے 166 کے ایم این اے ہیں۔ یونین ناظمین کی اکثریت کا تعلق بھی اسی گروپ سے ہے۔ پاکپتن میں دوسرا بڑا مانیکا خاندان ہے۔ اس خاندانسے فرخ ممتاز مانیکا تحصیل ناظم پاکپتن ہیں جبکہ دوسرے بھائی احمد رضا خان حلقہ این اے 165 کے ایم این اے ہیں۔ جب کہ تحصیل ناظم کے ایک کزن عطا محمد خان مانیکا اس ضلع سے ایم پی اے ہیں۔ آئندہ بھی ضلعی ناظم کے لئے مانیکا خاندان اور جوئیہ خاندان میں ابھی سے جوڑ پڑ چکا ہے۔ اسی طرح ضلع وہاڑی کے اندر بھی ضلع سے قومی اسمبلی تک کھچی خاندان کی حکومت ہے۔ ایسے لگتا ہے۔ اس ضلع میں اقتدار صرف کھچی خاندان کے لئے ہے۔ خان ممتاز خان کھچی ضلع کے سربراہ ضلعی ناظم ہیں۔ ان کے بھائی خان آفتاب احمد خان کھچی ایم این اے اور کزن جاوید اقبال خان کھچی ایم پی اے ہیں۔ ان کے مدمقابل دوسرا جٹ خاندان ہے۔ چوہدری نذیر احمد جٹ نے خان ممتاز خان کھچی کے مقابلہ میں ضلعی ناظم کا انتخاب ہارا تھا۔ جٹ گروپ کے عثمان احمد وڑائچ بوریوالہ سے تحصیل ناظم ہیں۔ اس طرح ضلع بہاولنگر میں وینس خاندان کا راج ہے۔ علی اکبر وینس ضلعی ناظم ہیں۔ ان کا بیٹا عبداللہ وینس پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ ضلعی نائب ناظم شوکت علی لالیکا سابق وفاقی وزیر عبدالستار لالیکا کے بھائی ہیں۔ اس ضلع سے وفاقی وزیر مذہبی امور اور سابق صدر ضیاء الحق کے بیٹے اعجاز الحق ایم این اے ہیں۔ ان کی ہمدردیاں جس گروپ کے ساتھ ہونگی اور وہ آئند ضلعی ناظم ہونگے۔ اسی ضلع سے چوہدری خادم حسین وٹو صوبائی وزیر زکوۃ عشر ہیں وہ آئندہ ضلعی ناظم کے لئے پر تول رہے ہیں۔ اس طرح ضلع رحیم یار خان میں مخدوم خاندان کی اجارہ داری

Marfat.com

قائم ہے۔ مخدوم سید احمد انور ضلعی ناظم ہیں۔ ان کے کزن مخدوم سید احمد محور ضلعی ناظم ہیں۔ ان کے کزن مخدوم سید احمد عالم انور ایم این اے ہیں ان کے دوسرے عزیز مخدوم خسرو بختیار وفاقی وزیر ہیں۔ اس ضلع کی اہم ترین سیاسی شخصیت وفاقی وزیر جہانگیر ترین ہیں۔ جن کی مرضی آئندہ ضلعی ناظم کا ٹکٹ دینے میں اہم ہوگی۔ رپورٹ کے مطابق ضلع راولپنڈی میں طارق محبوب کیانی ضلعی ناظم ہیں جو کہ ایک حساس ادارے کی اہم شخصیت کے بھائی ہیں۔ اسی ضلع کی دوسری اہم شخصیت صوبائی وزیر قانون محمد بشارت راجہ ہیں۔ جن کے دوسرے بھائی ناصر راجہ کے پاس ضلع کی پارٹی صدارت بھی ہے۔ اسی ضلع سے رکن پنجاب اسمبلی راجہ راشد حفیظ کا تعلق بھی وزیر قانون کے خاندان سے ہے۔ آئندہ ضلعی ناظم کے لئے راجہ خاندان متحرک ہے۔ ضلع اٹک میں اقتدار چودھری برادران کے عزیزوں کے پاس ہے۔ ضلعی ناظم میجر (ر) طاہر صادق ہیں جو چوہدری شجاعت حسین صدر مسلم لیگ وسابق وزیر اعظم کے بہنوئی ہیں اور سیالکوٹ سے صوبائی وزیر اجمل چیمہ کے سمدھی ہیں۔ ان کی بیٹی ایمان وسیم یہاں سے ایم این اے بن چکی ہیں۔ انہوں نے یہ سیٹ وزیر اعظم شوکت عزیز کے لئے خالی کردی تھی۔ جہاں تک ضلع جہلم کا تعلق ہے۔ جہلم میں اقتدار آج بھی سابق گورنر پنجاب چودھری الطاف خاندان میں گھر کی لونڈی نظر آتا ہے۔ سابق گورنر کے بیٹے فرخ الطاف چودھری ناظم جہلم ہیں۔ ان کے چچا چودھری شہباز حسین وفاقی وزیر ہیں۔ جہلم کے دو ایم پی ایز کا تعلق بھی اس خاندان سے ہے۔ اسی طرح ضلع نارووال میں اقتدار جٹ، گجر اور بٹ خاندان کے پاس ہے۔ یہاں کے ضلعی ناظم کرنل چودھری جاوید صفدر کاہلوں ہیں۔ ان کی اہلیہ بیگم رفعت جاوید کاہلوں ایم این اے اور وفاقی پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ اس طرح تحصیل ناظم شکر گڑھ ڈاکٹر نعمت علی جاوید ہیں جن کے بیٹے ڈاکٹر طاہر علی جاوید صوبائی وزیر صحت ہیں۔ آئندہ کے لئے انہوں نے ضلعی ناظم کے لئے اپنے باپ کا نام پیش کردیا ہے۔ اس طرح تیسرا گروپ بٹ خاندان کا ہے۔ تحصیل ناظم نارووال خواجہ وسیم بٹ ہیں جو ضلع میں مسلم لیگ (ق) کے جنرل سیکرٹری بن کر سامنے آئے ہیں

Marfat.com

جب کہ صدارت ضلعی ناظم کرنل جاوید کاہلوں کے گروپ کے چودھری خضر الیاس ملک ایم پی اے کے پاس ہے۔ ضلع سرگودھا چار خاندان اقتدار کے مزے لے رہے ہیں۔ نون خاندان مز چیمہ خاندان، قریشی خاندان اور رانجھا خاندان کے پاس اقتدار ہے۔ ضلعی ناظم سرگودھا ملک امجد علی نون ہیں جن کے ایک بھائی جرنیل ہیں اور یہ خود نیشنل سکیورٹی کونسل کے سیکرٹری طارق عزیز کے عزیز کہتے ہیں۔ یہاں کا دوسرا گروپ چیمہ خاندان ہے۔ اس خاندان کی تنزیلہ عامر چیمہ چیئر مین ضلع کونسل رہی ہیں۔ موجودہ دور میں ایم این اے ہیں۔ ان کے شوہر عامر سلطان چیمہ صوبائی وزیر آبپاشی ہیں۔ یہ چودھری برادران کے قریبی عزیز ہیں۔ ضلع چکوال مسلم لیگ کے مرکزی رہنما جنرل (ر) مجید ملک ناظم ضلع ہے۔ جہاں سے سردار غلام عباس خان ضلعی ناظم ہیں۔ اس خاندان کے ایک ایم این اے اور دو ایم پی اے ہیں۔ ضلع میانوالی میں بھی دو خاندانوں کی اجارہ داری ہے۔ اس ضلع کے ضلعی ناظم حمید حیات خان نیازی ہیں۔ ان کے عزیز گل حمید خان روکڑی صوبائی وزیر مال اور ضلع میانوالی میں مسلم لیگ کے صدر ہیں۔ ان کے ایک بھائی ایم پی اے ہیں۔ دوسرا گروپ صوبائی وزیر سبطین خان کا ہے۔ جن میں آئندہ ضلع کی ناظم شپ کے لئے مقابلہ ہوگا۔ ضلع بھکر میں نوانی اور شاہانی گروپ میں اقتدار بنا ہوا ہے۔ ضلعی ناظم حمید اکبر خان نوانی ضلع کے ایک کزن ایم این اے اور دوسرے صوبائی وزیر جیل خانہ جات سعید اکبر شاہانی ہیں۔ دوسرے خاندان کے صوبائی وزیر نعیم اللہ خان شاہانی ہیں۔ بقایا سیٹیں اس خاندان کے پاس ہیں۔ ضلع خوشاب کے ضلعی ناظم ملک اور احسان اللہ ٹوانہ ہیں جنہیں پارٹی صدارت بھی سونپ دی گئی ہے۔ جن کے ایک کزن آصف ایم پی اے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں چیمہ خاندان کی حکمرانی قائم ہے۔ تحصیل ناظم اکمل چیمہ کے بڑے بھائی اجمل چیمہ صوبائی وزیر صنعت ہیں۔ آئندہ اکمل چیمہ ضلعی ناظم ہونگے۔ جہاں کے برپال خاندان کے دو ایم پی اے کا تعلق بھی اسی گروپ سے ہے۔ اسی طرح ضلع فیصل آباد کے ضلعی ناظم زاہد نذیر ہیں جن کے بڑے بھائی عاصم نذیر ایم این اے ہیں۔ اس طرح سٹی ناظم ممتاز چیمہ کے بھائی مشتاق

Marfat.com

چیمہ وفاقی وزیر ہیں۔ آئندہ یہاں سے ضلعی ناظم کے لئے مسلم لیگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری چودھری ظہیر الدین خان کی رائے کو اہم اہمیت حاصل ہوگی۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ضلعی ناظم چودھری اشفاق ہیں جن کے بھتیجے چودھری فرمان ایم این اے ہیں جبکہ دوسرا اہم فتیانہ خاندان ہیں۔ اس گروپ کے امجد واڑیچ سٹی گوجرہ ہیں جبکہ ریاض فتیانہ خود ایم این اے اور ان کی اہلیہ آشفتہ ریاض فتیانہ صوبائی وزیر ویلفیئر ہیں۔ لاہور کے ضلعی ناظم میاں عامر محمود ہیں۔ ان کے اور تو کوئی عزیز اقتدار میں نہیں ہیں مگر انہوں نے لاہور میں اپنا گروپ مضبوط کرنے کے لئے دو ٹاؤن ناظمین، راوی ٹاؤن کے ناظم عامر منیر اور داتا گنج بخش ٹاؤن کے ناظم طارق ثناء باجوہ کو اپنی نامزدگی سے ناظم بنوایا۔ آئندہ بھی وہ ناظم لاہور کے امیدوار ہونگے۔ ضلع شیخوپورہ کے ناظم توکل اللہ ورک کے بھتیجے آصف حبیب ورک ایم این اے ہیں اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو ان کے عزیز ہیں۔ آصف ورک میاں منظور وٹو کے داماد ہیں۔ اس بوتھ سے اس خاندان کی بھی اقتدار میں جڑیں مضبوط ہیں۔ اس ضلع سے چٹھہ خاندان بھی پیچھے نہیں۔ مسلم لیگ کے نائب صدر نعیم حسین چٹھہ سینٹر ہیں جبکہ ان کے بیٹے عابد حسین چٹھہ ایم پی اے ہیں جو آئندہ ضلعی ناظم کے امیدوار کے طور پر بھی سامنے آرہے ہیں۔ ضلع قصور میں اقتدار اور دو خاندان تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ رانا امتیاز احمد ضلعی ناظم ہیں۔ یہ سرگودھا کے صوبائی وزیر عامر سلطان چیمہ کے اس خاندان سے ایک ایم پی بھی ہیں۔ دوسرا خاندان نکئی خاندان ہے۔ سابق وزیر عارف نکئی کے بیٹے آصف نکئی ایم این اے ہیں۔ ضلع اوکاڑہ کے ضلعی ناظم سید سجاد حیدر کرمانی ہیں۔ جو مسلم لیگ کے سابق صدر میاں اظہر کے پارٹنر ہیں۔ اس ضلع میں دوسرا خاندان گیلانی خاندان ہے۔ سابق صوبائی وزیر افضال علی شاہ گیلانی ہیں۔ جن کے بیٹے رضا علی گیلانی صوبائی وزیر ہیں۔ اس گروپ کا ایک جرنل ہے رشتے داری کی بناء پر آئندہ اپنا ڈسٹرکٹ ناظم لانے کے لئے حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ اس طرح تحصیل ناظم خرم وٹو ہیں۔ جو سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو کے بیٹے ہیں۔ تحصیل ناظم کے بھائی ایم پی اے اور بہن

Marfat.com

ایم این اے ہے۔ یہاں سے راؤ سکندر اقبال وفاقی وزیر ہیں۔ اس خاندان کے دوسرے راؤ قیصر ایم این اے ہے۔ ملتان کے ضلعی ناظم پیر ریاض احمد قریشی ہیں۔ جن کا کوئی عزیز اسمبلی میں نہیں ہے۔ اس ضلع میں بوسن خاندان کی اقتدار پر اجارہ داری ہے۔ سکندر حیات بوسن وفاقی وزیر خوراک ہیں۔ ان کے بھائی محمد حسنین خان بوسن ایم پی اے ہیں۔ یہاں نون خاندان بھی اقتدار کے ایوانوں میں پیش پیش ہے۔ تحصیل کی نظامت بھی نون خاندان کے پاس ہے۔ تحصیل ناظم کا ایک بھائی رانا قاسم نون صوبائی وزیر مارکیٹنگ (ایگری کلچر) ہیں۔ جبکہ ان کے کزن رانا اعجاز احمد نون ایم پی اے ہیں۔ ضلع لودھراں عبدالرحمان کانجو ضلعی ناظم ہیں۔ اسی گروپ سے اراکین اسمبلی کا تعلق ہے۔ اس کے چچا اختر خان کانجو بھی ایم پی اے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ضلع خانیوال میں ہراج خاندان کی حکمرانی قائم ہے۔ احمد یار خان ہراج ضلعی ناظم ہیں۔ ان کے بڑے بھائی حامد یار ہراج وفاقی وزیر ہیں۔ باپ سردار محمد یار ہراج ایم پی اے ہیں۔ ضلع ساہیوال میں رائے حسین نواز ڈسٹرکٹ ناظم ہیں جن کے کزن رائے عزیز اللہ ایم این اے ہیں۔ یہاں کے سٹی ناظم رانا شہزاد کے بھائی رانا طارق اللہ ایم این اے ہیں۔ یہاں کے سٹی ناظم رانا شہزاد کے بھائی رانا طارق جاوید ایم این اے ہیں۔ آئندہ کے لئے صوبائی وزیر ارشد خان لودھی اپنا ڈسٹرکٹ ناظم لانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ کے ناظم چودھری فیاض چٹھہ ہیں جن کے ولد حامد ناصر چٹھہ ایم این اے اور کشمیر کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ یہاں مسلم لیگ کی صدارت سابق ایم پی اے چودھری ظفر اللہ چیمہ کے پاس ہے۔ جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی مشیر ڈاکٹر سہیل ظفر چیمہ کے والد ہیں اور آئندہ یہ خاندان ضلعی ناظم کے لئے امیدوار بننے کی سوچ رکھتا ہے۔ اس طرح ضلع حافظ آباد میں بھٹی خاندان کی حکمرانی ہے۔ یہاں ضلعی ناظم بھی بھٹی گروپ کا ہے۔ اس گروپ کے سربراہ مہدی حسن بھٹی ایم این اے اور ان کا بیٹا شوکت بھٹی صوبائی وزیر ہیں۔ اس طرح ضلع گجرات کی حکمرانی چودھری خاندان کے پاس ہے۔ ضلعی ناظم چودھری شفاعت حسین ہے۔ دوسرے بھائی ایم این اے چودھری وجاحت

Marfat.com

حسین ہیں جبکہ مسلم لیگ ضلع کی صدارت بھی ان کے پاس ہے۔ان سب کے بڑے بھائی چودھری شجاعت حسین سابق وزیراعظم اور مسلم لیگ کے صدر ہیں جبکہ کزن چودھری پرویز الٰہی وزیراعلیٰ پنجاب ہیں۔اس خاندان نے ملکی سیاست میں نئی تاریخ رقم کی ہے۔

(نوٹ: کسی سہو کی صورت میں معذرت خواہ ہوں) مؤلف

Marfat.com

باب نہم

قومی احوال کی اصلاح کے لئے چند ضروری تجاویز

1-الکرسی للہ

کرسی اقتدار صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ مملکت خداداد پاکستان ہر نعمت خداوندی سے مالا مال ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ جب سے یہ معرض وجود میں آیا ہے شیطانی مکروفریب کے جال میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ اصلاح احوال کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہر آئے دن کوئی نہ کوئی بحران پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اور پھر بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ارباب بست وکشاد ہوشمندی کا ثبوت نہیں دیتے۔ والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار ذاتی ضد اور انا پر ملکی مفاد کو پس پشت ڈال کر باہمی آویزش اور چپقلش میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں ضائع کر رہے ہیں۔ جس کسی کو بھی اقتدار کی کرسی ملی وہ اس سے چمٹ گیا پھر آن یا جان گئی سو گئی کرسی چھوڑنے کا نام نہ لیا۔ گویا دنیا میں جہاں کہیں بھی دنگا وفساد، قتل وغارت تباہی و بربادی ہوئی اس کی اصل وجہ یہ کرسی ہی بنی۔ مگر اقتدار دائمی نہیں۔ کرسی کا ذکر تو قرآن پاک میں بھی ہے۔ آیت الکرسی سے کون واقف نہیں۔ رد بلا اور حصول خیر وبرکت کے لئے اس کا ورد کیا جاتا ہے۔ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی سما رکھا ہے اللہ کی کرسی نے آسمانوں اور زمینوں کو۔ گویا کرسی یعنی دائمی اقتدار صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ یقیناً بقا اور دوام صرف اللہ ہی کی کرسی کو ہے۔ جیسے اللہ حَیّ قیوم ہے۔ زمین وآسمان میں دوام صرف اس کی ہی کرسی کو ہے۔ پروفیسر محمد منور مرحوم نے کیا خوب کہا ہے......

کرسی بس ایک ارض وسما میں ہے پائیدار
باقی ہر ایک کرسی منور ہے ناتواں

دنیا کی کرسی صاحب کرسی کی طرح کمزور اور فانی ہے۔ یہی وہ کرسی ہے جس پر جلوہ افروز ہو کر حکمران امور مملکت چلاتے ہیں۔ جاہ وحشمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر

Marfat.com

شیطان انہیں سلجھاتا ہے کہ بس اب اس کرسی کو مضبوطی سے تھام لے۔ اب رعب اور ہیبت درکار ہے۔ پھر حکمرانوں کو ایسا گمراہ کراتا ہے کہ ان کے سامنے مخلوق خدا مظلوم بن کر رہ جاتی ہے۔ جور و جبر کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اندرونی سازشوں کا چکر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ کرسی پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے ہر حیلہ اور چارہ جوئی کی جاتی ہے مگر دھیرے دھیرے اس کی گرفت کمزور سے کمزور تر ہونا شروع ہو جاتی ہے اور بالآخر ذلیل و خوار ہو کر کرسی سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تختہ دار پر بھی چڑھ جاتا ہے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 17,16 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو (اس کے گناہوں کے باعث) تو ''پہلے'' ہم (نبیوں کے ذریعہ) وہاں کے رئیسوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر وہ (الٹا) نافرمانی کرنے لگتے ہیں اس میں پس واجب ہو جاتا ہے ان پر (عذاب کا) فرمان۔ پھر ہم اس بستی کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کتنی قومیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا۔ نوح کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے اچھی طرح باخبر ہے (اور انہیں) خوب دیکھنے والا ہے۔'' یعنی جب کوئی بستی گناہوں اور بدکاریوں کا اکھاڑا بن جاتی ہے تو اسی وقت اس کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دی جاتی بلکہ پہلے انہیں سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لئے ان کے پاس رسول بھیجے جاتے ہیں جو انہیں احکام الٰہی پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ خصوصاً وہاں کے با اقتدار طبقہ کو سمجھانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کی اصلاح سے سارا گاؤں اصلاح یافتہ ہو جائے لیکن وہ اس پند و نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اپنی پوری کج فہمی کے باعث اسے ذاتی وقار کا مسئلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ اس وقت عذاب کی بجلی کوندتی ہے اور ان کی خرمن حیات کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے۔'' بادشاہوں کے عروج و زوال کی عبرتناک داستانوں سے کون واقف نہیں۔ انہوں نے اپنی کرسی پر دائمی گرفت قائم رکھنے کے لئے نہ جانے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک نظام ہے۔ اللہ بخش دیتا ہے ملک جسے چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے

Marfat.com

چاہتا ہے گویا

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمران ہے اک وہی باقی بتاں آزری

پاکستان کے حکمران بھی پچھلے چھپن سالوں میں اپنی اپنی کرسی بچانے میں نہ جانے کتنے مکروفریب کر چکے ہوں گے۔ مگر اکثر اپنی جان بھی گنوا بیٹھے۔ بھٹو مرحوم نے اپنی کرسی پر گرفت مضبوط کرنے کے لئے لاکھ جتن کیئے ہوں گے۔ مگر بالآخر اپنی جان بھی گنوا بیٹھے۔ اسی کشمکش میں انہوں نے ایک بڑی جذباتی تقریر بھی فرمائی تھی اور اسی جوش خطابت میں اٹھ کر کرسی کی پشت میں آ گئے اور اسے تھپ تھپاتے ہوئے فرمانے لگے۔ یہ میری کرسی بڑی مضبوط ہے اس سے چند ماہ بعد ہی بیچارے تختہ دار پر چڑھ گئے۔ اس طرح کے عبرتناک واقعات سے دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ شیطان مردود کی دشمنی ازل سے اولاد آدم سے مسلمہ ہے اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ انسانوں کے اندر بدگمانی، دنگا وفساد ڈلواتا رہے۔ بالخصوص اس کی توجہ حکمرانوں اور ارباب بست وکشاد کو راہ راست سے بھٹکانے اور ان کے ذریعہ وسیع تر تباہی وبربادی برپا کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔

2- تشکیل کابینہ

اعلیٰ تعلیم یافتہ بالخصوص دینی تعلیم سے آراستہ، نیک صالح، دیانتدار، محنتی اور صحت مند اشخاص پر مشتمل سی کابینہ ہونی چاہیے۔ وزراء کو اپنے محکموں کے قوانین وضوابط پر پورا عبور ہو تاکہ بیوروکریٹس انہیں گمراہ کر کے غلط سلط فیصلے نہ کرا سکیں۔ مشیروں کی فوج ظفر موج سے اجتناب کیا جائے ورنہ معاملات کو پیچیدہ بنا دیا جائے گا۔

3- طالبان وزارت

چمٹ کر وزارت لینے والے، نہ ملنے پر روٹھ جانے والے اور استعفیٰ دینے کی دھمکی دینے والے، اپنے لیڈر کو مخمصے میں ڈالنے اور پریشان کرنے والے پارٹی کے کبھی خیرخواہ وفادار اور مخلص نہیں ہو سکتے۔ ان کے مقابلہ میں جو لیڈر کی نظر میں اہل ہوں۔ انہیں

Marfat.com

وزارت یا عہدہ پیش کیا جائے اگر وہ اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا عذر پیش کر کے معذرت چاہیں تو جاننا چاہئے بس یہی لوگ ہیں جو ملک وملت اور وزیر اعظم کے سچے اور سچے وساتھی ثابت ہو سکتے ہیں کابینہ بناتے وقت ایسے دیانتدار، نیک سیرت، اعلیٰ تعلیم یافتہ، محنتی اور صحت مند حضرات کو بالاصرار مناسب عہدے دیئے جائیں۔ آزمودہ را آزمودن جہل است۔ نئے چہرے لئے جائیں تاکہ عوام کو کسی طرح کے اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ یاد رہے حصول اقتدار کی ہوس میں بالآخر ذلت ورسوائی ہے۔ ترک اقتدار میں عظمت اور سکون ہے۔ جاہ طلبی سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ دنیوی نمود ونمائش کا خواہشمند آخرت کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔ دنیا جیفہ ہے اور اس کی طالب نفس شہوت اور لذت پرست کلاب یعنی کتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے حکومت نہ مانگو کیونکہ اگر تم طلب سے حکومت دیئے گئے تو تم اس کے حوالہ کر دیئے جاؤ گے اور اگر تم بغیر طلب دیئے گئے تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی۔ (مسلم بخاری) تاہم اگر رب کی طرف سے تم کو سلطان بننا پڑ گیا تو رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے گی۔ تمہارے فیصلے درست ہوں گے۔ ملک کا بوجھ تم سے اٹھ سکے گا۔ سلطنت کرنا آسان کام نہیں بغیر کرم پروردگار یہ بوجھ اٹھایا نہیں جا سکتا۔

5-اہلیت کردار وکارکردگی

یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی حکومت کی کامیابی وکامرانی کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ اس کی انتظامیہ کا ''ورک اینڈ کنڈکٹ'' نہایت اعلیٰ اور معیاری ہو۔ جس طرح انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی میں اگر کوئی نقص پیدا ہو جائے تو سارا جسم ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی طرح نااہل اور کرپٹ انتظامیہ کی وجہ سے عکومت کی کارکردگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ اوپر کی سطح پر پالیسیاں بنا لینا تو آسان ہے مگر فیلڈ میں ان کا صحیح انداز سے نافذ کرنے کے لئے دیانتدار، فعال اور مستعد انتظامیہ کا ہونا اشد ضروری ہے۔ امن وامان کے مسائل حل کرنے کے لئے پولیس کا رول نہایت اہم ہے۔ پولیس ایمانداری اور وفاداری سے کام لے تو

Marfat.com

حکومت کا وقار قائم رہ سکتا ہے۔ حکومت اور انتظامیہ کے مابین تعلقات نہایت خوشگوار ہونے چاہئیں۔ اچھے اہل کاروں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہئے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مزدور خوش دل کند کار بیش براہ راست افسران کی بے عزتی اور توہین کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ورنہ ان میں بددلی اور اضطراب کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہوگا۔ بدکردار اور نااہل اہلکاروں کے ساتھ نپٹنے کے لئے گورنمنٹ سرونٹس کنڈکٹ رولز اور ایف شی اینسی اینڈ ڈسپلن رولز موجود ہیں جن کے ذریعہ محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی نیک خصلت افسران بدلتی ہوئی حکومت کے مزاج کے ساتھ خود بخود اپنے آپ کو بدل لیتے ہیں۔

نفاذ پالیسی

پالیسی بنا لینا بڑا آسان ہے مگر اس کو نافذ کرنا سخت مشکل ہے یہی تاثر قائداعظم کے ہاں بھی تھا۔ اس لئے اس ضمن میں پوری توجہ دینی چاہئے تاکہ نچلی سطح پر پالیسی کا نفاذ من و عن ہو سکے۔ ملک میں تخریب کاری، دہشت گردی، چوری چکاری، راہزنی، ڈاکہ زنی، جبراً آبروریزی کی شکایات عام ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ شاید ہی کوئی مجرم پکڑا جائے جس کی وجہ سے تخریب کار دیدہ دلیر ہو چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسے مجرموں کو پکڑنے کے لئے کوئی خاص طریقہ اپنایا جائے۔ محمود غزنوی کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ چوروں کے ساتھی بن کر ان کے ٹھکانے تلاش کر لیا کرتے تھے۔ ہرن کا شکار کرنے کے لئے ہرن سدھائے جاتے ہیں۔ بیٹر کو پکڑنے کے لئے بٹیر کی آواز سے کام لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ایسی خاص فورس تیار کی جائے جو ان تخریب کاروں کے بظاہر ساتھی بن جائیں اور وقت آنے پر ان کا قلع قمع کر دیں۔ چند ماہ بعد ہی اس کے مثبت نتائج سامنے آ جائیں گے۔ (انشاءاللہ)

6-انسداد رشوت ستانی

کہتے ہیں کرپشن کے اعتبار سے ہمارا ملک بین الاقوامی برادری میں بہت بدنام ہے۔ جب حکمران خود اس دھندے میں پڑ جائیں تو ماتحتوں نے تو پھر خود ہی لوٹ مار کرنی ہے۔

Marfat.com

رشوت ستانی، بدعنوانی اور کرپشن کی اصل وجوہات کا جب تک پتا نہ چلے گا یہ ناسور اسی طرح سے رستا رہے گا۔ بعض اوقات ایسی خرابیاں مالی مجبوریوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہو تو اس کا تدارک کرنا اشد ضروری ہے۔ اگر ایسی برائیاں عیاشی اور فضول خرچی کی وجہ سے ہوں تو ان کا سختی سے محاسبہ ہونا ضروری ہے۔ اگر اس کا معیار زندگی اس کی جائز آمدنی سے بلند ہے تو اسے تنبیہ کرنی چاہئے پھر بھی اگر وہ اپنی اصلاح نہیں کرتا تو ضابطہ کی کارروائی کے بعد اسے عبرتناک مثالی سزا دینی چاہئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ احتسابی عدالتوں کو زیادہ فعال اور مستعد بنانا چاہئے۔

7- دفتری قواعد وضوابط سہل الحصول ہوں

ہمارے ملک میں دفتری قواعد وضوابط آج تک برٹش گورنمنٹ کے وضع کردہ نافذ ہیں۔ ان میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ سائل کا مسئلہ حل ہونے کی بجائے مزید الجھ جاتا ہے۔ ان میں Flexibility اور Relief دینے کی گنجائش بہت کم ہے۔ ہاں البتہ افسروں کو صوابدیدی وسیع اختیارات دے کر حصول رشوت کے راستے آسان کر دیئے ہیں۔ ایک مثال عرض ہے بنجر قدیم سرکاری اراضی کے ساڑھے بارہ ایکڑ کے پٹہ دار کو مالکانہ حقوق کا حقدار تو اسسٹنٹ کمشنر ٹھہراتا ہے کل قیمت بھی وہی وصول کرتا ہے جب وہ پوری قیمت ادا کر دیتا ہے تو پھر Deed of Conveyance یعنی بیعنامہ حاصل کرنے کے لئے کیس ڈسٹرکٹ کلکٹر کو بھیج دیا جاتا ہے تاکہ وہاں کا عملہ اس غریب کی بچی کھچی کھال بھی کھینچ لے۔ جب قیمت ادا کرنے کی اجازت اور مالکانہ حقوق کی اجازت اے سی دے سکتا ہے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے مگر ایسا ہو رہا ہے۔ سرکاری اراضی کے معاملات حل کرنے کے لئے انگریزوں کا وضع کردہ قانون 1912ء سے نافذ العمل ہے۔ اس قانون کا نام کالونائزیشن ایکٹ 1912ء متعلقہ گورنمنٹ لینڈز ہے۔ اسی طرح سے ہر محکمہ کے قوانین وضوابط عوام کے مفاد اور سہولت کے سراسر منافی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر محکمہ کے تمام قوانین کی ازسرنو تدوین اور ترمیم کر کے انہیں عوام کے لئے سہل الحصول بنایا جائے تاکہ لوگ غیر

Marfat.com

ضروری طور پر عدالتوں کے چکر اور رشوت دہندگی کے عذاب سے بچ سکیں۔

8-ٹرائیکا میں ہم آہنگی

صدر، وزیر اعظم اور افواج پاکستان کے سربراہوں کے درمیان محاذ آرائی کی فضا کبھی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ شیخ سعدیؒ کا فرمان ہے ''دو دانا سوت کے کچے دھاگے کو ڈھیل دے دیتے ہیں جبکہ بے وقوف مخالف سمتوں کی طرف کھینچا تانی کرتے ہیں۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ ٹرائیکا کے باہمی تعلقات میں کبھی بھی کشیدگی نہیں ہونی چاہئے۔ مخالف قوتیں اور بدخواہ لوگ ہر طرح کے مکروفریب کا جال پھینکتے ہیں۔ جن کے ہمراہ شیطانی قوتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ ان کی تمام تر تدابیر اور ہتھکنڈے ہوشمندی سے ناکام بنا دینے چاہئیں۔ ہر غلط فہمی اور بدگمانی کو باہمی افہام وتفہیم، حسن تدبر، بردباری اور دانشمندی سے دور کر لینے میں بہتری ہو گی۔ قائد حزب اختلاف کو کبھی بھی اسمبلی یا بیرون اسمبلی میں کوئی عہدہ نہیں دینا چاہئے ورنہ صدر اور افواج پاکستان کے درمیان ضرور غلط فہمیاں پیدا کرا دے گا۔ پاکستان کے تقریباً 14 کروڑ عوام نے اگر کسی وزیر اعظم کو مینڈیٹ دے دیا ہے تو انہیں ان سے بہت بڑی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ اگر کسی نے اپنے وعدوں سے سر مو بھی انحراف کیا تو نہ تاریخ بخشے گی نہ عوام ہی معاف کریں گے۔ اس کا ردعمل بھی اسی نسبت سے ہو گا۔ پھر ملک اور حاکمین کا خدا ہی حافظ ہوگا۔

9-جنگی آلات حرب وضرب میں خود کفالت

عزت ووقار کے ساتھ کسی ملک کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کی بری، بحری اور فضائی افواج اغیار کے مقابلہ میں جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوں۔ قوت حرب وضرب اعلیٰ اور فائق ہوں۔ تمام تر جنگی ساز وسامان اپنا تیار کردہ ہو۔ کسی غیر ملک کی محتاجی ہرگز نہ ہو۔ اس وقت ہمارے ہاں جتنا بھی جنگی ساز وسامان ہے وہ سب اسلام دشمن ممالک سے خریدا جا رہا ہے جو بوقت ضرورت سپیئر پارٹس دینے سے گریز کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے جہاز وغیرہ ناکارہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ 1965ء کی جنگ میں ہم اس تلخ تجربہ سے

Marfat.com

دو چار ہو چکے ہیں۔ F-16 جہازوں کی قیمت پیشگی وصول کرنے کے باوجود جہاز نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ دیتے بھی ہیں تو اس میں تبدیلیاں کر کے تاکہ ہم پورا پورا فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ امریکہ اور برطانیہ نے جدید ترین سیٹلائٹ سے گائیڈڈ میزائل اس طرح کا تباہ کن اور ہلاکت انگیز اسلحہ تیار کر لیا ہے جس کا توڑ ہمارے پاس نہیں ہے۔ افغانستان میں عمیق غاریں جنہیں ناقابل تسخیر پناہ گاہیں سمجھا جاتا تھا میدان بنا دی گئیں ہیں یہ بھی خبر ہے کہ بغداد ایئر پورٹ پر عراقی فوج کے تین ڈویژن جوہری بموں کے ذریعہ بھسم کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے بچنا ہمارے لئے ناممکن ہو چکا ہے آج ہر محب وطن کو بس یہی تشویش ہے کہ اگر کل کلاں امریکہ اور برطانیہ کی اشیر باد سے بھارت اور اسرائیل نے پاکستان پر حملہ کر دیا تو ہمیں اپنے کمانڈ اور کنٹرل سسٹم اور دیگر حساس آلات کا تحفظ کرنا سخت مشکل ہوگا۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ پاکستان کی تینوں افواج ملک کے دفاع کا کوئی جامع پلان بنائیں۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ پاکستانی سائنسدانوں کی نسبت کہیں زیادہ ذہین اور تخلیقی قوتوں کے مالک ہیں۔ انہی سائنسدان کی بدولت تمام تر نامساعد حالات کے باوجود آج پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی صلاحیت کا مالک بن چکا ہے۔ ہمیں اپنے سائنسدانوں کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کے لئے تمام تر ضروری انتظامات کرنے چاہئیں تاکہ یہ غم روزگار سے آزاد ہو کر ہمہ وقت ملک کی سلامتی کے لئے دشمن کے ہتھیاروں کا توڑ تلاش کر سکیں۔ دشمن کے میزائل اور بمبار جہاز راہ ہی میں برباد ہوں۔ تمام سائنسدانوں کا اپنا ایک "تھنک ٹینک" ہو۔ تجربات کے لئے حکومت انہیں ہر سہولت اور ساز و سامان مہیا کرے امریکی افواج سیٹلائٹ ٹیکنالوجی کے ذریعے زمینی فوجی قوت پر برتری حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا توڑ تلاش کرنا اور خود کو ان کے فضائی حملوں سے محفوظ رکھنا اس وقت اپنے بچاؤ کے لئے ایک بہت ہی اہم ضرورت ہے۔ خداداد ذہانت کے ذریعے امید قوی ہے کہ ہمارے سائنسدان اس مشکل کا کوئی نہ کوئی حل ضرور تلاش کر سکیں گے۔ یہاں اپنے ملک کے ایک ایسے سائنسدان کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس نے برٹش سائنسدانوں کے

Marfat.com

مقابلہ میں برتری حاصل کی تھی ، اس واقعہ کی مختصر تفصیلات اس طرح سے ہیں کہ میں ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب لاہور کے دفتر میں پرنٹنڈنٹ تھا۔ تب Training Programme Overseas,s ہمارے دفتر کی وساطت سے جاری تھا۔ موجودہ انجینئرنگ یونیورسٹی نہ تھی بلکہ انجینئرنگ کالج ہی تھا وہاں سے ایک لیکچرار ہائیر سٹڈی کے لئے سکالرشپ پر لنڈن گئے۔ وہاں ان کو ایک ایسے میزائل پر ریسرچ کرنے کی لئے ذمہ داری سونپی گئی جو دوسری جنگ عظیم میں جرمنی لندن پر داغتے تھے جو عین نشانہ پر لگتے تھے اس میزائل میں ایک ٹیوب ایسی تھی جس کی تھیوری اور کارکردگی سے برطانوی سائنسدان عاجز تھے۔ ہمارے اس ذہین پاکستانی انجینئر نے وہ پرابلم حل کر دی۔ جس پر شرمندگی سے بچنے کے لئے انگریز سائنسدانوں نے ہمارے انجینئر کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا۔ ان کے تجربہ گاہ کی مشینوں میں بجلی کی رو چھوڑ دی مگر اللہ نے انہیں بچالیا۔ ان کی attendant نے اگلی صبح جب کہ وہ کام پر آئے تو ان کو وارننگ دیتے ہوئے کہا:

Mr. Don,touch the machine without wearing rubber golves

بس جونہی انہوں نے سوئچ آن کیا ایک زبردست دھماکہ ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ اگر ربڑ کے دستانے پہنے ہوئے نہ ہوتے تو جان چلی جاتی، مگر پھر بھی یادداشت ختم ہوگئی۔ ڈی پورٹ کر دیئے گئے۔ ادھر ہمارا ڈیپارٹمنٹ ان کے پیچھے پڑ گیا کہ معاہدے کے مطابق کورس مکمل کرنا ضروری تھا۔ مگر ادھورا چھوڑ آئے ہو گورنمنٹ کا خرچہ واپس کرو۔ ایک سطح پر یہ کیس میرے پاس آ گیا۔ اللہ نے مدد کی تو Refund معاف ہو گیا، پروفیسر صاحب نے یہ بتایا تھا کہ انگریز سائنسدانوں کے نزدیک وہ جرمنی جاسوس تھا۔ جس نے فوراً میزائل کی تمام ٹیکنالوجی سمجھ لی۔ سو اس طرح کے ذہین سائنس دانوں کی ہمارے ملک میں کمی نہیں ہے مسئلہ صرف یہ ہے کہ ان کی تلاش کی جائے اور قومی سطح پر ان کی پذیرائی کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ اپنے ایٹمی نظام کی حفاظت کے لئے فول پروف

Marfat.com

(Fool Proof) انتظامات ہونے چاہیں۔ اپنے جوہری سائنسدانوں کی خفیہ طور پر تمام ایکٹیوٹیز (Activities) پر گہری نظر رکھی جائے تاکہ یہ حضرات کہیں ایٹمی ٹیکنالوجی چرانے والے عالمی سمگلروں کے ہتھے نہ چڑھ سکیں اپنا جوہری کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم ہر طرح کے خطرات سے محفوظ ہوتا کہ کسی طرح کی "Proliferation" نہ ہو سکے۔

10- غذائی اجناس میں خود کفالت

ملک کو غذائی اجناس میں خود کفیل بنایا جائے۔ بنیادی طور پر ہمارا ملک زرعی ہے۔ جس کی 85 فیصد آبادی زراعت پیشہ ہے۔ ہماری زمین زرخیز ہے۔ دریا، نہریں، ڈیم، پہاڑ ہمارے ملک میں ہیں۔ سازگار موسم ہمیں نصیب ہیں۔ ہمارا کسان محنتی ہے مگر مقام افسوس ہے کہ ہم گندم، چینی، دالیں، چنا، پیاز اور آلو اور دیگر کئی غذائی اجناس بھارت، آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ وغیرہ سے کثیر زرمبادلہ کے عوض منگواتے ہیں۔ ایک اخباری خبر کے مطابق ''پاکستان میں گندم کی قلت دور کرنے کے لئے امریکہ سے ساڑھے چار لاکھ ٹن سے زائد گندم برآمد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کے لئے حکومت پاکستان کو ساڑھے سات ارب روپے کی سبسڈی درآمدی گندم پر دینا پڑے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے ملک کو غذائی اجناس میں خود کفیل بنایا جائے۔ اقبالؒ تو کہہ گئے ہیں کہ......

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

11- ارض موات/ بنجر قدیم سرکاری اراضی کی آبادکاری

ایک اخباری اندازے کے مطابق پاکستان میں اس وقت تقریباً 4/5 کروڑ ایکڑ سرکاری زمین بنجر اور غیر کاشتہ ''ارض موات'' پڑی ہوئی ہے۔ ایسی زمین کی آبادکاری قرآن وسنت کی روشنی میں بلا تاخیر کرانی چاہئے۔ اسے سیاسی رشوت کے طور پر دینے کے لئے بغیر کاشت چھوڑنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ ایسی زمین کے مناسب مقدار کے قطعات مالکانہ حقوق کی بنیاد پر نوجوانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ اس طرح سے ایک تو بے

Marfat.com

روزگاری میں کمی ہوگی دوسری طرف ملک غذائی اجناس میں نہ صرف خود کفیل ہوگا بلکہ وافر غلہ برآمد بھی کر سکے گا۔ ہندوستان کی افتادہ زمین انگریزوں نے کالونائزیشن ایکٹ 1912 کے تحت آباد کروائی تھیں۔فوجیوں کے چک اور گریجوایٹ چک آج بھی پنجاب میں موجود ہیں۔ایک بزرگ کا قول ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے زمین اور کھیتوں کو اپنی خاص حکمت سے پیدا کیا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ یہ زمین اور کھیت آباد رہیں اور ان سے مخلوق کو نفع پہنچے۔اگر لوگوں کو یہ پتا چل جائے کہ دنیا کی آبادکاری جس سے فائدہ اور آمدنی مقصود ہو اس کا اللہ کے ہاں کتنا ثواب ہے تو کبھی آبادکاری کے کام کو نہ چھوڑتے۔" اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر لوگ جانتے ہیں کہ آبادکاری کے کام کو چھوڑنے اور زمین کے بیکار پڑے رہنے سے کتنا گناہ ہوتا ہے تو وہ ہرگز اسے نہ چھوڑتے کہ زمین یوں بے آباد اور بنجر پڑی رہی۔ علمائے اسلام کے ایک موثر طبقہ کے ترجمان نے بنجر اراضی کو آباد کرنے اور خلق خدا کے انتفاع کے لئے فراہم کرنے کو باعث اجرو اور ثواب و بے آباد بنانے کو قابل گناہ جرم قرار دے دیا ہے تو یہ امر واضح ہو جانا چاہئے کہ وہ لوگ جو اس کار خیر میں مصروف و مشغول ہیں بلکہ انہوں نے اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی کو اس کار ثواب کے لئے وقف کر رکھا ہے کس قدر عظیم اور قابل تکریم ہیں۔اسلامی معاشرے میں ان کا اکرام و احترام واجب ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کو انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس سے اس قابل اکرام طبقے کی دل آزاری یا حق تلفی ہوتی ہو بلکہ معاشرے میں اختیار و اقتدار رکھنے والے حضرات کو ان کی فلاح و بہبود اور ان کے اہل و عیال کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کے لئے بہترین اہتمام کرنا چاہئے تا کہ وہ پوری دلجمعی اور سکون قلب کے ساتھ اس کار خیر کو سرانجام دیتے رہیں۔کوئی ایسی حالت پیدا نہ کرنی چاہئے جس سے وہ ذہنی یا دماغی طور پر پریشان ہو کر احساس محرومی کا شکار ہو جائیں۔اگر مسلمان معاشرہ یا فرد یا ارباب بست و کشاد کوئی ایسا اقدام کرتے ہیں جس سے اس طبقہ شریفہ کی حق تلفی یا انہیں احساس محرومی ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں آبادکاری کے کام میں تعطل یا کمی واقع ہو جاتی ہے تو اس کے لئے مورد الزام وہ

Marfat.com

معاشرہ یا فرد یا ارباب بست وکشاد سمجھے جائیں گے۔ جنہوں نے ایسے اقدامات کئے، اور ایسے لوگوں کے لئے اسلامی نظریے میں یوں تہدید ہے کہ " ہر کس کہ کوزمینے دارد۔ کہ ہر سال ازاں زمین ہزار من غلہ می تواند کرد۔ اگر بہ تقصیر واعمال نہ صد مین حاصل کند و بسبب آں صد من از حلق خلق دور افتد، بعد ازآں ازوے باز خواست خوانند کرد۔" یعنی جو کوئی زمین کا کوئی اسا قطعہ رکھتا ہے۔ کہ اس سے ہزار من غلہ سالانہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی کوتاہی اور کاہلی وسستی سے بجائے ہزار من کے نوسو من غلہ اس زمین سے حاصل ہو اور اس کی وجہ سے سو من غلہ مخلوق کے حلق میں نہ پہنچ سکا تو قیامت کے دن اس کی وجہ سے اس سے سو من کی باز پرس ہوگی اور اسی کے برابر اس سے واپس مانگا جائے گا۔" اس تصریح کے بعد اور سخت وعید کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص آباد وشاداب زمین کی بیکاری اور معطلی کا سبب بنتا ہے تو اسے اپنا مقام خود دیکھ لینا چاہئے۔ اورنگزیب عالمگیر کے ایک فرمان کا اقتباس یہاں نقل کیا جارہا ہے تاکہ زیر بحث موضوع میں موقف مزید روشن اور واضح ہو جائے۔"

مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کاشت کاروں کو مملکت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے تھے۔ ابتداء میں جب وہ دکن کے صوبیدار تھے تو اس زمانے میں انہیں کاشتکاروں کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا۔ وہاں انہوں نے مرشد قلی خاں کی مدد سے دکن کے پورے زرعی نظام کو بدل ڈالا اور کاشتکاروں کو بہت زیادہ سہولتیں فراہم کیں۔ بعد میں جب وہ شہنشاہ بنے تو کاشتکاری کے فروغ کے لئے بہت کچھ کیا۔ مالگزاری کے سوا باقی ہر محصول اٹھالیا اور سرکاری مال گزاری میں بھی بہت زیادہ سہولتیں دیں۔ دراصل انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک کاشتکاروں میں خوشحالی نہیں آئے گی اور یہ لوگ خوشی اور دلجمعی سے کام نہیں کریں گے۔ نہ تو ملک کی پیداوار بڑھ سکتی ہے اور نہ ہی ملک کی مالی حالت اچھی ہو سکتی ہے۔ مال گزاری اور دوسرے سرکاری محصولوں کے ضمن میں ان کی حکمت عملی محمد ہاشم خاں صوبہ دار گجرات کے نام ایک فرمان سے ظاہر ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے" ہندوستان کے اس کونے سے لے کر اس کونے تک اس وقت کے اور مستقبل کے عاملوں پر لازم ہے کہ وہ صرف وہی

Marfat.com

محصول اور مالگزاری وصول کریں جو شریعت حقہ کی رو سے جائز اور مشخص ہے۔ وہ شریعت کی مستند روایات کو اس باب میں راہ بنائیں اور کسی دوسرے حکم کی پابندی نہ کریں۔ انہیں ہر سال نئے احکامات طلب نہیں کرنا چاہئیں اور اپنی سستی اور تغافل کو دنیا اور آخرت میں شرم کا باعث سمجھنا چاہئے۔ کاشت کاروں اور مزارعین کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ ان کے معاملات میں تحقیقات کریں، اور ان کے حالات وکوائف جانیں اور ان کی یوں حوصلہ افزائی کریں کہ پیداوار میں اضافہ ہو اور وہ خوشی ومسرت پائیں۔ اس طبقے کے ساتھ محبت، شفقت، مہربانی اور عنایت کا مظاہرہ کریں۔ کیونکہ یہی اسباب پیداوار بڑھانے کا موجب ہیں۔ محبت اور شفقت سے کام لینے کے معنی یہ ہیں کہ رعایا سے متعینہ اور مقررہ لگان سے زیادہ ایک دھیلہ بھی نہ لیں۔ ہر سال کے شروع میں تم پر لازم ہے کہ تم اپنی رعایا سے متعلق ہر ممکن اطلاع مہیا کرو۔ یہ جانو کہ ان میں سے کون لوگ ندامت میں مشغول ومصروف ہیں اور کون توجہ سے کام نہیں کرتے۔ اگر انہیں کسی مدد کی ضرورت ہے تو ان پر توجہ کرو۔ انہیں مدد دو۔ اور آئندہ مدد کے وعدے کرو۔ اور اگر جانو کہ وہ مناسب سہولتوں کے باوجود زراعت میں دلچسپی نہیں لیتے اور کھیت ویران کر دیئے گئے ہیں تو انہیں ان کی غفلت پر تنبیہہ کرو اور ہر ممکن طریقہ سے انہیں اس کام میں مصروف کرو اور اگر یہ کاشت کار محنتی بھی ہیں اور کام بھی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے پاس اس کے لئے سرمایہ نہیں تو انہیں سرکاری خزانہ سے تقاوی دو اور جان لو یہ فرمان اس لئے دیا گیا ہے تا کہ ملکی پیداوار بڑھے اور ملک خوشحال ہو پھر "جہاں زمین بے آباد پڑی ہو اور اس کا کوئی مالک یا دعویدار نہ ہو۔ وہاں تم اپنی مرضی استعمال کرو، اور زمین ایسے لوگوں کو دو جو اچھی طرح کاشت کر سکیں اور لگان اتنا مقرر کرو۔ جسے وہ خوشی اور آسانی سے ادا کر سکیں اور جو شریعت کے قانون کے مطابق ہو۔ غیر مزروعہ زمین کاشت کے لئے جن لوگوں کو دو۔ انہیں مستقبل کی امید دلاؤ اور انہیں پورا کرو۔ جہاں چاہ ٹھیک نہیں انہیں مرمت کراؤ۔ جہاں نئے چاہان کی ضرورت ہے وہاں نئے کھدوانے کا بندوبست کرو۔ اور ایسا انتظام کرو کہ رعایا اور کاشت کاران سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

Marfat.com

ان کو اتنی پیداوار نصیب ہو کر اپنا خرچ بھی نکالیں اور حکومت کا لگان بھی با آسانی ادا کر سکیں۔ جن کھیتوں میں پیداوار اچھی نہیں ہوتی ان کی قوت پیداوار بڑھانے کے لئے انتظام کرو اور جہاں کہیں کاشتکار بددل ہو کر رقبہ چھوڑ گئے ہیں۔ ان کو واپس لاؤ اور ان کے اطمینان کا سامان پیدا کرو۔ اور ان کے دل بڑھاؤ۔ اپنے کارندوں کو لکھو کہ تم گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جا کر معلوم کرو کہ کہیں مالیئے کے ضمن میں بے انصافی تو نہیں کی گئی اور کہیں مالیہ پیداواری استطاعت سے زیادہ تو نہیں کیا گیا۔ یاد رکھو! عدل وانصاف اور لوگوں کی خوشحالی ہمارا مقصود ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کاشتکار کے کھیت ظالموں اور جابروں نے ناحق دبا رکھے ہیں تو ان سے واپس لے کر اصل مستحق کو دلاؤ۔ پھر اور کہیں آفات ساوی سے فصلوں کا نقصان ہو گیا ہو تو صحیح نقصان کا اندازہ کروا کر اس کی تلافی کرو۔ اس ضمن میں اپنے ماتحتوں کے ایسے بیانات ہرگز قبول نہ کرو، جس سے ان لوگوں سے بے انصافی کی گئی ہو۔ حکومت پاکستان کو بھی چاہیئے کہ اپنے ملک کی تمام سرکاری زمینوں کے پٹہ داروں کو مالکانہ حقوق عطا کر دے تاکہ یہ لوگ عدالتوں کے چکر سے نکل کر پوری دلجمعی سے آبادکاری کے کام میں مصروف ہو کر ملک کو غذائی اجناس میں خودکفیل کر سکیں۔

جب سے پاکستان بنا ہے ہر آنے والی نئی حکومت شروع شروع میں اسے بے زمین لوگوں میں مفت تقسیم کرنے کے بڑے دعوے اور اعلانات کرتی ہے۔ جب اسے پتا چلتا ہے کہ اس زمین کے ذریعے وہ کئی سیاسی فوائد حاصل کر سکتی ہے تو پھر فوراً ٹھنڈ پڑ جاتی ہے۔ بلکہ حکمرانوں کے اندر یہ خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے اسے خود ہی ہڑپ کر لیں۔ اگر حکومت نیک نیتی سے اس زمین کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر دے اور بیرونی ممالک میں پاکستانی لوگوں کو بھی خریداری میں شامل کر لیں تو کثیر رقم مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غذائی اجناس میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو سکے گا۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے رہا کر کے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر ملک کی معاشی بدحالی کے متعلق مشورہ کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے وزیر خزانہ بنا دیا جائے میں قوی الامین

Marfat.com

ہوں قحط پر کنٹرول کر سکتا ہوں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ آپ علیہ السلام نے ملک میں واقع تمام بنجر قدیم سرکاری اراضی مالکانہ حقوق کی بنیاد پر آباد کرائی جس سے کثیر مقدار میں غلہ پیدا ہوا۔ اردگرد کے ممالک میں قحط پڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کا غلہ خوب بکا جس سے حکومت کا خزانہ معمور ہو گیا۔ نیز یہ بھی پتا چلا کہ وزیر خزانہ اور وزیر تجارت میں کون کون سی صفات ہونی چاہئیں۔ نیز یہ کہ اس ضمن میں میری کتاب ''ارض موات'' یعنی بنجر قدیم سرکاری اراضی کی آبادکاری قرآن وحدیث کی روشنی میں پڑھنا مفید ہو گی۔ اس میں امام ابو یوسف کی مشہور کتاب ''کتاب الخراج'' اور ابو عبید کی کتاب الاموال کے حوالہ جات سے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

12- تین سال سے زائد غیر کاشتہ رقبہ بحق سرکار ضبط کر لینا چاہئے

بعض لینڈ لارڈز عرصہ دراز سے اپنی اراضی کا بیشتر حصہ غیر کاشتہ چھوڑے رکھتے ہیں۔ گو شرعاً اراضی کی ملکیت کی حد مقرر نہیں ہے مگر ساتھ ہی یہ واضح حکم بھی ہے کہ اگر ایسا زمیندار اپنی اراضی کا جو حصہ تین سال سے زائد عرصہ تک غیر کاشتہ چھوڑے رکھے وہ اراضی اس سے بحق سرکار ضبط کر کے کسی دوسرے مستحق کاشتکار کو دے دینی چاہئے۔ اس ضمن میں واضح احادیث مبارکہ موجود ہیں لہٰذا سروے کروا کر اسلامی قانون کے مطابق عمل کرانا چاہئے۔

13- عدلیہ اور انتظامیہ قابل محنتی اور دیانتدار افسران پر مشتمل ہو

عدلیہ اور انتظامیہ سے متعلقہ تمام شعبوں میں افسران دیانتدار، محنتی اور ذہین ہونے چاہئیں۔ زیر سماعت مقدمات کو طول دینے کا رجحان نہ رکھتے ہوں۔ مردم آزاری سے بچنے والے ہوں۔ عدلیہ کی مکمل آزادی ہو۔ انتظامیہ کی دخل اندازی ہرگز نہ ہو۔ ججز کا چناؤ اور ان کے دیگر معاملات میں اصول اور قواعد وضوابط کی پابندی اور پاسداری ہو۔ توہین عدالت کا ارتکاب کرنے والوں کا سختی سے محاسبہ ہو۔ جب ملک میں عدل واحسان کے تمام تقاضے پورے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی خیر و برکت کے دروازے کھول دے گا۔

Marfat.com

14- غیر ترقی یافتہ اخراجات سے پرہیز ہو

غیر ترقی یافتہ اخراجات پر سختی سے کنٹرول ہو۔ سامان تعیش کی درآمد روکی جائے۔ افراط زر پر قابو رکھنے کے لئے سخت ترین اقدامات کئے جائیں۔ لگژری کاروں کی درآمد قطعی بند کر دی جائے کاریں وغیرہ اپنے ملک میں بننی چاہئیں۔ عوام میں پیدل چلنے یا سائیکل سواری کا رجحان پیدا کرنا چاہئے۔ ٹیکسوں، آبیانہ، مالیانہ، قرضوں کی واپسی اور دیگر سرکاری واجب الوصول رقوم کی وصولی یقینی بنائی جائے۔ کسی سے بھی کوئی رورعایت نہ برتی جائے۔ تعمیراتی ٹھیکہ جات، بجلی، واٹر سپلائی آبیانہ، مالیانہ، انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، ریلوے کے کرایہ جات، غرض یہ کہ وہ تمام ادارے جہاں سے سرکاری خزانہ میں رقومات آتی ہیں، ان کی کارگزاری پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔ تاکہ سرکاری رقوم کی پائی پائی خزانہ میں جمع ہو۔ اس برائی کا سد باب آہنی ہاتھوں سے کرنا ضروری ہے۔ صوابدیدی فنڈ کی مد سے تمام غیر ضروری اخراجات بند کر دیئے جائیں۔ V.I.P خود اپنی گرہ سے علاج کرائیں تاکہ V.I.P کلچر کا خاتمہ ہو۔ ترقیاتی فنڈ میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔ اراکین اسمبلیوں کو فنڈز نہ دیئے جائیں بلکہ یہ کام بلدیاتی اداروں کو سونپا جائے۔ نئے کارخانے لگائے جائیں۔ رابطہ سڑکیں تعمیر کی جائیں۔ نیشنل ہائی وے، موٹروے جلد از جلد مکمل کئے جائیں۔ معدنی ذخائر کی تلاش کی جائے۔ دوست ممالک اور بیرون ممالک میں پاکستانیوں کو یہاں سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دی جائے۔

15- حزب اقتدار اور حزب مخالف میں ہم آہنگی کی ضرورت

حزب اقتدار اور حزب مخالف کو آپس کی باہمی منافرت و مناقشت کی سیاست ختم کر دینی چاہئے۔ عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے۔ تمام تر صلاحیتیں ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے وقف کر دینی چاہئیں۔ جب عوام کی غالب اکثریت حکمران جماعت سے بدظن ہو جائے تو عہدہ سے فوراً دستبردار ہو جانا چاہئے تاکہ ملک انتشار اور افراتفری کا شکار نہ ہو۔ حکمرانوں کی عزت اور عظمت کا راز اسی میں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے

Marfat.com

جو بے راہ رو حکمرانوں کا احتساب کرتی رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملک میں صرف ایک ہی صالح افراد کی جماعت ہو۔ مسلم قومیت کے تصور سے متصادم نظریہ پاکستان کے خلاف اور اس پر صدق دل سے یقین نہ رکھنے والی جماعتوں پر پابندی عائد کر دینی چاہیے۔ بلکہ جو بھی جماعت ہو اس کے بنیادی قوانین حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہوں۔ معاشرتی برائیوں اور فرقہ واریت کو ختم کرنے کی طرف پوری توجہ دینی چاہیے۔ اپنی حریف جماعت کے طرز عمل اور سیاسی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے۔ اس جماعت کے موجودہ طرز عمل کو ماضی کے تلخ رویہ کے تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ ایسی جماعت کا جب کبھی مثبت طرز عمل ہو گا تو وہ بھی ایک سیاسی چال ہو گی۔ ان کے عزائم ملک میں انتشار اور افتراق پیدا کیے رکھنا ہوں گے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء میں سے چیدہ چیدہ علماء کی ایک کمیٹی بنائی جائے جس کی سرپرستی وزیراعظم خود کریں اور جن اسلامی قوانین پر تمام علماء متفق ہیں ان پر عمل درآمد کرانے کے لئے حکومت اسمبلی سے قانون پاس کرائے تاکہ شرعی سزاؤں کو نافذ کیا جا سکے۔ یوں رشوت خوری، چوری، ڈاکہ زنی، راہ زنی، جبری آبروریزی اور دیگر کئی قباحتوں کا قلع قمع ہو جائے گا اور ملک میں امن و امان قائم ہو گا۔

16-امن کمیٹیوں کی تشکیل

دیہاتوں، قصبوں اور محلوں میں ایماندار، دین دار، دیانتدار، پڑھے لکھے، اچھی شہرت کے حامل اشخاص کی امن کمیٹیاں بنائی جائیں اور انہیں فعال بنانے کے لئے اعزازی مجسٹریٹ وغیرہ کے اختیارات دیئے جائیں تاکہ ان کے فیصلے قابل قبول ہوں۔ باہمی عداوت، کینہ پروری، قتل و غارت، زنا، چوری، ڈاکے، دیگر چھوٹے موٹے جھگڑے یہی کمیٹیاں طے کر دیا کریں۔ معاشرے کی اصلاح کے لئے یہ بہت اہم قدم ہو گا۔ تھانوں اور عدالتوں کے چکر سے بچا جا سکے گا۔ رشوت اور سفارش جیسی لعنت سے بھی کافی حد تک نجات مل سکے گی۔ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ اپنے جھگڑوں کو عدالتوں اور تھانوں میں لے جانے کی بجائے خود باہمی افہام و تفہیم سے حل کر لیا کرو۔ اس سے خیر و برکت ہو گی۔

Marfat.com

حضرت شرقپوریؒ اکثر یہی فرمایا کرتے تھے۔

17- امن و امان کا استحکام

ملک میں اکثر و بیشتر امن و امان کی صورتحال نہایت ابتر رہتی ہے۔ ہر روز ڈاکے پڑتے ہیں۔ بے گناہ خواتین کی جبراً آبرو ریزی ہوتی ہے۔ راہ زنی ہوتی ہے۔ ڈاکوؤں کے گینگ دندناتے پھرتے ہیں۔ گینگ ریپ بھی ہوتے ہیں۔ ایسی بدترین صورتحال سے نپٹنے کے لئے نہایت سخت کارروائی کی اشد ضرورت ہے۔ جس معاشرے میں امن و امان نہ ہوگا وہاں کی حکومت کو کبھی کامیاب حکومت نہیں کہا جا سکتا۔ اگر حکومت جرائم پیشہ افراد کا قلع قمع کرنا چاہے تو وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو سکتی ہے۔ علاقے کے ایس ایچ او کو امن و امان قائم رکھنے کی ذمہ داری سونپ دی جائے تو خاطر خواہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اکثر جرائم پیشہ لوگوں کا ان کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ملک میں ناجائز اسلحہ رکھنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ ایک طرح کا کلاشنکوف کلچر پیدا ہو چکا ہے۔ معمولی تنازعوں پر قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا ہے ایک دفعہ تمام اسلحہ کو تھانوں میں جمع کروا کر صحیح اسلحہ ہولڈرز کو چھوڑ کر باقی تمام لوگوں کا اسلحہ ضبط کر لینا چاہئے۔ جیالوں اور متوالوں کو حد سے زیادہ اہمیت نہ دی جائے۔ ان کے بل بوتے پر حکومت حاصل کرنا اور چلانا کوئی اچھی بات نہیں۔ ان کے ذریعے سیاسی مفادات حاصل کرنا، مخالفین کو قتل کروانا، ہڑتالیں کروانا، ناجائز قبضے کروانا، امن و امان کے مسائل پیدا کرانا ایک نہایت خطرناک اور مکروہ فعل ہے۔ یہی لوگ حکومت سے وابستگی کے باعث سب سے زیادہ کرپشن میں ملوث ہوتے ہیں۔ اگر ان کے ناجائز کام نہ کئے جائیں تو آنکھیں بھی دکھاتے ہیں۔ ہر آئے دن وفاداریاں بھی بدلتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ راز داری رکھنا بھی نہیں جانتے۔ ایسے لوگوں کی پرورش گویا اپنے پاؤں پر خود کلہاڑا مارنا ہوگا۔ بے داغ، صاف ستھری اور شفاف سیاست کے لئے ضروری ہے کہ ان کی کارکردگی پر گہری نظر رکھی جائے۔

Marfat.com

18- الیکشن بروقت ہوں

جمہوری نظام حکومت کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ وقت مقررہ پر ہر صورت الیکشن کرائے جائیں۔ آزادانہ استصواب رائے کا اہتمام کیا جائے۔ مردم شماری کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے جس کے لئے ہنگامی اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ بہتر ہوگا کہ فوج کے ذریعے مردم شماری کرائی جائے۔ ووٹرز کی فہرستوں میں ان گنت غلطیاں ہیں۔ نئے الیکٹورل (Electoral) غلطیوں سے مبرا تیار کرائے جائیں۔

19- نیم عسکری تربیت کا اہتمام ہو

صحت مند لوگوں کو نیم عسکری تربیت دینے کے لئے ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔ دشمن سے مقابلہ کیلئے جسمانی طور پر چاق و چوبند رہنا اشد ضروری ہے۔

20- خود انحصاری

خود انحصاری اپنانا چاہئے۔ غیر ممالک اور یہود و نصاری سے قرض ہر گز نہ لیا جائے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے اداروں کو ناراض کئے بغیر ایسی حکمت عملی وضع کرنا چاہئے جس سے ہم اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو سکیں۔ ان کے قرضے اتارنے کے لئے بیرونی ممالک میں مقیم مسلمانوں سے مدد کی اپیل کی جائے۔ یہ اپیل بے اثر نہ ہوگی۔ نیز اس وقت ملک کے اندر عوام کے اندر جذبہ حب الوطنی پورے عروج پر ہے۔ اگر اس وقت وزیر اعظم غیر ممالک کے قرضے ادا کرنے کے لئے مالی مدد کی اپیل کریں تو یقین ہے قوم انہیں ناامید نہیں کرے گی۔ بشرطیکہ رعایا حکمرانوں کے افعال و کردار سے مطمئن اور خوش ہو۔ خواتین اپنے زیور تک خوشی سے دے دیں گی۔ حکومت کو سونے کی قیمت کے مطابق بانڈز وغیرہ دے دینے چاہئیں جب حالات بہتر ہوں تو خواتین کو اصل زر واپس کر دیں۔ اس سکیم کو قرض حسنہ کی صورت بھی دی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

21-ریس کی سمت درست کرنا

پریس کو مکمل آزاد رکھنے کے لئے مناسب کارروائی کی جائے۔ بعض صحافی حضرات بیوروکریسی اور کاروباری حضرات کو بلیک میل کرنا جانتے ہیں۔ اس برائی کا مناسب تدارک کرنا چاہیے۔

22-زکوٰۃ اور عشر کا نظام درست ہو

زکوٰۃ اور عشر کا نظام بہترین خطوط پر نہایت موثر انداز سے جاری رکھنا چاہیے۔ مستحقین زکوٰۃ تک امداد پہنچانے کا خاطر خواہ بندوبست ہو، ضرورت مندوں کو پانچ صد روپے کے عوض منگتا اور فقیر بنانے کی بجائے انہیں مستقل بنیادوں پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جب بھی حکومت بدلتی ہے زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین بدل دیئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ کار غلط ہے۔ چیئرمین کے انتخاب کا اصل طریقہ کار یہ ہے کہ 60-50 ہزار کی آبادی کے لئے چھ نیک نمازی آدمیوں کو مسجد میں بیٹھ کر اہل محلہ ممبر منتخب کرتے ہیں۔ یہ چھ ممبر آپس میں سے ایک چیئرمین منتخب کرتے ہیں۔ جس کی باقاعدہ گورنمنٹ کی طرف سے نوٹیفکیشن ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے سٹیٹس اور اختیارات میں بھی خاطر خواہ اضافہ کرنا ضروری ہے۔ چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی کو اعزازی مجسٹریٹ کے اختیارات دے کر اس کے حلقہ کے بعض تنازعات حل کرنے کے اختیارات بھی دیئے جائیں۔ اگر لوگ خوش دلی سے زکوٰۃ ادا نہ کریں اور گورنمنٹ بھی سختی سے زکوٰۃ کی وصولی نہ کرے تو یاد رہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان کی زکوٰۃ یعنی باران رحمت بند کر دے گا۔ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ............

ابر نیاید از پئے منع زکات

وز زنا افتد وبا اندر جہات

یعنی جب (صاحب نصاب) لوگ خوش دلی سے زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو اللہ پاک باران رحمت روک لے گا۔ اور جب ملک میں زنا عام ہو جائے گا تو دنیا کے چاروں کھونٹ وبا اور مصیبت کے بادل امڈ آئیں گے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جب کوئی قوم خوشدلی

Marfat.com

سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو ان پر بارش بند ہو جاتی ہے۔ اگر ان کے چوپائے نہ ہوں تو ان پر مینہ کی ایک بوند بھی نہ برسے۔

23- عریانی اور فحاشی کا تدارک

ثقافت اور کلچر کے نام پر عریانی اور فحاشی کی یلغار کر کے اسلامی تشخص کو تباہ نہ کیا جائے۔ ٹیلی ویژن پر بالخصوص نظر رکھی جائے۔ جنسی بے راہ روی پیدا کرنے والی تمام فلمیں اور پروگرام ختم کر دینے چاہئیں۔

24- گداگری کا انسداد ہونا چاہئے

گداگری کی لعنت ہمارے ملک میں عام ہے۔ ہٹے کٹے نوجوان اور تندرست و توانا مرد و خواتین ہر سڑک کے چوراہے پر کھڑے مانگ رہے ہوتے ہیں۔ گداگری کے علاوہ ان لوگوں میں اور کئی طرح کی سماجی اور معاشرتی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ ان لوگوں کی ایک بہت بڑی تنظیم ہے۔ ان کے ٹھیکیدار ہوتے ہیں جو نوجوان لڑکیوں کے ذریعے کمائی کرتے ہیں اور ان کو ہر طرح کا تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ اس لعنت کو آہنی ہاتھوں سے ختم کر دیا جائے اور گداگروں کو ایک مفید شہری بنایا جائے۔ معذوروں کے لئے سرکاری رہائش گاہیں مہیا کی جائیں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق لاہور کے 430 پوائنٹس پر صبح بچوں کو لا کر بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پیشہ ور بھکاری بچوں کو بھیک نہیں دینی چاہئے تاکہ ان کے پیچھے کام کرنے والے مافیا کی حوصلہ شکنی ہو۔

25- آبادی حد سے نہ بڑھنے پائے

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی پر کنٹرول کرنا اس وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ پچھلے آٹھ دس سال میں جس تیز رفتاری سے ملک کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے اس کی مثال شاید ہی مل سکے۔ اس کے مقابلے میں آمدنی کے وسائل میں نسبتاً ترقی کم ہوئی ہے۔ اگر بڑھتی ہوئی آبادی پر کنٹرول نہ کیا گیا تو مستقبل میں معاشی ابتری پھیل جائے گی اور جرائم میں

Marfat.com

ناقابل گرفت اضافہ ہو جائے گا۔

26- اصل آئین میں وزیر اعظم کا مذکر ہونا درج ہے مگر ترمیم کے تحت اسے صیغہ مونث پر بھی لاگو کیا گیا ہے۔ ایسا کیوں؟

آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء کے آرٹیکل (91: کابینہ) کے مطابق صدر کو اس کے کارہائے منصبی کی انجام دہی میں مدد اور مشورہ دینے کے لئے وزراء کی ایک کابینہ ہو گی جس کا سربراہ وزیر اعظم ہو گا۔ آگے شق نمبر 3 کی عبارت درج ذیل ہے۔ ''شق (2) کے تحت مقرر کردہ (یا جیسی بھی صورت ہو، شق (2) الف کے تحت مدعو شدہ) شخص، عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے صدر کے سامنے جدول سوم میں دی گئی عبارت میں حلف اٹھائے گا اور اس سے ساٹھ دن کی مدت کے اندر قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرے گا۔''

(الف) وزیر اعظم کے حلف کی عبارت جدول سوم آرٹیکل 91(4) میں درج ہے۔ جس کے مطابق وزیر اعظم نے حلف اٹھانا ہوتا ہے۔ حلف کی عبارت میں سب جگہ صیغہ مذکر درج ہے۔ اسی طرح شخص جو اوپر درج ہے وہ بھی مذکر ہے۔ صاحب نور اللغات (جلد سوم) نے بھی شخص کو مذکر لکھا ہے اور حوالہ کے لئے داغ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

کیوں داغ کے نام آتے ہی نفرت ہوئی تم کو
اک شخص ہے وہ تم اسے سمجھے ہوئے کیا ہو

(ب) اس حد تک تو واضح ہے کہ وزیر اعظم صرف مرد ہی ہو سکتا ہے۔ مگر باب 5 توضیح کے تحت آرٹیکل 263 (مذکر و مونث اور واحد و جمع) کی تشریح اس طرح سے کی گئی ہے۔

''(الف) وہ الفاظ جن سے صیغہ مذکر کا مفہوم نکلتا ہو، صیغہ مونث پر حاوی سمجھے جائیں گے۔''

لہٰذا آرٹیکل 263 کی رو سے عورت بھی اگر دوسری شرائط پوری کرتی ہو تو بطور وزیر اعظم حلف اٹھا سکتی ہے۔ بعض لوگ ملکہ بلقیس کا حوالہ دیتے ہیں، مگر شاید ان کو پتا نہیں کہ اہل یمن نے اس خاتون کو صرف اس لئے اپنے ملک کی وزیر اعظم بنایا تھا کہ ایک معاملہ میں اس نے اپنی عزت و عصمت کو محفوظ رکھا بلکہ زانی بادشاہ کو تہ تیغ کروا دیا۔ اصل واقعہ اس طرح سے

Marfat.com

ہے کہ " دسویں صدی قبل مسیح یمن میں ملوک حمیر بن سباء میں سے ایک فاسق فاجر خبیث بادشاہ مالک نامی تھا۔ وہ باکرہ عورتوں کی آبروریزی کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی چچازاد بہن بلقیس سے بھی یہی ارادہ ظاہر کیا۔ بلقیس نے کہا کہ اس کے محل میں آجانا اور ساتھ ہی اس کے قتل کرانے کے لئے اپنے اقرباء میں سے دو آدمی مقرر کر دیئے۔ جب وہ محل میں داخل ہوا تو ان آدمیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ اہل یمن نے جو اس کی ایسی خباثت سے سخت نالاں تھے بڑی خوشی منائی اور اسی سبب سے بلقیس کو اپنا حکمران بنا لیا۔ ورنہ وہ خود بھی عورت کو حکومت کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے۔ یہ وہی بلقیس ہے جس کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ از علامہ نور بخش توکلی ص ۷) ویسے بھی عورت کی حکمرانی کے متعلق بخاری شریف کی حدیث بدیں مضمون موجود ہے " روایت ہے ابوبکرہ سے " فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ فارس والوں نے اپنا بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنالیا ہے تو فرمایا " وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی (ہمیشہ ناکام و نامراد رہے گی) جنہوں نے اپنے کام کا حاکم عورت کو بنایا۔ اب اگر آرٹیکل 263 کو آئین سے منسوخ کرالیا جائے تو حلف نامہ کی اصل عبارت کے مطابق صرف مرد رکن اسمبلی ہی وزیراعظم ہوسکتا ہے عورت کے وزیراعظم بننے کی پھر آئین کے مطابق کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

27-انسانی سرشت میں رذیل خصائص

انسانی سرشت میں کچھ رذیل خصائص بھی ہیں جن کے ذریعہ ابلیس انسان کو قعر مذلت میں پھینکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ مثلاً غصہ، غیظ و غضب، بغض، کینہ، انتقام، حسد، فخر، غرور، تکبر وغیرہ کرنا بزرگان دین نے فرمایا ہے غصہ تھوڑی دیر کے لئے دیوانگی پیدا کرتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ غصہ کا حد سے گزر جانا غیظ و غضب ہے۔ وقت کے حکام نے مخلوق خدا کو جب کبھی غیظ و غضب کا نشانہ بنایا تو قدرت نے سخت انتقام لیا۔ بغض اور کینہ حقوق العباد سے باز رکھتا ہے۔ جو شخص انتقام کے طریقے سوچتا رہتا ہے۔ اس کے زخم ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔ حسد کی وجہ سے نفس عقل کو ڈھک لیتا ہے۔ حسد، حرص، ہوس، طمع، سب نقطوں سے

Marfat.com

خالی ہیں۔ ''چوں مرد پیر مے شود حرص جواں می گردد۔'' فخر، غرور اور تکبر یہ تواضع اور انکساری کی ضد ہیں۔ متکبر اور مغرور کی فوری سزا یہ ہے کہ مخلوق کی نظروں سے گر جاتا ہے، اپنے اعمال کو اچھا اور زیادہ سمجھنا، گناہوں کو بھول جانا ہی فخر و غرور ہے۔ تکبر حق تعالیٰ کے ساتھ شرکت ہے۔ بزرگان دین کو حقیر سمجھا بھی تکبر ہے۔......

خاکساران جہاں راہ بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرود سوارے باشد

28- بے مثال انتخابی مینڈیٹ

انتخابی عمل سے عوام میں کئی طرح کی اچھی امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ امیدوار بھی بڑے وعدے وعید کرتے ہیں پھر کامیاب ہونے کے بعد وزارتیں حاصل کرنے کے لئے نہ جانے کیا کیا، ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں۔ جب صاحب اقتدار ہو جاتے ہیں تو تمام وعدے وعید فراموش کر کے اپنے حلقے کے ووٹرز کے کام آنا تو کجا ان سے ملنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ الٹا اپنے بے مثال انتخابی مینڈیٹ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ علاقہ میں ترقیاتی پروگرام پر رقم خرچ کرنے کی بجائے خرد برد ہو جاتی ہے اور منہ زور ایم این اے یا ایم پی اے اپنی من مانی کرتے ہیں۔ ووٹر حضرات کا یہ فرض ہے کہ باکردار امیدواروں کا چناؤ کریں۔

29- ''گولڈن ہینڈ شیک'' سکیم

اس سکیم کے نفاذ کے دو بڑے مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ زائد از ضرورت سٹاف میں تخفیف کر لی جائے۔ دوسرا یہ کہ سرکاری خزانہ پر بوجھ کم کر لیا جائے۔ اس طرح سے سرکاری افسران کو دلکش مالی مراعات کی چمک دکھا کر برضاء ورغبت سازگار ماحول میں ملازمت سے سبکدوش کرنا تھا۔ اس سکیم سے کئی طرح کے نقصان بھی ہوئے۔ پہلا یہ کہ صرف محنتی دیانتدار اور اعلیٰ اہلیت کے مالک اہل کار رخصت ہو گئے جس کی وجہ سے دفتری کارکردگی بری طرح سے متاثر ہوئی۔ فارغ شدہ ملازمین نے رقوم کئی بچت سکیموں میں لگا ئیں جس کی

Marfat.com

وجہ سے سرکاری خزانہ پر بوجھ پڑا۔ بالآخران سکیموں پر شرح منافع میں کمی کر کے انہیں پھر پرکشش نہ رہنے دیا۔ انجام کار اور از خرابئ بسیار اس سکیم کو ختم کرنا پڑا۔ اس طرح کی سکیموں کے اجراء سے پہلے ان کے نتائج اور عواقب کا اچھی طرح سے جائزہ لے لینا چاہیۓ۔

30- آئی ایم ایف کا عفریت "International Monetory Funds"

یہود و نصاریٰ اور ہنود کی سب سے بڑی خباثت یہ ہے کہ حریف جماعتوں بالخصوص مسلمانوں کو نہایت عیاری اور مکاری سے سبز باغ دکھا کر سود پر قرض دے کر اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں پھر ان کی مجبوری سے جس طرح سے چاہیں ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات عزت لوٹنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ پھر سو سال تک برصغیر کو خوب لوٹا اور جاتے ہوئے بھی ہندو نوازی کر گئے اور مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا گئے۔ یہی طریقہ واردات برطانیہ امریکہ اور اس کے حلیف مسلمان ممالک کے خلاف برت رہے ہیں پہلے اپنی من مانی شرائط پر قرضہ دیتے ہیں۔ پھر واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ نہ دینے پر مزید سخت شرائط منواتے ہیں۔ اس وقت مسلم ممالک کا تقریباً تمام سرمایہ عیسائی ممالک کے بینکوں میں موجود ہے جب چاہیں ضبط کر لیں۔ خود ہمارا یہ حال ہے کہ مزید قرض لینے کے لئے پچھلے قرضے نئی شرائط پر re/schedule کروا رہے ہیں۔ اس طرح ہمیں اپنی آمدنی کا کثیر حصہ اصل زر اتارنے میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ بہت بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہمارا بال بال بیرونی قرضوں میں جکڑا ہوا ہے اس سے نجات کے لئے ہمیں ہر طرح کا انقلابی قدم اٹھانے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر اور خلفائے راشدین کے طرز حکومت کو اپنانا چاہیۓ۔ شاہ فیصل مسجد جو ایک وسیع و عریض کمپلیکس ہے۔ تمام مرکزی سیکرٹریٹ اور ملحقہ دفاتر ادنی و اعلیٰ وہاں منتقل کر دینے چاہئیں۔ جملہ ایوانوں کی نج کاری کر کے قرضے اتارنے کی فکر کرنا چاہیۓ۔ یہی طرز عمل صوبائی حکومتوں کو بھی اپنانا چاہیۓ۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق چار سال قبل ایوان صدر پر ایک ارب پینتیس

Marfat.com

کروڑ، وزیر اعظم ہاؤس پر ایک ارب اور وزیر اعظم سیکرٹریٹ پر ایک ارب اسی کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے۔ ان اداروں کی دیکھ بھال کے لئے ہر سال اربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ملکی وقار اور عزت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہمارا ملک ہر طرح کے تمام بیرونی قرضوں سے آزاد ہو تاکہ ہم پوری آزادی سے نظام حکومت چلا سکیں۔ تعجب ہے کہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی آج تک کسی حکمران نے اس اہم قومی مسئلہ پر توجہ نہیں دی۔ بلکہ ہر آئے دن ملک کو بیرونی قرضوں میں جکڑا جا رہا ہے۔

31-ڈاؤن سائزنگ

نج کاری کے بعد سرکاری اور نیم سرکاری اداروں دکے ملازمین میں تخفیف کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے ملازمین میں بد دلی اور حکومت کے خلاف نفرت کے احساسات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بے روزگاروں کا ایک ایسا جم غفیر اٹھے گا جس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو گا۔ اگر ایسا قدم اٹھانا ناگزیر ہو تو ملازمین کے لئے متبادل روزگار کا مناسب بندوبست ہونا چاہئے۔ بے روزگاری کی وجہ سے ہر آئے دن خودکشیاں ہو رہی ہیں۔

32-بیوروکریٹس

حکومتی سطح پر جتنی پالیسیاں وضع ہوتی ہیں نچلی سطح پر ان کا نفاذ متعلقہ افسران کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پالیسی سازوں کے لئے پالیسی بنا لینا کچھ مشکل کام نہیں ہوتا مگر اسے اس کی اصل روح کے مطابق نافذ کرنا ایک مشکل اور اہم مسئلہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ فیلڈ میں ذمہ دار افسران محبت وطن، محنتی، دیانتدار اور مستعد ہوں۔ صابر و شاکر ہوں۔ رشوت خور نہ ہوں تاکہ حکومتی پالیسیاں بروقت صحیح انداز سے نافذ ہوں اور عوام کے لئے فائدہ مند ہوں۔ یاد رہے ہر افسر کرپٹ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات حالات مجبور کر دیتے ہیں۔ حالات کی اصلاح کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے نہ کہ ملازم کو فوراً احتسابی شکنجے میں کس لیا جائے۔ نیک اور باکردار افسران کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ مزدور خوش دل کند کار بیش اسی لئے تو کہا گیا ہے۔ بیوروکریٹس اعلیٰ تعلیم یافتہ، مقابلے کے انتخابات پاس شدہ، ذہین وفطین

Marfat.com

ہوتے ہیں ان کے علم اور تجربے سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔صدر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ، وزیروں وغیرہ کو چاہئے کہ ان سے فرینڈلی ماحول میں ماہانہ میٹنگز کی جائیں ان کے ذریعے پالیسیوں کا نفاذ کروانا چاہئے۔اس طرح دونوں طرف سے باہمی خلوص اور اعتماد کی فضا پیدا ہوگی۔اور کارکردگی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔سرکاری ملازمین کسی بھی حکومت کے لئے ریڑھ کی ہڈی سمجھے جاتے ہیں۔اگر یہ نظام درست نہ ہوا تو تمام حکومتی نظام مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔

33- غیر ملکی قرضوں سے نجات

پاکستان بزنس فورم کی طرف سے غیر ملکی قرضوں سے نجات کے لئے پیشکش ایک اخباری خبر کے مطابق کی گئی ہے۔ پاکستان بزنس فورم نے ملکی غیر ملکی قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے سرکاری املاک اور اراضی تارکین وطن پاکستانیوں کو فروخت کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔غیر ممالک میں مقیم پاکستانیوں کے پاس 65 ارب ڈالر کے قریب سرمایہ ہے اور وہ اپنے آبائی ملک میں سرمایہ کاری کے لئے تیار بھی ہیں۔ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ حکومت تارکین وطن کا اعتماد حاصل کرے۔فورم نے مزید کہا ہے کہ حکومت سرکاری املاک کی قیمت اخبارات میں شائع کرے اور مقررہ قیمت سے ۲۰ فیصد اضافی قیمت کی بولی دینے والے کو سرکاری واملاک فروخت کردی جائیں۔ اس ضمن میں حکومت کو پوری ایمانداری کے ساتھ توجہ دینی چاہیے۔مزید برآں پاکستان کا ہر فرد سچا اور سچا محب وطن ہے۔اگر حکومت باہمی انتشار وافتراق کی بجائے اتحاد واتفاق کا ثبوت دے۔قوم کو یقین ہو جائے کہ اس کے حکمران خود محب وطن ہیں تو پاکستان کا بچہ بچہ اپنی جان تک قربان کرنے کیلئے تیار ہوگا۔اگر مخلصوں کی حکومت اعلان کرے کہ غیر ملکی قرضوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے قوم سے تعاون چاہیے تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ کھربوں روپیہ آن کی آن میں اکٹھا ہوسکتا ہے۔ ہماری مائیں بہنیں اپنے تمام زیورات تک دینے کیلئے تیار ہوں گی۔ یوں منوں سونا اکٹھا ہوسکتا ہے۔مگر بدقسمتی یہ ہے کہ عوام کو حکومت پر اعتماد ہی نہیں۔عام طور پر

Marfat.com

یہی دیکھا گیا ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے حکمران آپس ہی میں دست وگریباں رہے ہیں۔ پہلے مکمل اعتماد بحال کیا جائے عوام خوش ہوں گے تو تمام امور سلطنت خود بخود درست ہوتے جائیں گے۔

34-دفتری نظام کی اصلاح

ہمارے ہاں آج تک بہت سے قوانین برٹش گورنمنٹ کے زمانہ میں رائج قوانین ہی سے متنبط کیے گئے ہیں۔ ان قوانین کے مطابق بہت سی غیر ضروری پابندیاں اور موشگافیاں ہیں۔ سائیلان کو اکثر بڑا ذلیل ہونا پڑتا ہے۔ قوانین میں کافی لچک ہو، سہل الحصول ہوں مردم آزاد نہ ہوں کہ سائیلان کے مقدمات طویل عرصہ تک زیر تصبیہ ہی پڑے رہیں۔ کئی باسرکاری قوانین وضوابط میں ترامیم ہوئیں مگر تسلی بخش نتائج نہ نکلے۔ بالخصوص ریونیو معاملات ابھی تک بڑے پیچیدہ اور لاینحل ہیں۔ ہر ممکن کوشش کے ذریعہ عوام الناس کیلئے آسان قوانین بنائے جائیں تاکہ عوام کے مسائل بآسانی حل ہوتے رہیں۔

35-شہری آبادی میں دلن بدن اضافہ باعث تشویش ہے

اس تشویش پر قابو پانے کے دو اہم طریقے ہوسکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ خاندانی منصوبہ بندی کو مزید فعال بنایا جائے۔ شرح پیدائش کو مناسب حد تک کم کیا جائے۔ دوسرے باہر سے انتقال آبادی کو روکا جائے۔ شہروں میں ذرائع روزگار زیادہ ہوتے ہیں اس لئے دیہاتوں سے کثیر تعداد میں لوگ شہروں دمیں منتقل ہورہے ہیں۔ جس سے اکثر امن وامان کے مسائل بھی پیدا ہوتے اگر دیہاتوں میں روزگار کے مواقع بکثرت پیدا ہوکر دیئے جائیں تو یہ مصیبت ٹل سکتی ہے۔ مثلاً چھوٹی بڑی انڈسٹریز اور زراعت پر مبنی کاروبار مثلاً کیٹل، شیپ، فش فارمز وغیرہ بنانے کے لئے آسان شرائط پر قرضے وغیرہ دیئے جائیں۔ دیہاتوں سے آنے والے لوگوں میں بھکاریوں کی بھی ایک کثیر تعداد ہوتی ہے۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لئے اعلیٰ سطح پر منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

36- دینی مدارس، فرقہ واریت اور دہشت گردی

دینی مدارس کے قیام کا اصل مقصد تو قرآن وحدیث کی تعلیم وترویج ہے۔ مگر ہمارے ہاں مختلف مکاتب فکر کی جماعتوں نے دینی مدارس قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں دین اسلام کی اشاعت اپنے مخصوص انداز فکر کے مطابق کرتے ہیں۔ پھر ان مدرسوں سے فارغ التحصیل نوجوان اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ کے لئے شہروں اور دیہاتوں میں پھیل جاتے ہیں۔ بعض دینی مدارس کو بیرونی ممالک سے مالی امداد بھی ملتی ہے جس کی بناء پر کئی طرح کے سیاسی مقاصد بھی حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس طرح سے ملک میں دیوبندی بریلوی اور اہل حدیث جیسے فرقے خوب پنپ رہے ہیں۔ پر جوش نوجوانوں کو جہاد کی ترغیب دے کر حکومت کی مرضی کے خلاف کارروائی کر کے مشکلات پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اصل حکم کہ "اے مسلمانوں تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ بازی نہ کرو" سے سرتابی کرتے ہیں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پنجاب میں تقریباً 751 دینی مدارس ہیں جن میں سے 710 دینی مدارس کو غیر ملکی امداد ملتی ہے۔ یہ ادارے طلباء کو اسلحہ لائسنس بھی بنوا کر دیتے ہیں ان مدارس میں کرم ایجنسی، گلگت اور جھنگ وغیرہ کے علاقوں سے آئے طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔ (روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ 30 ستمبر 1997ء ملاحظہ ہو) انہی دینی مدارس سے تخریب کار پیدا ہو رہے ہیں اور دین اسلام کو بین الاقوامی سطح پر بدنام کر رہے ہیں ایسے تمام دینی مدارس پر کڑی نظر رکھنی چاہئے اور ان کے اعمال و کردار کو خالصتاً ترویج و اشاعت اسلام جو عین قرآن و حدیث کے مطابق ہو، محدود رکھنے کا خاطر خواہ بندوبست کرنا ضروری ہے ورنہ دہشت گردی کا لیبل جو ہمارے ملک پر لگ چکا ہے اس سے مبرا ہونا ناممکن ہوگا۔

37- شرح خواندگی

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ اس کی بڑی وجہ ہماری معاشی ابتری ہے۔ ایک تنگ دست غریب خاندان کے اگر چار پانچ سکول گوئینگ

Marfat.com

بچے ہیں تو ان کے والدین سکول میں بھیجنے کی بجائے ورکشاپس وغیرہ میں بھیجنا پسند کرتے ہیں تاکہ وہاں سے ہر بچہ رات کو سو پچاس روپے لے کر آئے تو ان کے گھریلو اخراجات پورے ہوں۔ سکول میں بھیج کر انہیں کیا ملے گا۔ الٹا خرچ کرنا پڑے گا۔ ان حالات میں شرح خواندگی بڑھنا ناممکن ہے۔ سب سے پہلے ملک میں غربت ختم کرنا ضروری ہے۔ جب لوگوں کی گزر بسر آسان ہوگی تو بچے سکول بھی ضرور جائیں گے۔

38- انصاف میں تاخیر گویا انصاف سے انکار ہے

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "Justice delayed is justice denied" روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ایک رپورٹ کے مطابق صوبہ پنجاب کی سیشن عدالتوں کے علاوہ مختلف خصوصی سول اور جوڈیشل مجسٹریٹوں کی پانچ صد سے زائد عدالتوں سے ہر روز ڈیڑھ لاکھ سے زائد سمن اور وارنٹ جاری ہوتے ہیں۔ عدالتوں میں روزانہ 30 ہزار سے زائد مقدمات اور دعوؤں کی سماعت ہوتی ہے۔ ان عدالتوں میں مختلف نوعیت کی دو ہزار سے زائد درخواستوں کی سماعت بھی کی جاتی ہے۔ جبکہ سیشن اور خصوصی عدالتوں سے ہر روز دو ہزار افراد کی ضمانت قبل از گرفتاری عبوری طور پر منظور کی جاتی ہے۔ فاضل عدالتوں میں طلب کئے جانے والے ہزاروں گواہوں میں سے صرف بیس فیصدی گواہ پیش ہوتے ہیں جبکہ فاضل عدالتوں میں ہر روز صوبے بھر کی جیلوں سے تین ہزار کے لگ بھگ ملزموں کو لا کر بھی پیش کیا جاتا ہے۔ مقدمات کے اعداد و شمار کی بیان کردہ یہ کیفیت تو محض ایک اندازہ ہی ہے ورنہ اصل صورتحال اگر دیکھنی ہو تو ہر روز تھانوں، کچہریوں اور دیگر دفاتر میں آنے والے سائلوں کو دیکھنا چاہئے جن کی تعداد مذکورہ اعداد و شمار سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہوگی۔ اس صورتحال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عوام میں فوری انصاف نہ ملنے کی وجہ سے ایک طرح کی مایوسی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ ادھر عدالتوں میں مقدمات میں بے پناہ اضافہ کی وجہ سے کام بہت بڑھ گیا ہے اس طرح کی غیر تسلی بخش صورت مقدمات کے اعداد و، شمار کی بیان کردہ یہ کیفیت تو محض ایک تخمینہ ہی ہے۔ ورنہ اگر صحیح صورتحال کا اندازہ لگانا ہو تو کسی

Marfat.com

دن پٹواریوں سے لے کر جملہ سرکاری دفتروں، عدالتوں، تھانوں اور کچہریوں کا سروے کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔ جہاں پر سرکاری دفتر میں ہزاروں کی تعداد میں مرد و عورت سائیلان رسوا ہو رہے ہوں گے۔ ظاہر ہے عوام میں مایوسی اور اضطراب کا پانا ایک قدرتی امر ہوگا۔ مقدمات کی تعداد میں ہر روز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص دیوانی عدالتوں میں سالہا سال مقدمے زیر سماعت رہتے ہیں۔ ہر عدالت کو کسی مقدمہ کے فیصلہ کیلئے مروجہ قوانین وضوابط کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ یوں تاخیر ناگزیر ہوتی ہے۔ اس مخدوش صورتحال پر قابو پانے کے لئے لازمی ہے کہ ہر طرح کے تنازعات پنچائتی نظام کے تحت ابتدائی سطح پر ہی حل کر لینے چاہئیں تاکہ عدالتوں پر بوجھ کم سے کم کیا جائے سکے۔ اس مقصد کے لئے گاؤں اور محلہ کمیٹیاں بنالی جائیں جس میں علاقہ کے مندرجہ ذیل افراد شامل ہوں۔

ایم این اے یا ایم پی اے (صدر)

کونسلر، یونین کونسل

چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی

امام وخطیب

دونوں پارٹیوں کی طرف سے ایک ایک ممبر نامزد کیا گیا ہو۔ کمیٹی پوری ایمانداری، دیانتداری اور کسی طرح کی طرف داری اور بغیر کسی طرح کی ردو رعایت مسجد میں بیٹھ کر حق و انصاف کے تمام تقاضے پورے کر کے فیصلہ کرے، تو کوئی وجہ نہیں کہ جھگڑا طول کھینچے۔ نوبت قتل و غارت اور عدالتوں تک پہنچے، اس طرح کی کمیٹی کو مزید فعال بنانے کے لئے حکومت کی منظوری ضروری ہے۔ نیز یہ کہ اس کمیٹی کے فیصلوں کو تسلیم کرانے کے لئے اسے کوئی قانونی حیثیت دینا بھی ضروری ہوگا۔

39-وزیراعظم، وزیراعلیٰ کی کھلی کچہری یا شکایات سیل

سابقہ تجربات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کے انتظامات سے عوام کے مسائل حل ہونے کی بجائے مزید الجھ گئے۔ ہر سائل کی شکایت یا پریشانی کو دور کرنے کے

Marfat.com

لئے کچھ قانونی تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو سائل مزید بددل ہو گا۔ اس لئے اس طرح کی شکایات کو مذکورہ بالا مجوزہ کمیٹیوں کے سپرد کر دینا چاہئے۔ جو دونوں پارٹیوں کو سن کر موقعہ پر باہمی رضامندی سے فیصلہ کرا دے۔

40- تھنک ٹینک (Think Tank)

فکر گاہ یا سوچ مرکز! سائنسی شعبوں کے ماہرین کی یہ وہ جماعت ہے جو مشترکہ طور پر کمپیوٹر اور فضائی خلا کے برقیاتی پروگرام وضع کرے۔ یہ گروہ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے جن کا سامنا حکومت کو کرنا پڑتا ہے۔ خاص کر شہری ترقیاتی یا دیگر معاشرتی اور اقتصادی منصوبہ بندی کے سلسلے میں متحد ہو کر ایک وحدت کی طرح کام کرے۔ ایسے ماہرین کی کفالت حکومت کو اپنے ذمہ لینی چاہئے تاکہ یہ لوگ پوری دلجمعی سے اپنے کام میں ہمہ وقت مصروف رہیں، ان کی تجاویز اور آراء کے نفاذ کے لئے حکومتی سطح پر ایک فعال شعبہ ہو جو بعد از ضروری کارروائی ان پر عمل درآمد کرائے اس ضمن میں دورخی پالیسی ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ انگریزی کا ایک مقولہ ہے۔

"We have two kinds of morality side by side. One which we preach but do not practise, and the other which we practise, but seldom preach."

قومی سطح پر پندرہ بیس افراد پر مشتمل ایک "Think Tank" یعنی کمیشن قائم کرنا چاہئے جو صاحب بصیرت، محب وطن، انتہائی نیک نام، بے غرض، تجربہ کار، جہاندیدہ، دوراندیش عالمی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں پر گہری نظر رکھنے والے، قرآن وحدیث کے علوم کے ماہر ہوں۔ اس کمیشن کی ذمہ داری ہو کہ یہ مجموعی قومی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ملک کے لئے موزوں ترین سیاسی، معاشی اور معاشرتی حکمت عملیوں کی نشان دہی کرے۔ حکومت ان سفارشات کا نیک نیتی کے ساتھ جائزہ لے اور قابل عمل تجاویز کو نافذ العمل بنانے میں فراخ دلی سے کام لے تاکہ حریف جماعتوں کے گلے شکوے دور ہو سکیں۔

Marfat.com

41- تلاش رشتہ، ایک سلگتا ہوا مسئلہ ہے

عالمی ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ایک کروڑ سے زائد نوجوان لڑکیاں شادی کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ جبکہ چالیس لاکھ سے زائد لڑکیوں کی شادی کی عمر گزر چکی ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان کے ہر چوتھے گھر میں دو سے زائد لڑکیاں ہیں۔ جبکہ ہر دسویں گھر میں لڑکیوں کی تعداد پانچ سے زائد ہے۔ والدین اپنی بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کی آس میں بوڑھے ہو جاتے ہیں لڑکیوں کے والدین اچھے پڑھے لکھے اور کھاتے پیتے لڑکوں کے انتظار میں رہتے ہیں۔ جب ان لڑکیوں کی عمر 35 برس سے زائد ہو جاتی ہے تو پھر وہ عام رشتے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر پاکستانی معاشرہ میں اعلیٰ تعلیم کے لحاظ سے لڑکیاں لڑکوں کو پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ لڑکے کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ بیس سال سے کم عمر لڑکے لڑکیوں کی شادی کی شرح دس فیصد بھی نہیں رہی۔ لڑکے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے بہانے شادی کو ٹالتے رہتے ہیں۔ لڑکیوں کی شرح پیدائش بھی لڑکوں سے زائد ہو چکی ہے اور مستقبل میں شادی مزید گھمبیر مسئلہ بن جانے کا خدشہ ہے۔ اس ضمن میں حکومت کی طرف سے اس مشکل کے حل کے لئے کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ہاں البتہ جگہ جگہ شادی دفاتر بنے ہوئے ہیں اور گھر گھر مائیاں رشتے کراتی پھرتی ہیں۔ یہ صورتحال ہرگز تسلی بخش نہیں ہے یہ مسئلہ تو ہر گھر کا ہے چاہے غریب ہو یا امیر۔ سنا ہے ترکی میں یہ شعبہ وہاں کے سوشل ویلفیئر محکمہ کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔ ضرورت مند والدین شادی کے قابل بچوں کے کوائف درج کرا دیتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکی کے تمام ضروری میڈیکل ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔ Match fixing بھی محکمہ کرتا ہے۔ پھر والدین کی رضامندی سے شادی ہو جاتی ہے اسی طرز پر حکومت پاکستان کو بھی یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

42- مساجد مرکز اتحاد، اخوت، تنظیم اور مساوات ہیں

ا۔ مسجد کے لغوی معنی سجدہ کرنے کی جگہ کے ہیں جہاں مسلمان نماز پڑھتے ہیں یوں تو

Marfat.com

مسلمانوں کو ہر پاک جگہ نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اس طرح تمام دنیا مسجد ہے۔ لیکن بالعموم نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ مخصوص کر کے وہاں ایک عمارت تعمیر کر لی جاتی ہے۔ جسے مسجد کہا جاتا ہے۔ مسجد کے لئے ضروری ہے کہ وہ وقف ہو یعنی کسی شخص کی ملکیت نہ ہو اور اس میں ہر مسلمان کو نماز پڑھنے کی اجازت ہو۔ مسلمانوں کی مسجد دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ بالعموم ہفتہ میں ایک بار یا انفرادی طور پر استعمال ہونے کی بجائے اس میں روزانہ پانچ وقت نماز ہوتی ہے۔ اذان دی جاتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور مسلمان اس کے سنتے ہی نماز کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ نماز کے لئے ہر وقت جمع ہونے سے نمازی ایک دوسرے کے دکھ سکھ سے واقف ہو جاتے ہیں اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ نماز پڑھنے سے مساوات کا سبق بھی ملتا ہے۔ ضروری مسائل خواہ مذہبی ہوں یا معاشرتی اقتصادی ہوں یا سیاسی مسجد میں بآسانی طے ہو سکتے ہیں۔ خطبہ کے ذریعے مسلمانوں کی اجتماعی اور سماجی زندگی برقرار رہتی ہے۔ قرآن کریم میں تقریباً ۴۴ مقامات پر مسجد کا ذکر آیا ہے۔ یہاں دو مقامات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ سورۃ نوح آیت ۱۸ کا ترجمہ ملاحظہ ہو ترجمہ "بے شک! مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اس کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو" دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے "اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے" سورۃ البقرہ آیت ۱۱۴ " ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ روئے زمین پر مسجد کی تعمیر شرط ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلے جو فریضہ انجام دیا وہ مسجد کی تعمیر ہی تھی۔ مسجد کی تعمیر کی غرض و غایت بھی ہمیں قرآن حکیم نے ہی بتائی ہے۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۸ کا ترجمہ ملاحظہ ہو "مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس قابل ہے کہ اس میں جایا کرو اور نماز پڑھا کرو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے"۔ یہ حکم الٰہی مدینے کی مسجد قبا کے بارے میں آیا ہے ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مساجد کی اہمیت و عظمت کو واضح کیا گیا ہے رسول

Marfat.com

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" بے شک! مساجد یں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بنائی گئی ہیں" دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا" بدترین مجلس گاہیں بازار اور راستے ہیں اور بہترین مجلس گاہیں مساجد ہیں" آپ ﷺ نے مسجد میں نماز ادانہ کرنے والوں پر تہدید کرتے ہوئے فرمایا" بلاشبہ جی چاہتا ہے کہ جوانوں کو حکم دوں کہ وہ میرے پاس لکڑیوں کا ڈھیر لگادیں پھر میں جاؤں اور جو اپنے گھروں میں بلا عذر (فرض) تنہا نماز پڑھتے ہیں انہیں گھروں سمیت پھونک دوں (بخاری شریف، مسند احمد، ابو داؤد) دینوی زندگی میں مسجد مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور یہ اسلامی معاشرے کی ایک ناگزیر ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد قبا کے بعد بہت جلد مسجد نبوی ﷺ کا سنگ بنیاد رکھا۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ مسجد کی اہمیت کو یوں واضح کیا گیا ہے۔ سورۃ الحج ۲۲ آیت ۴۰ کا ترجمہ ملاحظہ ہو" (یہ وہ لوگ ہیں) جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا۔ (ان کا کوئی قصور نہیں) سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب (آقا پروردگار) اللہ تعالیٰ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا بعض کے ذریعہ دفاع نہ کرتا تو ضرور منہدم کردی جاتیں خانقاہیں (درویشوں کی) اور گرجے (عیسائیوں کے) اور عبادت خانے یہود کے اور مسجدیں (مسلمانوں کی) جن میں اللہ تعالیٰ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرے، بے شک اللہ تعالیٰ صاحب قوت اور غالب ہے۔"

۲۔ مسجد اتحاد، اخوت، تنظیم اور مساوات کے مظاہرہ کی بہترین جگہ قرار دی گئی ہے۔ اسلام نے گھر میں عبادت کرنے کی بجائے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کو افضل قرار دیا ہے۔ جس سے دیگر فوائد کے علاوہ کئی معاشرتی فوائد بھی ضمناً حاصل ہو جاتے ہیں۔ مسلمان یک جا ہو کر آپس میں نہ صرف ربط ضبط قائم رکھ سکتے ہیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں اور ایک جگہ صف بنا کر ایک امیر یا امام کے پیچھے نماز ادا کر کے بہترین عسکری تنظیم اور اطاعت کر سکتے ہیں۔ اجتماعی نظام کے لئے مسجد ایک بہترین درسگاہ

Marfat.com

ہے جس سے اجتماعی سیرت اور مساوات کا بھی سبق ملتا ہے۔ ایک دوسرے کی جان پہچان ہو جاتی ہے۔ اور ایک دوسرے کی معاشی اور ذاتی حالت کا بھی علم حاصل ہوتا رہتا ہے۔ بد حالوں اور غریبوں کو خوش حال اور امیروں تک رسائی ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کی مدد کا خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔ مسجد وہ جگہ ہے جہاں حسب نسب، بڑائی قومیت، امیری، مذہبی ذات پات کا تفرقہ مٹا کر سب ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی مقصد کی تکمیل کے لئے خدا کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں اور اپنی کمتری کا احساس کرتے ہیں جس سے ہر ایک کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور امام یا امیر کی پیروی کرنے سے اس کے رتبے اور اطاعت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ غرضیکہ سیرتوں کے درست کرنے کے لئے مسجد ایک بہترین جگہ ہے۔ مسجد مسلمانوں کا دینی شعار ہے یہاں پاکیزگی، طہارت اور ہمدردی کا درس ملتا ہے یہ روحانی اخلاقی تربیت کے علاوہ نظم وضبط کا پابند بناتی ہے۔ یہ ملت اسلامیہ کے اتحاد اور تربیت کا عظیم مرکز ہے۔ دنیائے اسلام اپنے دور زوال وانحطاط سے قبل جس تہذیب اور معاشرت کی حامل تھی اس میں مساجد کو مرکزی و بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ یہ صورتحال حال دور ملوکیت میں تبدیل کر دی گئی۔ امام وخطیب پیشہ ور بنا دیئے گئے پھر مسلمانوں کو فرقہ بندی میں مبتلا کر دیا گیا۔

یعنی فرقہ بندی ہے کہیں، اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

(بانگ درا)

۳۔ خلافت راشدہ میں سوسائٹی کے معززین ومعتمد نمائندے ہوتے تھے۔ وہی مساجد میں بھی عامۃ المسلمین کی امامت ورہنمائی کرتے تھے۔ اسلام کے اس اولین دور میں مساجد صرف نماز، روزے یا تسبیحات کی ادائیگی کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ تعلیم وتعلم اور ذکر واذکار کے تمام چشمے یہیں سے پھوٹتے تھے۔ روزمرہ کے مسئلے مسائل اور امور ومعاملات بھی مساجد میں ہی طے کئے جاتے تھے۔ اہم قومی وملکی ایشوز بھی یہیں زیر بحث آتے تھے۔ پیغمبر اسلام

Marfat.com

ﷺ کے دور میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ بیرونی سفارتیں بھی یہاں منعقد ہوئیں حتیٰ کہ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے مسیحی علماء کے وفود کو اپنی مسجد میں ٹھہرایا اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست بھی یہیں کیا۔ وہ رسول کریم ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کے پیش کردہ دین کا صاف انکار کر رہے تھے، مگر ہمارے پیغمبر ﷺ کا یہ حسن اخلاق تھا کہ ان کا کھانا کھلانے میں بنفس نفیس خود پیش پیش تھے۔ آپ ﷺ کے کچھ ساتھیوں نے جب احترام کی حدود میں رہتے ہوئے انہیں روکنا چاہا تو لسان رسالت ﷺ سے یہ الفاظ ادا ہوئے ''اے میرے صحابہ! یہ اہل کتاب کے علماء ہیں، ان کی خدمت میں خود کروں دگا'' ان کی عبادت کا وقت ہو جاتا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ ہماری عبادت کا وقت ہو گیا ہے، ہم عبادت کہاں کریں، جواب ملتا ہے کہ یہ بھی اللہ کا گھر ہے، آپ لوگ یہیں اپنی عبادت کر لیں وہ پھر اپنا نکتہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ جناب ہم تو آپ کے قبلے کو نہیں د مانتے ہیں۔ پیغمبر کی شفقت و اپنائیت ملاحظہ ہو، ارشاد ہوتا ہے۔ ''آپ جس قبلے کو مانتے ہیں، بے شک ادھر منہ کر لیں'' یہ سب کہاں ہو رہا ہے؟ مسجد نبوی ﷺ میں! ایک بدو کو آداب مسجد معلوم نہیں وہ مسجد میں نماز کی جگہ پیشاب کر دیتا ہے لوگ اسے مارنے کو دوڑتے ہیں لیکن مسلمانوں کا ہادی اور رہبر انہیں سمجھاتا ہے کہ دیکھو تمہارے بھائی کو مسجد کے آداب معلوم نہیں ہیں، آپ لوگ اسے پیارے سمجھائیں۔ سیاسی مشاورت، جنگی تیاریاں اور عدالتی فیصلوں سے لے کر جسمانی ٹریننگ تک کا اہتمام مساجد میں ہوتا تھا۔ مساجد میں مردوں کو ہی نہیں، خواتین کو بھی برابر کی حیثیت حاصل تھی، وہ نہ صرف یہ کہ پانچوں نمازوں میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ شریک ہوتی تھیں۔ بلکہ پیغمبر ﷺ سے اپنے مسئلے مسائل بھی زیر بحث لاتی تھیں۔ اپنے دینی، دنیوی وعائلی معاملات پر رہنمائی کی خواستگار رہتی تھیں۔ لوگ یہاں آ کر نہ صرف اپنے دکھ اپنی پریشانیوں کے متعلق ہی اپنے رہنما سے تبادلہ خیالات کرتے تھے، ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی کا ذوق وشوق بھی رکھتے تھے، بلکہ ایسے مواقع بھی آئے، جب ایک مجرم کو تادیب کے طور پر مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دیا جاتا ہے، کیونکہ

Marfat.com

تب تک جیلوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ وہ برا شخص جب یہاں کا اچھا ماحول دیکھتا ہے، اس میں کچھ وقت گزارتا ہے تو خود بخود اس کا ضمیر جاگ اٹھتا ہے، اس کی فطرت اسے اچھائی پر آمادہ کر دیتی ہے، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرون اولیٰ کی مسلم سوسائٹی میں مسجد کی جو حیثیت و اہمیت تھی، افسوس کہ مابعد اسے بڑھانے اور ترقی دینے کی بجائے الٹا کم کر دیا گیا۔

۴۔ آج اگر ہم مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے دعویدار ہیں تو ہمیں ان تمام تر مصروفیات کو ازسرنو اپنانا چاہئے۔ عصر حاضر کے تقاضوں کی مطابقت میں ہماری سوسائٹی کے جو نئے مثبت پہلو ہیں یا لوگوں کی حقیقی ضروریات ہیں، مسجد کا ان سے تعلق جوڑنا ہے۔ ہماری نظر میں اسلام کے دو تقاضے ایسے تھے، جنہیں دینی مزاج کے حامل لوگوں نے کما حقہ اہمیت نہیں دی، ایک تو مسلمانوں کی معتمد حکومت سے وفاداری کا معاملہ اور دوسرا عامتہ المسلمین کی حقیقی ضروریات، یا یہ کہہ لیں کہ عصری تقاضے، ہمارے ہاں کے روایتی مذہبی طبقوں نے ان دونوں چیزوں کو وہ حیثیت نہیں دی، جس کی یہ مستحق تھیں، اگرچہ اس کا اپنا ایک پس منظر اور بہت سی وجوہات ہیں۔

۵۔ اسلام میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد "اولی الامر منکم" کی اطاعت لازم کی گئی تھی مگر ملوک اور آمرانہ حکومتوں نے اس احترام اور وفا کے رشتے کو ختم کر کے رکھ دیا۔ دوسرے عصری تقاضوں کی اتنی اہمیت تھی کہ اسلام نے معروف و منکر کو ابدی خیر و شر بنا کر جامد نہیں کیا۔ اس لئے کہ زندہ انسانوں کو زندہ سوسائٹی میں اس کے تصورات نسل در نسل بدلتے رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں جو بھی سوسائٹی کے معروفات و منکرات ہیں، دین نے ان کو مسلمہ حیثیت دی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کی جاہلانہ سوسائٹی کے معروفات و منکرات کی پوری لحاظ داری فرمائی۔ یہ ایک طویل بحث ہے کہ اس تصور کے جامد ہونے سے ہمارے تمام تر دینی تصورات جامد ہو کر رہ گئے ہیں۔ قصہ کوتاہ یہ کہ سوسائٹی کے جو بھی حقیقی تقاضے ہیں، ان کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلم سوسائٹی اور کلچر کو پروان چڑھایا جائے اور ضروریات بدلنے کے ساتھ ساتھ معاملات بھی تبدیل کر

Marfat.com

دیئے جائیں۔ مثال کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں مسجد حرام سے لے کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کسی بھی مسجد پر میناروں کا کوئی تصور نہیں تھا یہ مابعد کی ''بدعت'' ہے، جسے بدعت حسنہ کہا جانا چاہئے۔ جب آواز کو دور دور تک پہنچانے کے لئے سوسائٹی کو ان کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہ سلسلہ شروع کیا گیا۔ کچھ لوگوں نے میناروں کو مرصع و مسجع کرنے کو قومی دولت کا ضیاع قرار دیا، لیکن اکثریت نے اس کو اپنے قومی رعب یا وقار سے متاثر کرنے کے لئے ضروری قرار دیا اور اس کو قبول کرلیا گیا۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اعلان اور پہچان کی حد تک ان کی ضرورت ہے، لیکن اب عصر جدید کے تقاضوں کی مطابقت میں کچھ مزید ضروریات ایسی پیدا ہو چکی ہیں جو مساجد کو "Community" سنٹرز قرار دینے کی ضرورت کے تحت آپ سے آپ سامنے آئیں گی۔ اس سلسلے میں ہم چند تجاویز بطور مثال پیش کرنا موزوں سمجھتے ہیں۔

۲۔ الحمد للہ! ہماری مساجد میں تعلیمی سرگرمیوں کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ موجود رہا ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے، اس سلسلے میں ایک کمی ہے ہمارے دینی مزاج کے لوگ بالعموم یہی سمجھتے رہے ہیں کہ مساجد میں صرف عربی یا دینی تعلیم کی تدریس ہی ہونی چاہئے، دیگر علوم کا پڑھایا جانا شائد گناہ ہے، حالانکہ ذہن و شعور کی طرح تمام علوم خدا ہی کی دین ہیں۔ سو اس سلسلے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ وسائل کے مطابق ہر مسجد کے ساتھ چھوٹی موٹی لائبریری کے قیام کو رواج دیا جائے، خواہ یہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے ملحق، جس قدر بھی وسائل اجازت دیں، ہر مسجد سے ملحق ایک ڈسپنسری کے قیام کو بھی مسجد کا لازمی و ضروری حصہ خیال کرتے ہوئے اس کو رواج دیا جائے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام علوم سے میڈیکل سائنس کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ ایک صحت مند توانا مسلمان کو کمزور و ناتواں مسلمان سے بہتر قرار دیا ہے۔ یہ منشائے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عین مطابق ہے کہ عامۃ الناس کو فرسٹ ایڈ یا چھوٹی موٹی دواؤں کی سہولت مساجد سے میسر ہو۔ لوگ خدا کے نام پر جو اتنے چندے دیتے ہیں وہ بندگان خدا کی جان لینے یا انہیں ناکارہ بنانے کے لئے

Marfat.com

نہیں، ان کی جان بچانے اور صحت مند بنانے پر خرچ ہونے چاہئیں۔ اس طرح عامتہ الناس کا آپ سے آپ مسجد سے ایک رشتہ قائم ہوگا جو باہمی پیار میں ڈھلتا چلا جائے گا۔ ہر مسجد کے ساتھ وسائل کی مطابقت میں ایک ورزش گاہ قائم کرنے کی روایت بھی ڈالی جائے اور اس کو دینی شعار اپنانے کی طرح ضروری واہم خیال کیا جائے پیغمبر اسلام ﷺ نے ڈھیلے ناکارہ اور سست لوگوں کو کبھی پسند نہیں فرمایا، بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثریت کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ حضور ﷺ ان کی ذہنی کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا بھی بھرپور خیال رکھتے تھے۔ کچھ بڑے بڑے اصحاب تو باقاعدہ پہلوانی بھی کرتے تھے لہٰذا (جم نیزیم) "Gymnasium" سے جہاں مسلمان جوانوں کی جسمانی طاقت بہتر بنانے کا موقع ملے گا، وہاں آوارہ گردی کے بجائے ایک مثبت کام میں شریک ہوں گے۔ آپ اگر احادیث کا مطالعہ کریں اور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا نقشہ دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا پیٹ آپ کے سینہ مبارک سے نیچے تھا یعنی سینے کا ابھار پیٹ سے اونچا تھا اور پیٹ اس سے ہمیشہ کمتر رہا۔ اگر داڑھی رکھنا سنت ہے تو پیٹ کا سینے سے اندر ہونا بھی تو سنت ہے۔ پھر پیٹ اور سینے سے متعلق مذکورہ بالا سنت کو ہمارے دینی طبقے نے وہ حیثیت کیوں نہیں دی، جو داڑھی کو دے رکھی ہے۔

۷۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے جسم مبارک کے قطعی برعکس ہمارے اکثر دینی حضرات کا سینہ پیچھے اور پیٹ آگے کیوں ہوتا ہے؟ ہمارے علماء سے زیادہ کون جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد طے شدہ مواقع پر جب کعبہ اللہ میں حاضری دی تھی تو حکماً اپنی جماعت کو تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو سعی وطواف اس طرح اچھل اور بھاگ کر کرو، تاکہ آپ کے مخالفین یہ خیال نہ کریں تم کمزور ہو گئے ہو۔ ان پر تمہاری چستی اور تیزی (سمارٹ نیس) کی دھاک بیٹھ جانی چاہئے۔ ان تجاویز پر عملدرآمد سے جہاں منشائے پیغمبر پورا ہوگا۔ وہاں مساجد خود بخود کمیونٹی سنٹر (Community Centres) کا درجہ حاصل کرتی جائیں گی۔

۸۔ فی زمانہ بچوں کے لئے مناسب رشتوں کی تلاش ایک گھمبیر مسئلہ بن چکا ہے۔ اس

Marfat.com

ضمن میں بھی نمازی حضرات کو آپس میں تبادلہ خیالات کرتے رہنا چاہیے۔

43- علامہ اقبالؒ عید میلاد النبی ﷺ کس طرح منانے کے خواہاں تھے؟

اقبالؒ کی تاریخ ولادت ۹ نومبر ۱۸۷۷ء اور تاریخ وفات ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء بمطابق بروز جمعہ ۳ ذی قعد ۱۲۹۴ ہجری ہے یوں آپ نے ۶۰ سال ۵ ماہ اور ۱۲ دن کی کل عمر پائی۔ آپ کی سیرت و کردار کا سب سے زیادہ ممتاز محبوب، اور قابل قدر جذبہ عشق رسول ﷺ تھا۔ آپ کے سامنے جب حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو جاتی۔ آنکھیں تر ہو جاتیں۔ آپ عید میلاد النبی ﷺ کس طریقہ سے منانا چاہتے تھے؟ آپ نے عید میلاد النبی ﷺ کے ایک موقع پر اپنے پیغام میں فرمایا ”میرے نزدیک انسانوں کی قلبی اور دماغی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسول اکرم ﷺ کو مدنظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قابو رکھنے کے لئے تین طریقے ہیں (۱) درود و صلوٰۃ کا بکثرت ورد کیا جائے یہ طریقہ انفرادی ہے۔ (۲) دوسرا اجتماعی ہے کہ مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور ﷺ کی سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو آپ کی سوانح حیات بیان کرے تاکہ ان کی تقلید کا ذوق و شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ (۳) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ یاد رسول اللہ ﷺ اس کثرت اور اس انداز سے کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے۔ یہ طریقہ مشکل ہے اور خواص ہی اسے اپنا سکتے ہیں۔

۲۔ اقبالؒ نے ۱۴ اگست ۱۹۲۹ء کو پیر مہر علی شاہ مولانا محمد سلیمان پھلواری، مولانا محمد کفایت اللہ، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا غلام مرشد، مولانا احمد علی، مولانا شوکت، مولانا محمد شفیع داؤدی، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد علی، مولانا ظفر علی اور سر عبد القادر کے نام پیغام بھیجا کہ ۱۲ ربیع الاول کو پورے ملک میں سیرت پاک ﷺ کے جلسے منعقد کیے

Marfat.com

جائیں اور ہر آبادی میں اسلام کا علم بلند کیا جائے، تمام فرزندان توحید اس علم کے نیچے جمع ہو کر اللہ سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق اٹھائیں گے، ان کی محبت میں زندہ رہیں گے اور انہی کی اطاعت میں جان دیں گے۔ اسی طرح علامہ اقبالؒ نے سترہ دیگر علمائے کرام اور اکابرین ملت کے ہمراہ فرزندان اسلام سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کی اپیل کی، جس میں اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابندی اور پیروی پر زور دیا اور اسے تمام مذہبی اور دنیوی مشکلات کا واحد حل قرار دیا۔ آپ نے فرمایا: اس وقت ہمارا مذہب جن مشکلات میں سے گزر رہا ہے، ان کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم ان اخلاق واعمال کی اشاعت کریں، جن کا نمونہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

۳۔ اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعت کی ایک صحیح ترین صورت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کے جلسوں کو بقدر امکان وسعت دی جائے اور منظم کیا جائے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے ایک مستقل تقریر مرتب کی جائے جس آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بہت ضروری اور منتخب واقعات درج ہوں کے اس تقریر کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے اور پھر تمام اسلامی مجالس اور اخبارات کامل اتحاد واتفاق سے اس امر کی پرزور کوشش کریں کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن ملک کا ایک ایک گوشہ اس سے گونج اٹھے۔ نیز یہ بھی کوشش کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام حق موثر سے موثر طریق پر مسلمانوں اور غیر مسلمانوں تک پہنچایا جائے۔

۴۔ علامہ اقبال کے نزدیک اسلام ایک عالم گیر مذہب کی حیثیت رکھتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عالمگیر پیغمبر ہیں۔ ان کے نزدیک آپ کا پیغام کسی ایک ملک یا قوم کی ملکیت نہیں، بلکہ تمام عالم انسانیت کی مشترکہ جائیداد ہے۔ وہ انسانی زندگی کی تمام مشکلات ومصائب کا بہترین حل اخلاق حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پابندی اور کی ترویج واشاعت میں سمجھتے تھے اور اسے تمام نسل انسانی کی ایک بہت بڑی خدمت تصور کرتے تھے۔ انہوں نے ایک اور اپیل میں بارہ (۱۲) مسلم اکابرین کے ساتھ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج اور اشاعت پر زور دیتے ہوئے فرمایا: (خلاصہ) ''بعض سربرآوردہ مسلمانوں نے تحریک کی ہے کہ حضرت محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت پر ایک نظام کے تحت جلسے اور مظاہرے کیے جائیں۔ اس تحریک سے مقصود یہ ہے کہ دنیا بھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کی اشاعت ہو، اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عالم گیر پیغمبر ہیں۔ اسلام کے پیغام حق کی وسعت و صداقت کی سب سے بڑی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال و اخلاق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات دنیا پر واضح کر دیں۔ تو یہ تقریب بہت جلد دنیا میں ایک بین الاقوامی عید کی حیثیت حاصل کرے گی۔

۵۔ ۲۲ مئی ۱۹۳۵ء کو انہوں نے ملت اسلامیہ کے نامور اور چیدہ علمائے کرام اور اکابرین کے ہمراہ نوع انسانی کو دعوت اتحاد اتفاق دیتے ہوئے پوری کائنات میں ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کی اپیل کی۔ ان میں مولانا محمد عبد الظاہر امام وخطیب مسجد الحرام مکہ المکرمہ، مولانا عبد الرزاق امام مسجد الحرام مکۃ المکرمہ، مولانا عبید اللہ سندھی مکہ المکرمہ، علامہ عبد العزیز الشعابی قاہرہ علامہ سید محمد رشید رضا صاحب المنار مصر، ڈاکٹر سید راس مسعود علی گڑھ، مولانا سید سلیمان ندوی، نواب عبد القیوم وزیر سرحد، نواب محمد شاہنواز خان، لارڈ ہیڈ لے الفاروق لندن، سر عمر ہیو برس رینکن لندن، امیر شکیب ارسلان، جنیواء علامہ عطا محمد الحسنی صدر افغانستان پارلیمنٹ، سید ضیاء الدین طباطبائی، سابق وزیر اعظم ایران، حضرت مجاہد علی ریاض المنصلح، بیروت اور علامہ صفوہ یونس الحسینی بیت المقدس شامل تھے۔

۶۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک دنیا کے تمام مسائل اور مشکلات کا حل اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ ہم ہر سال جس طرح اور جس انداز سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے ہیں وہ ہر فرد کو معلوم ہے۔ علامہ اقبالؒ جس طرح عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کے خواہاں تھے، وہ اس سے یکسر مختلف ہے۔، وہ چاہتے تھے کہ ہم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم اتحاد، یوم اخوت، یوم فلاح، یوم حریت و استقلال کے طور پر منائیں۔ ان کی تمنا تھی کی اس مقدس دن پوری ملت اسلامیہ "ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک امت" کی تصویر بن

Marfat.com

جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمتیں برسائے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

۷۔ اقبالؒ زندگی بھر جس انداز اور طریقہ سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کے خواہاں رہے اس کا نقشہ اب ہمارے سامنے ہے۔ آج جب کہ ملت اسلامیہ بہت بری طرح سے باہمی انتشار و افتراق میں مبتلا ہو چکی ہے اور اس مقدس تہوار کو منانے کے جو نئے طریقے ایجاد کر رکھے ہیں ان کے پیش نظر آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اس مقدس تہوار کو اقبالؒ کی بتائی ہوئی تجاویز کے مطابق جملہ مسلمانان عالم باہمی اخوت، محبت، خلوص اور یگانگت سے منائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ راضی اور خوش ہو کر مسلمانوں کی مدد فرمائیں اور خود اقبالؒ کی روح کو بھی سکون ملے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ آج مسلم امہ متحد و متفق ہو کر ہی عالم کفر کا موثر انداز سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ یہ نہایت اہم کام حکومتی سطح پر ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

44- پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت

یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اخلاقیات معاملات، عقائد اور معاشیات کو بنانے اور سنوارنے والی کتب کے مطالعہ سے جتنی آج بے توجہی اور بے رغبتی ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ اسلامی، تاریخی، اور ادبی کتابوں کا مطالعہ آج بارگراں سمجھا جاتا ہے۔ مطالعہ کا لغوی معنی ہیں غور توجہ، دھیان، کسی چیز کو اس سے واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے دیکھنا۔ کتب بینی سے بیزاری تن آسانی اور آرام طلبی کو اس موجودہ کیفیت کی وجہ سے اعلیٰ پایہ کے مصنفین اور محققین ناپید ہو رہے ہیں۔ آج کل تمام تر توجہ الیکٹرانک میڈیا یعنی انٹرنیٹ اور ویب سائٹ پر مذکورہ ہو چکی ہے۔ اس جدید سائنسی سہولت سے استفادہ کرنا کوئی بری بات نہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کی پاکیزہ کتب کے مطالعہ کو بھی اہمیت دیتے رہنا ضروری ہے۔ وسعت مطالعہ سے شعور میں پختگی اور جنرل نالج میں کافی اضافہ ہوتا ہے۔ سلف

Marfat.com

صالحین کی گراں قدر تاریخی، علمی، ادبی اور تحقیقاتی کتابوں کے مطالعہ سے انسان کی سیرت اور کردار سنورتا ہے۔ ایسی کتابوں کا مطالعہ دل زندہ اور دماغ تابندہ رکھتا ہے غم اور اداسی کو دور کرنے کا بہترین علاج ہے گویا

انیس کنج تنہائی کتاب است
فروغ صبح دانائی کتاب است

چند اوراق کا مجموعہ جسے کتاب کہا جاتا ہے وہ کسی کی شبانہ روز کی محنت شاقہ دیدہ ریزی اور جگر کاوی کا نتیجہ ہے۔ کوئی کیا جانے کہ کسی مصنف نے کتنی میٹھی نیندیں حرام کی ہونگی۔ دماغ اور آنکھوں کا کس قدر تیل نکالا ہوگا۔ اس کی طباعت واشاعت پر کتنا خرچ کیا ہوگا۔ محض اس لئے کہ عوام اسے پڑھ کر مستفید ہوں۔ ان کی اس قدر محنت اور مشقت کو ضائع اور رائیگاں کر دینا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ ان کتابوں میں پوشیدہ خزانوں کو تلاش کر کے استفادہ نہ کرنا حقیقت میں ان کے مصنفین کی دل شکنی اور دل آزاری کرنا ہے۔ آج کا انسان انتشار وافتراق کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کی تفریح طبع کے انداز بدل چکے ہیں۔ اس پر آشوب دور میں صبر وسکون کے چند لمحات حاصل کرنے کا واحد اور آسان ذریعہ ذکر الٰہی ہے اور اس کے علاوہ ایسی دینی کتابوں کا مطالعہ ہے جو نصیحت آموز اور عبرت انگیز ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ جس گھر میں پاکیزہ کتب کے مطالعہ کا شوق نہیں وہ گھر ویرانے سے بھی بدتر ہے۔ یاد رہے کہ ہمارے ہاں کتاب مفت یا ادھار لے کر پڑھنے کی عام عادت ہے۔ جب کہ دوسری طرف ہزاروں روپوں کی فضول خرچی کرنے میں ذرا دریغ نہیں کرتے۔ اس طرز عمل سے اجتناب ضروری ہے۔ مطالعہ میں فقدان کا جو رجحان آج کل پیدا ہو رہا ہے، اسے دور کرنے کے لئے والدین کو بھی اپنی ذمہ داری پوری کرنا چاہئے۔ بچوں کو مخرب اخلاق کتابیں پڑھنے سے باز رکھنا چاہئے۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احکامات الٰہیہ، ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، خلفائے راشدین اور دنیائے علم و دانش کی معروف شخصیات کے مطابق جہانبانی وحکمرانی کے اسرار و رموز

ا۔ ''اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (آل عمران 189:3)

۲۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یوں عرض کرو اے اللہ! اے مالک سب ملکوں کے! تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے۔ (آل عمران 26:3)

۳۔ زمین کے وارث میرے صالح باصلاحیت (اور صاحب کردار) بندے ہونگے۔

(الانبیاء 105:21)

۴۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں ملک میں اقتدار دیں تو وہ صلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور جملہ امور کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے (الحج 41:22)

۵۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ جو قوم احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو تنگ دست کر دیتا ہے۔ جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے تو اس میں طاعون پھیل جاتی ہے۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہاں زرعی پیداوار میں برکت نہیں رہتی اور قحط سالی پھیل جاتی ہے۔ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان پر (رحمت کی) بارش نازل نہیں کرتا۔ (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

۶۔ عفو کرنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

۷۔ ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے۔ میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

۸۔ بدترین شخص وہ ہے جو دو منہ رکھتا ہے۔ ایک منہ سے ایک کے پاس جاتا ہے اور دوسرے منہ سے دوسرے کے پاس جاتا ہے۔ (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

۹۔ سود کھانے والے، کھلانے والے کاتب اور گواہ سب برابر ہیں۔ سب پر خدا کی

Marfat.com

لعنت (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۱۰۔ مصائب سے نہ گھبراؤ ستارے ہمیشہ تاریکی میں چمکتے ہیں! حضرت سلیمانؑ)

۱۱۔ عقل مند کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں بچے کی طرح اور قوم میں جوانوں کی طرح رہے۔ (حضرت سلیمان)

۱۲۔ وہ علماء حق تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں اور امراء حق تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس آتے ہیں۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۳۔ جب حاکم بگڑ جاتا ہے تو رعایا بھی بگڑ جاتی ہے سب سے بدبخت حاکم وہ ہے جس کے سبب رعایا بگڑ جائے۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۴۔ خلیفہ اس وقت گیہوں کی روٹی کھا سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ رعایا میں ہر ایک کو گیہوں کی روٹی مل رہی ہے۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۵۔ حکومت کے منصب کے لئے ایسا شخص سب سے زیادہ موزوں ہے کہ جب وہ اس منصب پر فائز نہ ہو تو قوم کا سردار نظر آئے اور جب اس پر فائز ہو جائے تو انہیں میں سے ایک فرد معلوم ہو۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۶۔ اپنے ماتحتوں کے لئے ایسے بن جاؤ۔ جسے اگر تم خود ماتحت ہو تو اپنے امیر کو ویسا دیکھنا چاہو۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۷۔ رعیت اس وقت تک امام کی پیروی کرتی ہے جب تک وہ اللہ کے احکام کی پیروی کرتا ہے۔ جب وہ اللہ کے احکام سے سرکشی اختیار کرتا ہے تو رعایا اس کے حکموں سے سرکش ہو جاتی ہے اور جب وہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر رعایا اس سے بڑھ کر فاسق و فاجر ہو جاتی ہے۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۸۔ حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا خدا کا انعام ہے۔ (حضرت عثمان غنی)

۱۹۔ بعض دفعہ جرم معاف کر دینا مجرم کو اور بھی خطرناک بنا دیتا ہے۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Marfat.com

۲۰۔ مسلمانوں کی ذلت اپنے دین سے غفلت میں ہے نہ کہ مفلسی میں۔
(حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۱۔ جو بھی برسر اقتدار آتا ہے وہ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔
(حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۲۔ کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۳۔ زمانے کے پل پل کے اندر آفتیں پوشیدہ ہیں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

۲۴۔ معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۵۔ عبرتناک واقعات سے عبرت کے سبق سیکھو۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۶۔ آدمی کے چہرے کا حسن خدا تعالیٰ کی عمدہ عنایت ہے۔
(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۷۔ دل مچلنے کے بھی اسباب ہوتے ہیں
بعض چہرے بڑے نایاب ہوتے ہیں

۲۸۔ جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو گفتگو کم ہو جاتی ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

۲۹۔ ملک ایک کھیتی ہے اگر عدل اس کا پاسبان نہ ہو تو یہ کھیتی اجڑ جاتی ہے۔
(حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ)

۳۰۔ درویش کو لازم ہے کہ وہ بادشاہ کی ملاقات کو سانپ اور اژدہے کی ملاقات کے برابر سمجھے۔ (حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ)

۳۱۔ غافل امراء کاہل فقیر اور جاہل درویشوں کی صحبت سے پرہیز کرنا عبادت ہے۔
(حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ)

۳۲۔ ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد لازم ہو جائے گی۔ (حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

۳۳۔ مستحق سائل خدا تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
(حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

Marfat.com

۳۴۔ مساکین کو ناخوش رکھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ناممکن ہے۔ جو مصیبت تم پر آئے اس کا علاج مساکین کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ (حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

۳۵۔ مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے بسیں گے دوسرے حساب دے گا تو۔

(حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

۳۶۔ امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ۔ (حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

۳۷۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کی رسوائی چاہتا ہے تو اس کو پاک لوگوں پر لعن طعن کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ (مولانا روم رحمہ اللہ)

۳۸۔ آفات نفس میں ایک بڑی آفت لوگوں سے اپنی مدح سننے کا چسکا ہے۔

(مولانا روم رحمہ اللہ)

۳۹۔ جاہل صاحب منصب جو درندگی کرتا ہے وہ سو درندے بھی نہیں کر سکتے۔

(مولانا روم رحمہ اللہ)

۴۰۔ جب احمقوں کے ہاتھ اقتدار آ جاتا ہے تو عاقل خوف سے اپنا سر گودڑیوں ٹیں چھپا لیتے ہیں۔ (مولانا روم رحمہ اللہ)

۴۱۔ بادشاہوں کو وہی شخص نصیحت کر سکتا ہے جس کو نہ سر کا خوف ہو نہ زر کی تمنا۔

(حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ)

۴۲۔ اگر بادشاہ رعیت کے باغ سے ایک سیب توڑے تو اس کے ملازم درخت کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ (حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ)

۴۳۔ اگر وزیر اللہ سے اتنا ہی ڈرتا جتنا بادشاہ سے تو وہ فرشتہ بن جاتا۔

(حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ)

۴۴۔ اگر چڑیاں متحد ہو جائیں تو شیر کی کھال کھینچ سکتی ہیں۔ (حضرت شیخ سعدی)

Marfat.com

ابن خلدون

۴۵۔ شخصیتیں، تاریخ کے مزاج کو بدلنے میں بڑی حد تک موثر ثابت ہوتی ہیں۔

۴۶۔ قومیں مختلف سیاسی کروٹیں بدلتی رہتی ہیں۔

۴۷۔ تین بڑے عوامل انسانی زندگی کی سمتوں کو متعین کرتے ہیں۔ دین، جغرافیائی حالات اور اسباب حیات کی فراوانی۔

۴۸۔ قوموں کی زندگی، موت ان کے خیالات و افکار کی زندگی، موت سے بھی وابستہ ہے۔

۴۹۔ حکومت ایسی ہونی چاہئے کہ ہر فرد یہ محسوس کرے کہ نظم و نسق کو قائم رکھنے اور اس کے عزائم اور منصوبوں کو پروان چڑھانے کی ذمہ داری میں یہ برابر کا شریک ہے۔

۵۰۔ خلافت و ملوکیت میں نفس نظام اور دستور کا فرق نہیں ہے بلکہ ان دونوں میں صرف کردار اور سیرت کا فرق ہے۔

۵۱۔ معاش اور امور مالیہ کے بارے میں خصوصیت سے جب لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ ان کی حفاظت و صیانت (نگہبانی) کا کوئی ذریعہ نہیں رہا تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور مالی جدوجہد اور معاشی تگ و دو رک جاتی ہے۔

۵۲۔ مغلوب قومیں ہمیشہ غالب اقوام کی تقلید کرتی ہیں۔

۵۳۔ کسی بھی ریاست یا سلطنت میں اتنی لچک نہیں ہوتی کہ جس قدر چاہے اسے پھیلائے بلکہ اس کے پھیلاؤ اور توسیع کی ایک حد ہوتی ہے جس کے آگے اس کے اقتدار حکومت کے دائرے بڑھ نہیں پاتے۔

۵۴۔ بادشاہ کے اختیارات ایسے ہونے چاہیں کہ اس پر کوئی عصبیت (طاقت) مسلط نہ ہوتا کہ وہ بغیر کسی خوف کے رعیت کو قابو میں رکھ سکے۔

۵۵۔ ذہنی طور پر بادشاہ کو نہ تو غیر معمولی طور پر ذہین ہونا چاہئے اور نہ نرا غبی کیونکہ جس طرح کند ذہنی سے جمود کا خطرہ ہے اسی طرح تیزئی ذکاوت عوام کے حق میں بہت خطرناک

Marfat.com

ثابت ہوسکتی ہے۔

۵۶۔ کسی حکومت کو عمرانی زندگی دراصل اس سے تعبیر ہے کہ سعی و کوشش کا بازار گرم رہے۔

۵۷۔ تاریخ شاہد ہے کہ جو قومیں قہر و تسلط کے سایہ میں پروان چڑھیں گی اور جور و جبر سہیں گی ان میں اخلاقی برائیاں ضرور پیدا ہونگی۔

۵۸۔ زوال کے تین اسباب ہوتے ہیں۔ ضعف اشراف تشدد افواج اور لہو ولعب (کھیل تماشا)

علامہ اقبال علیہ الرحمہ

۵۹۔ تاریخ کا فیصلہ ہے کہ جن فرسودہ خیالات کو خود کسی قوم نے فرسودہ کر دیا ہو ان کی تجدید پھر اس قوم میں نہیں ہوسکتی۔

۶۰۔ مغرب کی تلوار اس کا علم باطل ہے جب تک اس تلوار کا رعب نہ توڑا جائے گا ہماری داخلی دلیلیں سب بے کار ثابت ہونگی۔

۶۱۔ موت اس وقت وارد ہوتی ہے جب قومیں اپنے اصول زندگی سے منحرف ہو جائیں۔

۶۲۔ یاد رکھو! دنیا کی کوئی قوم اپنا اصول قومیت چھوڑ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔

۶۳۔ قرآن فلسفے اور الٰہیات کی کوئی تصنیف نہیں قرآن کو اس زاویہ نگاہ سے مت پڑھو، قرآن کو اس زاویہ سے پڑھو کہ اللہ سے تیرا کیا رشتہ ہے اور کائنات میں تیرا کیا مقام ہے۔

۶۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام اور ایمان کی تفسیر ہیں۔

۶۵۔ میرے نزدیک خدا کی ہستی پر سب سے بڑی دلیل خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا وجود ہے۔

۶۶۔ مسلمانوں کے لئے اس وقت دو خطرے ہیں ایک جغرافیائی قومیت اور دوسرا وحدت امت کی نفی۔

Marfat.com

۶۷۔ جب کوئی قوم روبہ زوال ہو جاتی ہے تو پھر اصل (مغز سے) بیگانہ ہو جاتی ہے۔

۶۸۔ قوموں کے اخلاق کو خراب کرنے والی چیزوں میں ایک نہایت خطرناک بلکہ مہلک چیز وہ نظریہ ہے جسے فن برائے فن کہتے ہیں۔

۶۹۔ جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنی غلطی پر پشیمان ہوئی۔

۷۰۔ حکومت کا سب سے بڑا فرض افراد کے اخلاق کی حفاظت ہے۔

۷۱۔ حقیقت یہ ہے کہ عہد متوسط کے یورپ کے تمام علوم وفنون کے ماخذ اسلامی علوم ہیں۔

۷۲۔ مسلمانوں کو علم وحکمت میں سب سے پیش پیش ہونا چاہئے۔ ان کا علمی ورثہ بڑا عظیم اور قابل فخر ہے۔

۷۳۔ قومیں فنا نہیں ہوتیں بلکہ آئندہ نسلوں کی صورت میں اپنا قائم مقام پیش کر دیتی ہیں۔

۷۴۔ آزادانہ سیاسی راہ عمل اختیار کرنا صرف انہی لوگوں کے لئے ممکن ہے جو باادب ہوں اور اپنی قوت ارادی ایک مخصوص مرکز پر مرتکز کر سکیں۔

۷۵۔ کسی قوم کی روحانی صحت کا انحصار اس امر پر موقوف ہے کہ اس کے شاعروں اور فنکاروں کو کس قسم کی آمد ہوتی ہے۔

۷۶۔ طلوع آفتاب کا نظارہ ایک دردمند دل کے لئے تلاوت کا حکم رکھتا ہے۔

۷۷۔ مسلمانوں کے لئے ایسے نظام تعلیم کی ضرورت ہے جو ان کی معاشرتی اور تاریخی روایات کو زندہ رکھے اور ان میں خالصاً اسلامی اقتدار پیدا کرے۔

۷۸۔ حکومت خواہ جس قسم کی ہو وہ ہر صورت قومی کردار کے متعین کرنے والے عوامل سے ہے۔ سیاسی اقتدار کا زوال قومی کردار کے حق میں بھی تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ مسلمانان ہند اپنے سیاسی زوال کے ساتھ ہی بڑی سرعت سے اخلاقی انحطاط میں مبتلا ہو گئے۔

Marfat.com

۷۹۔قومیں ،شاعروں کے دلوں میں جنم لیتی ہیں لیکن سیاستدانوں کے ہاتھوں نشوونما پاتی اور مرجاتی ہیں۔

۸۰۔بعض مغربی خیالات ایک نامحسوس زہر کی طرح ہمارے دماغوں میں سرایت کر گئے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مذہب کو سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔

۸۱۔ عقیدہ ختم نبوت ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن بات یہ ہے کہ (فلاں) فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔

۸۲۔وہ زندگی موت ہے جس میں انقلاب نہ ہو۔قومیں کشمکش انقلاب سے ہی زندہ رہتی ہیں۔

۸۳۔مسلمان عورتوں کے لئے بہترین اسوہ حضرت فاطمہ الزہرہؓ ہیں۔عورت کو اپنی انتہائی عظمت تک پہنچنے کے لئے حضرت فاطمہؓ کا نمونہ بہترین ہے۔

۸۴۔جب شاعر کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں تو دنیا کی بند ہوتی ہیں اور جب شاعر کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی ہیں تو دنیا کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

زندگی بھر سب کو میں تنہا لگا
مر گیا تو پھر میرا میلا لگا

(منیر نیازی)

۸۵۔زندگی کے جس چاک کو عقل نہیں سی سکتی ،محبت اسے اپنی تار اور سوئی کے بغیر سی لیتی ہے۔

۸۶۔ہزار کتب خانہ ایک طرف اور باپ کی نگاہ ملتفت ایک طرف۔

۸۷۔میرے نزدیک اقوام کی زندگی میں قدیم ایک ایسا ہی ضروری عنصر ہے جیسا کہ جدید، بلکہ میرا امیلان قدیم کی طرف ہے۔

۸۸۔مایوسی ہماری بصارت اور سماعت کو مفلوج کر دیتی ہے۔(خلیل جبران)

Marfat.com

۸۹۔ افسوس ہے اس قوم پر جو اس وقت بغاوت کرتی ہے جب پھانسی کا پھندا ان کے گلے میں کس دیا جاتا ہے۔ (خلیل جبران)

۹۰۔ اللہ تعالیٰ جب کوئی مملکت بنانا پسند کرتے ہیں تو اس کے قیام کے لئے جواں مرد پیدا فرما دیا کرتے ہیں۔ (حضرت ہاشمؒ)

۹۱۔ خزانوں سے ملکی مصارف کے لئے جو کچھ لیا جائے وہ حد اعتدال سے کبھی بڑھنے نہ پائے۔ (نوشیروان ایران)

۹۲۔ ملک کی سلامتی و استحکام لشکر سے ہے۔ لشکر کا استحکام مال سے ہے۔ مال کی فراہمی خراج پر منحصر ہے۔ خراج کی بنیاد مملکت کی تعمیر ہے۔ تعمیر مملکت کا انحصار اور اس سلسلے میں سب سے اہم چیز جو تمام چیزوں کی راس ہے۔ وہ بادشاہ کا اپنی ذات و اقتدار کا احتساب ہے اور اسکی تادیب تاکہ دونوں قابو میں رہیں نہ یہ کہ وہ خود ان کے قابو میں آ جائے۔ (نوشیروان ایران)

۹۳۔ بادشاہ کا عدل وانصاف دنیا بھر کے سرسبز ہونے سے زیادہ مفید ہے۔
(نوشیروان ایران)

۹۴۔ مذہب کے بغیر حکمران ایک جابر اور ظالم حکمران ہے۔ (اردشیر)

۹۵۔ سیاست دان مذمت کریں یا تحسین، دولت رہے یا چلی جائے، موت چاہیے آج آ جائے یا کل، لیکن حوصلہ مند لوگ انصاف کے راستے سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے۔ (برتری ہری)

۹۶۔ عدالت، ہدایت کا مقام نہیں سزا کی جگہ ہے۔ (سقراط)

۹۷۔ نافرمان بیٹے کا وجود سانپ کے زہر سے زیادہ مہلک ہوتا ہے۔ (شیکسپیئر)

۹۸۔ وہ حکومت جو عوام کی ہو، جسے عوام ہی چلائیں اور جو عوام ہی کی بہبود کے لئے ہو روئے زمین سے کبھی نابود نہیں ہوگی۔ (ابراہام لنکن)

۹۹۔ کلام اقبال ایک جنرل سٹور ہے جہاں سے قارئین کو ضرورت کی ہر ایک شے

Marfat.com

دستیاب ہو سکتی ہے۔ (ذوالفقار علی بھٹو)

۱۰۰۔ بادشاہ اپنے سائے سے بھی ڈرتا ہے۔ (اورنگ زیب عالمگیر)

۱۰۱۔ ہر لکھنے والا ایک روز قبر میں خاک ہو جائے گا مگر اس کی تحریر ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس لئے لازم ہے کہ ایسی چیزوں کے سوا جن کے لکھنے سے حشر کے روز مسرت و انبساط حاصل ہو اور کچھ نہ لکھا جائے۔ (حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ)

Marfat.com

باب دہم

اصطلاحات (TERMINOLOGIES) کی توضیحات

آئزن ہارو نظریہ The Eisen Hower Doctrine

1958ء میں امریکہ کے صدر آئزن ہاور نے ایک پالیسی بیان میں مشرق وسطیٰ کے ممالک سے کہا کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں ہر اس ملک کو امداد دینے کو تیار ہے جسے کمیونزم سے خطرہ ہو۔ مشرق وسطیٰ (Middle East) کسی ایک ملک کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ اصطلاح اپنے جدید وسیع معنوں میں مصر سوڈان، اری ٹیریا، حبشہ، صومالی لینڈ، سعودی عرب، یمن، خلیج فارس، فلسطین، مشرق اردن، شام، لبنان، عراق اور ایران کے ممالک کے لئے مجموعی طور پر استعمال ہوتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے قبل یہ علاقے مشرق قریب "Near East" کہلاتے تھے۔

اعلان بالفور The Balfour Declaration

نومبر 1917ء کو برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر بالفور نے برطانیہ میں مقیم یہودیوں کی فیڈریشن کے چیئرمین لارڈ راتھس چائلڈ کے نام ایک خط بھیجا جس کا متعلقہ متن یہ تھا۔ "ملک معظم کی حکومت فلسطین میں، یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کے قیام کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتی ہے اور اس مقصد کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کرے گی۔ نیز ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جائے گا جس سے فلسطین میں موجود غیر یہودی قوموں (مسلم اور مسیحی عربوں) کے شہری یا مذہبی حقوق یا کسی دوسرے ملک میں مقیم یہودیوں کے حقوق اور سیاسی حیثیت پر زد پڑتی ہو۔ یہی مکتوب اعلان بالفور کے نام سے مشہور ہوا۔

اسرائیل (Israel) (قدیم ریاست)

حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور

Marfat.com

ہوئی، اسرائیل کا لغوی معنی ہیں۔ ''اللہ کا منتخب بندہ'' یہ لقب حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا۔ آپ علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان کے چوتھے بیٹے کا نام یہودہ تھا۔ بنو اسرائیل کی جو شاخ یہودا کی اولاد تھی وہ یہود کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہودہ کے لغوی معنی ہیں خدا کی تعریف کرو۔ یہوداز رد درنگ کے کپڑے کو بھی کہتے ہیں جو یہودی لوگ امتیاز کی خاطر اپنے لباس پر سی لیتے ہیں۔

اسرائیل (جدید ریاست)

فلسطین کا وہ حصہ جو بحیرہ روم کے کنارے یہودیوں کی مستقل حکومت قائم کرنے کے لئے اعلان بالفور کی رو سے 14 مئی 1948ء سے جبراً الگ کر ڈالا گیا۔ بیشتر مسلم ممالک نے اسے تسلیم نہیں کیا 1948ء میں یہودیوں نے برطانیہ اور امریکہ سے ساز باز کر کے اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا۔ 5 جون 1967ء کو اسرائیل اور عرب ملکوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اسرائیل کو فتح ہوئی۔ تاہم 6 اکتوبر 1973ء کے عربوں کے حملے سے اسرائیل کو بوکھلا اٹھا۔ بالآخر 18 مئی 1978ء کو کیمپ ڈیوڈ میں مصر اور اسرائیل کے سربراہوں کے درمیان بعض شرائط پر معاہدہ ہوا۔ مگر اسرائیل اور مسلم ممالک میں کبھی بھی صلح قائم نہیں رہ سکتی۔ چونکہ اللہ پاک کا حکم ہے کہ یہودی مسلمانوں سے کبھی بھی راضی نہیں رہ سکتے۔

اولوا الالباب

صاحبان عقل خرد شعور والے

اولوا الابصار

صاحب بصیرت، دانا، سمجھ دار لوگ

اولوا العزم

بہادر، عالی حوصلہ، صاحبان عزم وارادہ

اولوا الامر

صاحبان حکم، بااختیار لوگ

Marfat.com

بیت اللحم

بیت اللحم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مقام ہے۔ یروشلم سے 9 میل کے فاصلہ پر کوہ سراۃ کے ٹیکے کے پاس ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام وضع حمل کے وقت بنی اسرائیل کی بہتان تراشی کے خوف سے وہاں چلی گئی تھیں۔ پہلے اس جگہ ایک غار تھا لیکن اب اس جگہ گرجا بنا دیا گیا ہے۔ اس جگہ کھجور کے وہ درخت بھی موجود ہیں جن کو ہلا کر حضرت مریم علیہا السلام نے خوشوں سے اپنی بھوک دور کی تھی۔ وضع حمل کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک نہر بھی جاری کردی تھی جس کے آثار ابھی تک موجود ہیں۔

بیت المقدس

فلسطین کا مشہور شہر اور دارالحکومت ہے اس کا عبرانی نام یروشلم (Jerusalem) ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ معبد (ہیکل سلیمانی) بھی ہے۔ جو بنی اسرائیل کے نبیوں کا قبلہ تھا۔ مسلمان بھی تبدیلی قبلہ کے وقت تک اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اسی شہر سے بنی اسرائیل کی تمام تاریخ وابستہ ہے۔ یہی شہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مقام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذی الحجہ 15 میں رومیوں سے فتح کیا تھا۔ اور اہل شہر کی خواہش کے مطابق خود وہاں تشریف لے گئے۔

بنواسرائیل، بنو یہود

بنو اسرائیل اور بنو یہود کو قرآن حکیم نے بنو اسرائیل کے علاوہ یہود کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ حضرت یعقوب اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر تشریف لے گئے وہاں انکی اولاد خوب پھیلی پھولی جو بنو اسرائیل یعنی اسرائیل کی اولاد کہلوائی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد نبو اسرائیل بھی یہود کہلوانے لگے۔ لہٰذا بنو اسرائیل اور یہود آج کل ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں۔

Marfat.com

فلستی (Philistines)

فلستی ہی وہ لوگ ہیں جن کے نام پر (ارض مقدس) کو فلسطین کہا گیا ہے۔ 1080 (ق م) کے قریب ان لوگوں نے ارض مقدس کے جنوبی حصہ کو چھین لیا تھا۔ جسے اس وقت کنعان (Canaan) کہتے تھے۔ فلسطین بحیرہ روم کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اس سر زمین کو یہودی، عیسائی اور مسلمان سب ارض مقدس خیال کرتے ہیں۔ فلسطین، فلستی "Philistines" سے مشتق ہے۔ اس ارض مقدس نے عروج و زوال کی بڑی داستانیں رقم کی ہیں۔ 1862ء میں ایک جرمن یہودی (Robbikalis Cher) نے فلسطین کو یہودی ریاست بنانے کا نظریہ پیش کیا۔ 1917ء میں انگریزوں نے یہاں فوجی حکومت قائم کی اور 1920ء میں فوجی حکومت ختم کر کے عام حکومت کا سلسلہ شروع کیا۔ انگریزوں ہی کے دور حکومت (1920-1939) یہاں یہودیوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ امریکہ اور برطانیہ نے ان کی پشت پناہی کی۔ آخر 1947ء میں یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش کیا گیا جس نے تقسیم فلسطین کی تجویز پیش کی۔ آخر کار 15 مئی 1948ء کو فلسطین دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا جس میں سے ایک حصہ کا نام اسرائیل رکھا گیا۔ جنگ عظیم سے پیشتر ان لوگوں کی تعداد کل دنیا میں ڈیڑھ کروڑ کے قریب تھی لیکن جنگ کے اوائل میں ان کے 60 لاکھ کے قریب افراد نازی جرمنوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ 50 لاکھ کے قریب امریکہ میں بستے تھے اور ایک کروڑ کے قریب یورپ میں، جن میں سے 6 لاکھ جرمنوں نے موت کے گھاٹ اتار دیئے یہ لوگ بہت متمول اور بارسوخ ہیں اور موجودہ زمانے میں سیاسی مقاصد کی بنا پر ان سے ہمدردی کرنے میں امریکی اور انگریز بہت دلچسپی دکھا رہے ہیں، اس ہمدردی کے طور پر ان لوگوں کو ان کے قدیم وطن فلسطین میں آباد کر دیا گیا۔ شروع شروع میں صرف 5 لاکھ چھ ہزار یہودی یہاں آباد کئے گئے۔ لیکن اب ان کی آبادی 18 لاکھ تک پہنچ گئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے اس 8 لاکھ آبادی کو جگہ دینے کیلئے لاکھوں عربوں کو بلا قصور خانماں برباد کر دیا گیا ہے۔ (یہ اعداد شمار سال 1962ء سے متعلق ہیں)

Marfat.com

جنگ عظیم اول

پہلی عالمگیر جنگ World War-I (1914ء تا 1918ء) جس میں دو بڑے محاذ آرا فریقوں میں سے ایک طرف جرمنی، آسٹریلیا، ہنگری اور ترکی کی مرکزی طاقتیں تھیں، تو دوسری طرف برطانیہ عظمٰی، فرانس، بلجیم، روس اور امریکہ تھے۔ یہ جنگ بنیادی طور پر یورپ ہی میں لڑی گئی (مخفف W.W.-I)

جنگ عظیم دوم

یہ جنگ ستمبر 1939ء سے جولائی 1945ء تک لڑی گئی اس کے بڑے محاذ آراء ایک طرف محوری طاقتیں تھیں جن میں جرمنی، اٹلی اور جاپان شامل تھے۔ دوسری طرف برطانیہ عظمٰی، فرانس، اشتراکی روس اور ریاستہائے متحدہ امریکہ پر مشتمل اتحادی تھے۔ اس کا انجام جرمنی اور جاپان کے ہتھیار ڈالنے پر ہوا۔ (مخفف W.W-II)

دہشت گرد

(دہ۔شت) ڈر، خوف خطرہ، دہشت انگیز (ڈراؤنا، خوف ناک، بھیانک)، دہشت پسند (خوف و ہراس پھیلا کر حکومت تبدیل کرنے والا) دہشت زدہ (خوف کا مارا، ڈرا ہوا) دہشت گردی (خوف و ہراس پھیلانا) دہشت گرد (خوف و ہراس پھیلانے والا) اس اصطلاح کا آج عام استعمال ہو رہا ہے۔ انگریزی میں اسے Terrorism, Terror, Terrorize, Terrorist کہتے ہیں۔ ان سب کے معنی تقریباً ایک جیسے ہی ہیں۔

The method of governing, or of opposing a Govt. by trying to arouse fear)(One who Governs. or opposes a government by violent means)(fill with terror by threats or cruelty)

چونکہ عالمی سطح پر ابھی تک دہشت گردی کی کوئی متفقہ تعریف سامنے نہیں آئی۔ ہر ملک اس کے معنے اپنے اپنے معروضی حالات کے پیش نظر کر رہا ہے۔ یو۔ایس۔اے کی وزارت

Marfat.com

داخلہ نے اس موضوع پر شائع کردہ اپنی رپورٹ میں دہشت گردی کی تعریف یوں کی ہے۔

"The Term terrorism means premeditated (pre-planned) policy motivated violence perpetuated against non-combatant targets by subenatinal or clandestine/done in a secret or guilty way) agents unhappy intended to influence an audience."

یہود و نصاری کی یہ تعریف ان کی اپنی وضع کردہ ہے جو کہ انکے عزائم سے مطابقت رکھتی ہے۔ اسلامی نکتہ نگاہ سے کوئی بھی مسلمان مجاہد دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔

خلیج فارس

خلیج فارس تجارتی نقطہ نظر سے دنیا کے اہم ترین آبی علاقوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا عرض تقریباً ڈیڑھ سو میل ہے۔ اور یہ ایران، عراق اور بعض عرب ریاستوں کو بحیرہ ہند سے ملاتی ہے۔ خلیج فارس کے ساحل پر دو مشہور ایرانی بندرگاہیں خرم شہر اور بندر شاہ پور واقع ہیں۔ عراق کی مشہور بندرگاہ بصرہ بھی خلیج فارس کے کنارے پر ہی واقع ہے۔ سعودی عرب کے خام تیل کا معتد بہ حصہ بھی خلیج فارس ہی کی ایک بندرگاہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کویت، قطر اور بحرین کی ریاستیں بھی خلیج فارس کے علاقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں کویت خلیج فارس کے شمال مغربی کنارے پر آباد ہے۔ تیل کی وجہ سے ان ریاستوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ بحرین موتیوں کی تجارت کا بھی مرکز ہے۔ یہاں خلیج فارس سے موتی نکالے جاتے ہیں۔ موتیوں کا کاروبار سال میں چھ مہینے ہوتا ہے اور اس دوران میں مختلف ممالک سے موتیوں کے تاجر بحرین جا پہنچے ہیں۔

دیوار گریہ (Wailing Wall)

بیت المقدس کی اس دیوار کو کہتے ہیں جس کے نیچے بیٹھ کر یہودی روتے ہیں یہ بھی اقصیٰ کی غربی دیوار ہے اور ہیکل سلیمانی کا ایک حصہ ہے۔ ہر جمعہ کی دوپہر تک اور ہفتہ کی شام تک یہودی اس کے نیچے بیٹھ کر خوب آہ وزاری کرتے ہیں اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ جب

Marfat.com

بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ برباد کیا تو ہزار ہا یہودیوں کا قتل عام کیا تھا اور ایک لاکھ سے زیادہ یہودیوں کو غلام بنا کر بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتا ہوا اپنے ساتھ بابل لے گیا تھا۔ اسی واقعہ کو یاد کر کے آج تک یہودی قوم اظہار غم کے لئے گریہ وزاری کرتی ہے۔

کیمپ ڈیوڈ (Camp Davad)

اس کیمپ کا نام آج کل ہر طرح کے میڈیا سے بکثرت سنا جا رہا ہے۔ یہ کیمپ ہے کیا چیز اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ قارئین شاید اس سے بخوبی واقف نہ ہوں، کیمپ ڈیوڈ کا قیام وائٹ ہاؤس سے 70 میل دور میری لینڈ کی کیٹوکٹن پہاڑوں میں صدر کی استراحت اور تفریحی مقام کے طور پر 1942ء میں عمل میں آیا۔ صدر روزویلٹ نے اسے شنگریلا کا نام دیا تھا۔ 1953ء میں صدر آئزن ہوور نے اپنے پوتے کے اعزاز میں اس کا نام تبدیل کر کے کیمپ ڈیوڈ رکھ دیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں امریکی صدر خاص مہمانوں ہی کو مدعو کرتے ہیں، دوسری جنگ عظیم کے دوران روزویلٹ اور چرچل کی ملاقات ہوئی۔ آئزن ہوور اور خروشیف کی ملاقاتیں، صدر جمی کارٹر نے مشرق وسطیٰ کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں جس کے نتیجہ میں اسرائیل اور مصر کے درمیان کیمپ ڈیوڈ کا معاہدہ طے پایا اب تک آخری مہمان پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف ہیں۔

روڈ میپ (Road Map)

روڈ بمعنی راہ، سڑک اور میپ یعنی خاکہ، نقشہ، مجازاً کوئی ایسا عمل یا تجربہ جو انسان کی قسمت میں تبدیلی لے آئے۔ "The road to happiness" آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا۔ پوری زمین یا اس کے کسی حصے کا ترمیمی چربہ یا نقشہ تیار کرنا۔ آج کل یہود ونصاریٰ اسی ''ٹرم'' کے ذریعے مسلمان حکمرانوں کو اپنے جال میں پھنسا رہے ہیں۔

سقوط بغداد (Fall of Baghdad)

پہلی مرتبہ 10 فروری 1258ء میں ہلاکو خان نے تباہی مچائی۔ 20 لاکھ افراد مارے گئے۔ انسانی کھوپڑیوں کے مینار بنے۔ دجلہ کا پانی سرخ ہو گیا۔ دوسری مرتبہ 11 مارچ

Marfat.com

1917ء کو برطانوی جرنیل اسٹینلے ماڈ (Maud) نے بغداد کو روند ڈالا۔ تیسری مرتبہ 19 اپریل 2003ء کو امریکی جرنیل مسٹر ٹونی فرنیکس نے پورے ملک عراق جس کا دارالسلطنت بغداد ہے غاصبانہ قبضہ جما لیا۔ عالم اسلام کے لئے مقام عبرت ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ جو پہلے حادثہ بغداد کے وقت زندہ تھے۔ مستعصم باللہ کا ایک نہایت دردناک مرثیہ لکھا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

۱۔ آسماں راحق بود گرخوں ببارد برزمیں
برزوال ملک مستعصم امیر المومنین

۲۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! گر قیامت رابرآری سرزخاک
سربر آرداین قیامت درمیان خلق بیں

۳۔ زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار
درخیال کس نگشتی کانچناں گردو دچنیں

۴۔ دجلہ خوں ناب است زیں پس گرنہد سردرنشیب
خاک نخلستان بطحارا کند با خون عجیں

سیل عرم

سیل عرم سے مراد اس سیلاب عظیم سے ہے جو قوم سبا پر عذاب الٰہی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ اور اس سے ساری قوم تباہ و برباد ہوگئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ملکہ سباء اور اس کی قوم پہلے آفتاب پرست تھی، ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا اور صدیوں تک اس قوم نے امانت الٰہی کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمتوں کی بارش کی ان کے علاقے سرسبز کھیتوں، خوشبودار درختوں، عمدہ میوؤں اور پھلوں سے شاداب باغات سے پر ہو گئے۔ سبا نے یمن کے بہت سے حصوں میں بند آب بنائے جن میں ''سد مارب'' بہت مشہور تھا۔ ان نعمتوں کا شکر ادا

Marfat.com

کرنے کے بجائے جب ان لوگوں نے بنی اسرائیل کی مانند ناشکری کی اور دین حق کو خیر باد کہہ کر کفر و شرک کی سابق زندگی کو اپنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً گرفت نہ کی بلکہ ان کے پاس یکے بعد دیگرے تیرہ نبیوں کو ہدایت کے لئے بھیجا۔ اس پر بھی وہ کفر و شرک کی بدمستیوں میں مبتلا رہے اور انہوں نے کفران نعمت کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کرنا شروع کر دیئے۔ پہلا عذاب ''سیل عرم'' کی صورت میں تھا۔ سد مارب کا بند جس پر ان لوگوں کو ناز تھا۔ اور جس کی وجہ سے ان کا وطن گلزار بنا ہوا تھا۔ خدا کے حکم سے ٹوٹ گیا پانی کا ایک زبردست سیلاب یمن کی بستیوں میں پھیل گیا۔ اس سیلاب نے قوم سبا کو اس طرح تباہ برباد کیا کہ ان کی ساری کھیتیاں اور باغات اجڑ گئے۔ اور وہ خود کو بھی سیلاب عظیم سے نہ بچا سکے۔ اس طرح قوم سبا خدا کی نافرمانی کرنے پر ''سیل عرم'' سے تباہ برباد ہوئی۔

صحیفۂ مدینہ

آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں، یہودیوں اور انصار میں ایک معاہدہ لکھوایا جس کو دونوں فریق نے منظور کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

1- خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا، اب بھی قائم رہے گا۔

2- یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

3- یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

4- یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی، تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

5- کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔

6- مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق شریک یکدگر ہوں گے۔

7- کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح ہوگا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

Marfat.com

8-مدینہ میں کشت وخون سب قوموں پر حرام ہوگا۔

9-اگر دونوں قوموں میں کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو حضرت رسول اکرم ﷺ کا فیصلہ دونوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

صیہونیت (Zionism)

ایک تحریک جس کا مقصد فلسطین میں یہودیوں کے قومی وطن کا قیام تھا۔ یہ تحریک وسطی یورپ سے اٹھی مگر اس کی عملی امداد زیادہ تر امریکی اور یورپی یہودیوں نے کی۔ انیسویں صدی کے دوران میں اسلام دشمن تحریکیں یہودیوں کی اس تحریک کے لئے بہت ممد اور معاون ثابت ہوئیں۔ بہر حال بہت سے یورپی یہودیوں کے نزدیک یہ تحریک جس کی اساس یہودی قومیت کے نظریہ پر تھی لغو اور بے معنی تھی۔ صیہونیت کی پہلی کانگرس سوئٹرزلینڈ میں باسیل کے مقام پر 1897ء میں منعقد ہوئی۔ 1917ء میں انگریزوں نے بھی اعلان بالفور کی رو سے یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کی تائید کی اور پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر در پردہ فلسطین میں ان کو آباد کرنے میں مدد دینے لگے۔ اس صورت حال سے عربوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا اور وہ یہودیوں کی اس تحریک کی سخت مخالفت کرنے لگے۔ 1930ء میں انگریزوں نے ایک فلسطینی کمیشن مقرر کیا جس کی سفارشات کی بناء پر فلسطین میں یہودیوں کے مزید داخلے پر کچھ پابندیاں عاید کر دی گئیں۔ مگر اس کے باوجود وہ فلسطین میں زیادہ تعداد میں آباد ہوتے رہے۔ اور پھر دوسری عالمگیر کے دوران میں نازی مظالم کی بناء پر ان کی بہت بڑی تعداد نے فلسطین میں پناہ لی۔ امریکہ کے صیہونی ادارے بہت متمول اور با اثر ہیں ان کے زیر اثر اور انگریزوں کی خفیہ امداد سے انہوں نے اسلامی ممالک کی مخالفت کے باوجود فلسطین کے کچھ حصے میں اپنی حکومت اسرائیل کے نام سے قائم کر لی ہے گو عرب ممالک اور چند دیگر اسلامی ملکوں نے اس حکومت کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔

عیسائی (jesus)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو جو انجیل اور تثلیث کے قائل ہیں، یہ لوگ تمام

Marfat.com

پیغمبروں میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معصوم مانتے ہیں اور ان کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ دوسرے پیغمبروں کے بارے میں ان کے خیالات بہت غلط اور ناخوشگوار ہیں۔ مثلاً وہ کسی کو زنا اور کسی کو دوسرے معاصی کا مرتکب بتاتے ہیں۔ برخلاف اس کے اسلام خدائے واحد کی پرستش کا حکم دیتا ہے اور تمام پیغمبروں کو برگزیدہ بتاتا ہے۔ عیسائیوں میں دو بڑے فرقے ہیں ایک کیتھولک جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا اسلام، فرشتوں اور ولیوں کی مورتیوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور رہبانیت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور دوسرے پراٹسٹینٹ (protestant) جو ان رسوم کے قائل نہیں۔ اسلام نے ان کو اہل کتاب کہا ہے اور بجائے کافر کے مشرک گردانا ہے۔ فقہ میں ان کی عورتوں سے نکاح اور خود ان کے ساتھ کھانا پینا جائز خیال کیا جاتا ہے۔

عیسائیت (نصرانیت)(christianity)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت جس مذہب کی پیروی کرتی ہے اسے عیسائیت کہا جاتا ہے، اس مذہب کا سب سے اہم عقیدہ تثلیث یعنی باپ، بیٹا روح القدس یا خدا حضرت مسیح علیہ السلام اور روح الامین (حضرت جبرائیل علیہ السلام) پر ایمان رکھنا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعی صلیب دیدی تھی جس کے بعد تین دن تک ان کی لاش قبر میں رہی اور چوتھے دن وہ مع جسم کے آسمان پر چلے گئے تھے اور خدا کے داہنے بازو پر جا بیٹھے۔ تیسرا اعتقاد ان کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے اپنے خون سے تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ ان کی چار مقدس کتابیں ہیں (1) متی (2) مرقس (3) لوقا اور (4) یوحنا کی انجیلیں ہیں جن کو جمہور اہل اسلام کے نقطہ نظر سے تحریف وترمیم کر دیا گیا ہے اس لیے گو اہل اسلام انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی موجودہ انجیل کو اصل انجیل تسلیم نہیں کرتے۔

عالمی طاقت (world power)

ریاست ادارہ یا شراکت جو اتنی بااختیار ہو کہ پوری دنیا اس کے دائرہ اثر میں

Marfat.com

آ جائے۔ (world power) یعنی اتنی اہمیت اور نتائج کا حامل کہ اس سے تمام دنیا پر اثر پڑے۔

قبط (copts)

قدیم مصریوں کی عیسائی اولاد مصر میں ان کی خاصی تعداد موجود ہے جو اب عربی بولتے ہیں اپنی قدیم زبان فراموش کر چکے ہیں۔

قرن

جگ، دس، بارہ، تیس، اسی یا یک صد بیس برس کا زمانہ۔ جمع قرون۔

قرن اول

کنایتا حضور نبی اکرم ﷺ خلفائے راشدین کا زمانہ۔

قرن اولی

اسلام کا ابتدائی دور

قرونِ وسطیٰ

درمیانی صدیاں چھٹی صدی سے لے کر پندرھویں صدی عیسوی تک۔

کنعان (CAN AAN)

''ک'' پر زبر ہو تو اس سے مراد وہ نام ہے جس سے انجیل میں فلسطین کی سرزمین موسوم کی گئی ہے۔ ابتدا کنعان سے صرف وہ حصہ ملک مراد تھا جو اب دریائے اردن کے مغرب میں واقع ہے۔ کنعان کا لفظ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے بھی منسوب ہے۔ یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کا وطن اگر ک کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے مراد نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کا نام ہے۔ جو کفار کے ساتھ ہی غرق ہو گیا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ وہاں نام نہیں لیا گیا۔ مگر اس کے برعکس قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعالمین (حصہ دوم) میں لکھا ہے کہ نوح علیہ السلام کے چار بیٹے سام، حام، یافث اور یام تھے۔ یام نافرمانی کی وجہ سے غرق طوفان ہوا تھا۔ حام کے چار

Marfat.com

بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام مصر اور دوسرے کا کنعان تھا۔ جنہوں نے مصر اور کنعان بسائے تھے۔ (واللہ اعلم)

گلوب Globally, Global, Globe

کروی، ڈھیلد، کرۂ ارض، عالمگیر، ہمہ ارضی، زمین سے متعلق۔

عالمگیری اندازے

گلوبل انٹرنیشنل (Global International)

فرانس، روس اور جرمنی، گلوبلائزیشن ان کی پالیسیوں کے خلاف صنعتی ترقی یافتہ ملکوں کی گلوبلائزیشن پالیسی۔ غریب اور پسماندہ ممالک کے عوام کو بے دست و پا کر کے لوٹ مار کرنے کے طریقے وضع کئے جاتے ہیں۔ عراق پر عالمی ادارے کو نظر انداز کرتے ہوئے امریکی حملے کی مخالفت کرنے والے تین بڑے ممالک روس، فرانس اور جرمنی نے پھر سے امریکہ کی قیادت منظور کر لی ہے۔ آئندہ بھی سخت گیرانہ کارروائیاں بلا روک ٹوک جاری رہنے کے آثار ہیں زیادہ تر مسلم ممالک ہی زیر عتاب آئیں گے۔

مجمع البحرین

سورۃ الکہف (18) آیت 60 کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں۔ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ یا سنگم تو لفظی ترجمہ ہے۔ مگر وہ کون سے دو دریا یا سمندر ہیں؟ ان کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک فارس اور روم کے دریاؤں کا سنگم ہے۔ (2) طنجہ (3) افریقہ اور اندلسی مفسرین نے تو اندلسی دریا مراد لئے ہیں۔ بعض فضلاء نے، وہ جگہ مراد لی ہے جہاں دریائے نیل کی دو شاخیں، بحر ابیض اور بحر ازرق آ کر ملتی ہیں۔ بہر حال مجمع البحرین کوئی سے دو دریاؤں کے سنگم کا نام ہو، قرآن کریم نے جس مقصد کے لئے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اس کا سمجھنا اس پر موقوف نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم ص 39) i بحر الروم) یورپ

Marfat.com

ایشیاء اور افریقہ کے درمیان کا سمندر) ii بحر المحیط (پانچ براعظموں کو گھیرانے والا سمندر)

iii بحر اطلانتک (جو سمندر یورپ، افریقہ اور امریکہ کے درمیان ہے)

مسجد اقصیٰ (قبلہ اول)

مسجد اقصیٰ بیت المقدس کی قدیم ترین مسجد ہے جس کی شہرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہوئی ہے۔ مکہ معظمہ سے سب سے زیادہ فاصلہ پر یہی مسجد تھی۔ اس لئے اس کا نام ''مسجد اقصیٰ'' مشہور ہو گیا کیونکہ اقصیٰ کے معنیٰ ''انتہا'' کے ہیں اس مسجد کی بنیاد حضرت داؤد نے رکھی تھی۔ اور جب ان کے زمانہ میں بھی اس کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی تو وہ اپنے بیٹے اور ہونے والے بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت کر گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت نشین ہوتے ہی شہر صور (بحر شام سے ملا ہوا ایک قدیم شہر) کے بادشاہ کے سپرد یہ اہتمام کیا کہ وہ مزدوروں کی ایک بڑی جماعت کو کوہ لبنان پر اس غرض سے مقرر کردے کہ وہ لبنان سے صنوبر کی لکڑی کاٹ کاٹ کر دریا کے کنارے جمع کریں۔ بنی اسرائیل کے تیس ہزار افراد اس کام کے لئے متعین ہوئے کہ وہ ان لکڑیوں کو اٹھا کر لائیں۔ لکڑیاں کاٹنے والے مزدوروں کی تعداد ستر ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ 80 ہزار آدمی، دیو اور جن چٹانیں کاٹنے کا کام کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عہد حکومت میں جو شاندار عمارتیں بنوائیں۔ ان میں یہ مسجد اہم مقام رکھتی ہے۔ مسجد کا طول 86 گز اور عرض 60 گز ہے۔ مسجد کی دیواریں 30,30 گز اونچی ہیں۔ جو دس دس گز لانبی اور آٹھ آٹھ گز چوڑی سلوں سے بنی ہوئی ہیں۔ پتھر کی یہ سلیں نہ صرف نادر الوجود ہیں بلکہ ان کی جسامت اور وزن کو دیکھ کر آج بھی عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد کا فرش سبز؛ زرد اور سفید رنگ کے پتھروں کا ہے۔ مسجد کی آرائش میں جا بجا سونے اور جواہرات کا کام کیا ہوا تھا۔ اور ہزاروں طلائی و نقری قندیلیں آویزاں تھیں۔ بخت نصر کے متواتر حملوں اور لوٹ کھسوٹ نے اس مسجد کو بالکل تباہ کر دیا ہے اور اب نادر الوجود سامان اس میں باقی نہیں رہا۔ انگریز مورخوں میں م سے بعض کا خیال یہ ہے کہ اس مسجد کی بنیاد سب سے

Marfat.com

پہلے شہنشاہ جسٹینین نے رکھی تھی۔ اور اسے کنواری مریم سے نامزد کیا تھا۔ لیکن ان کا خیال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں بھی اس کے متعلق تفصیلات موجود ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر و مرمت کا کام پانچویں چھٹی صدی ہجری میں ہوا تھا۔ جس میں سلطان صلاح الدین ایوبی کا بڑا حصہ ہے۔ مسجد اقصیٰ پر پہلے بنی اسرائیل کا قبضہ تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اس کی تولیت آپ کے سپرد ہوئی۔ مسلمانوں کا قبلہ بھی پہلے یہی مسجد تھی۔ آنحضرت ﷺ جب معراج کو تشریف لے گئے تو آپ مسجد حرام سے پہلے مسجد اقصی ہی میں تشریف لائے تھے۔ اور اسی جگہ آپ نے تمام انبیاء کی امامت کرائی۔ دنیائے اسلام، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے بعد مسجد اقصیٰ کو سب سے مقدس اور متبرک سمجھتی ہے۔ مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ہادی برحق رسول اکرم ﷺ کو یہیں سے معراج ہوئی تھی۔ یہ مسجد بیت المقدس میں ہے۔ شہر کا ایک وسیع علاقہ حرم شریف کہلاتا ہے۔ مسجد اقصیٰ، مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری مقدس عمارات اسی علاقے میں ہیں۔ حرم شریف کے جنوب کی دیوار کو یہودی دیوار گریہ کہتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی عمارت 75ھ (693ء) میں عبد المالک بن مردان نے اس کی تعمیر از سر نو کرائی۔ ایک روایت یہ ہے کہ بارہ برس بعد عبد المالک کے بیٹے الولید ابن مالک نے اس کی تعمیر کا اہتمام کیا۔ ممکن ہے تعمیر باپ نے شروع کرائی ہو اور تکمیل بیٹے نے کی ہو۔ بہرطور، یہ طے ہے کہ اس مسجد کی تعمیر پر مصر کی سات سالہ مال گزاری صرف ہوئی۔ مسجد اقصیٰ کا بڑا ہال سات حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کی چھت کو سہارا دینے کیلئے مرمر اور سنگ سرخ کے ستونوں کی قطار شمالاً جنوباً چلی گئی ہے۔ درمیانی حصہ بھی ستونوں پر بنایا گیا ہے۔ اس کی چھت دوسری چھتوں سے اونچی ہے۔ شمال کی جانب گنبد ہے جو ساٹھ فٹ بلند ہے۔ مسجد میں کل 114 ستون ہیں۔ چھت اندر کی طرف سے چوبی ہے۔ اس پر قرآنی آیات کندہ ہیں، اور نہایت خوبصورت کام کیا گیا ہے۔ یہ کام سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1187ء میں کرایا تھا۔ مسجد کی دوبارہ مرمت 1327ء اور 1927ء میں ہوئی۔ مسجد کے جنوب مشرقی حصے میں مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ 32 گز لمبی اور نو گز

Marfat.com

چوڑی ہے۔اس کے اور مسجد اقصیٰ کے درمیان ایک محرابی راستہ ہے۔ بنوامیہ، بنوعباس، بنو فاطمی، سلطان صلاح الدین ایوبی، مملوک اور ترک بادشاہ مسجد اقصیٰ کی تجدید کرتے رہے۔ بنی عباس کے زمانے میں زلزلے سے مسجد کو کافی نقصان پہنچا تھا۔ صلیبی جنگوں کے دوران 1099ء میں جب عیسائی بیت المقدس پر قابض ہوئے، تو الاقصیٰ کے کچھ حصوں کو رہائش گاہ میں بدل دیا گیا۔

1187ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسجد واگزار ہوئی اور اس کی تجدید عمل میں آئی۔ اس مقدس عمارت پر آفات کی یورش رہی۔ موسم کی نیرنگیاں زلزلے، جنگیں، غرض جس طاقت کا بھی بس چلا اس نے اس حسین وجمیل عمارت کو متاثر کیا۔

1952ء میں مسجد کی مرمت کا منصوبہ بنا جو مصری انجینئروں نے مرتب کیا۔ پوری دنیائے اسلام نے مصارف برداشت کرنے کی حامی بھری۔ طے پایا کہ گنبد کا بیرونی حصہ اطالیہ میں تیار ہوگا۔ باقی کام مسلم ممالک کے انجینئر اور کاریگر کریں گے۔ مرمت کا کام دسمبر 1958ء میں شروع ہوا۔ اس وقت مسجد کے گنبد کو 28 ستونوں نے سہارا دے رکھا تھا۔ ان میں سے تین ستون کہنہ ہو چکے تھے کہ انہیں بدلنا پڑا۔ مسجد کے دروازے سلیمان اعظم نے سولھویں صدی میں نصب کئے تھے۔ ان کی عربی طرز کے نئے دروازے بنائے گئے۔ مرمت کا کام ابھی پائیہ تکمیل کو نہ پہنچا تھا کہ عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی۔ اب یہ مسجد یہودیوں کی چیرہ دستیوں کا ہدف ہے۔ اور ان کے قبضے میں ہے۔

خدا تعالیٰ مسجد اقصیٰ کو یہودیوں کے قبضے سے آزاد کرانے کے لئے ساری مسلم امہ کو متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

گلوبلائزیشن اور اسلام (Globalization & Islam)

گلوبلائزیشن ایک عمل ہے جس میں ساری دنیا ایک چھوٹے سے گاؤں کی صورت اختیار کر جاتی ہے جہاں کم ترقی یافتہ گروہ اپنی حالت کو سدھار سکتے ہیں یہ ایک دوطرفہ عمل

Marfat.com

ہے جو ہر گروہ کے لئے ''کچھ لو اور کچھ دو'' کے اصول کو ممکن بنانا ہے جب کہ اس کے برعکس ویسٹرنائزیشن (Westernization) کا عمل بند گلی کی طرف لے جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک علاقہ گلوبائزیشن کے نام پر دوسروں کے علاقوں پر غالب آنے اور انہیں زیر دست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مزید برآں جہاں گلوبلائزیشن کا وقوع مختلف گروہوں کی آزادانہ مرضی سے ہوتا ہے وہاں ویسٹرنائزیشن کا عمل دوسرے علاقوں پر جبراً مسلط کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں اسلام کا کردار کیا ہے؟ اسلام حقیقی مفہوم کے حامل گلوبائزیشن کا مخالف نہیں اور نہ ہی اس جدت کا جسے گلوبائزیشن کی پیداوار سمجھا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمان ویسٹرنائزیشن کو بجا طور پر ایک مسئلہ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ معاشرے کو مغربی رنگ میں رنگنا معیوب ہے لیکن اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا قطعاً ایسا نہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی تو قبول ہے۔ لیکن اسلامی معاشرے کو مغربی اور بے دین ہونے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ اسلامی اقدام و روایات کے ماتحت ہو۔ تاریخی اقدامات اور عصری شہادت پر مبنی اسلام واضح طور پر گلوبائزیشن کو اپنے دامن میں لیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنی اصلی حالت میں ہو اور اس کی بنیاد آزادانہ رائے پر نہ ہو کہ دھونس پر مشتمل مغربی مطالبات پر جو وہ مشرق سے کرتا ہے۔ جب کہ اسلام تو ویسے ہی لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ خیر پر مبنی صلاح اور فلاح کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کی جائے اور شر و خوف کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے۔

ورلڈ ٹریڈنگ آرگنائزیشن (WTO)

یہ ایک بین الاقوامی ''قانون'' ہے۔ جو 2005ء تک ساری دنیا میں لاگو ہوگا۔ اس کے مطابق ساری دنیا ایک واحد مارکیٹ بن جائے گی۔ اور ہر کسی کو ہر جگہ اپنا مال بیچنے کی آزادی ہوگی۔ پاکستان اپنا مال دنیا بھر میں بیچ سکے گا اور دنیا بھر کا مال پاکستان میں بیچا جا سکے گا۔ اس تنظیم سے پاکستان کو کسی فائدے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ ہمارے پاس ہے کیا جسے بین الاقوامی منڈیاں میں بیچ سکیں۔ جب کہ چین، جاپان، ہانگ کانگ،

Marfat.com

تائیوان وغیرہ کو کھلی چھٹی ہوگی۔ تب پاکستان میں اپنی مارکیٹ کا کیا حال ہوگا؟ ایک خبر (روزنامہ ایکسپریس مورخہ 23 اکتوبر 2003ء) کے مطابق ملائیشیاء کے وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد نے کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی طرح ڈبلیو ٹی او (W.T.O) بھی امیر کو امیر اور غریب کو غریب تر بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔

صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ

صلاح الدین کا اصلی نام یوسف تھا۔ اس کا باپ نجم الدین ایوب موصل کے امیر عماد الدین زنگی کے پاس ملازم تھا۔ 1137ء میں یہ بچہ پیدا ہوا جو آگے چل کر صلاح الدین ایوبی کے نام سے نامور ہوا 1146ء میں جب صلاح الدین آٹھ برس کا تھا عماد الدین زنگی اپنے غلاموں کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا چھوٹا لڑکا نور الدین محمود حلف کا امیر بن گیا۔ نجم الدین اور اس کا بھائی شیر کوہ اس کے حامی تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے دمشق فتح کیا تو نور الدین محمود شام کا بادشاہ بن گیا۔ صلاح الدین کے لڑکپن کا زیادہ زمانہ دمشق میں گزرا۔ بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں یورپ کے بعض پادریوں نے صلیبی جنگوں کی بنیاد رکھی اور بے شمار یورپی عیسائیوں کے لشکر شام، وفلسطین میں بھیجے، تا کہ فلسطین اور آس پاس کے علاقے مسلمانوں سے چھین لیں اور بیت المقدس پر قبضہ کرلیں۔ مصر میں فاطمی خلفاء کی حکومت تھی۔ نور الدین محمود نے سوچا کہ مصر میں مورچہ قائم کرنا ضروری ہے تا کہ ادھر سے عیسائی حملہ نہ کرسکیں اور بیت المقدس پر قبضہ آسان ہو جائے۔ چنانچہ اس نے شیر کوہ کو مصر بھیج دیا، جس کے ساتھ اس کا بھیتجا صلاح الدین بھی مصر چلا گیا۔ اس وقت وہ چھبیس سال کا تھا۔ وہاں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوئیں شیر کوہ فوت ہوا تو صلاح الدین اس کی جگہ کار مختار بن گیا۔ خلیفہ بغداد نے صلاح الدین کو شام کا سلطان بنا دیا۔ اس زمانے میں تیسری صلیبی جنگ کے لئے یورپ سے فوجیں آنے لگیں۔ صلاح الدین نے کئی جنگوں میں ان کو شکستیں دیں اور دو اڑھائی برس کے بعد 20 ستمبر 1187ء کو بیت المقدس کے سامنے پہنچ گیا۔ طویل محاصرے کے بعد فتح حاصل ہوئی اور 4 اکتوبر 1187ء کو نوے برس کے بعد

Marfat.com

مسلمانوں کا قبلہ اول پھر ان کے قبضے میں آ گیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس سے یورپ کے عیسائیوں کو سابقہ پڑا سلطان نے عیسائیوں سے اس قدر عدل واحسان رحم وکرم اور دریا دلی کا برتاؤ کیا کہ آج تک تاریخیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ سلطان بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد دمشق چلا گیا۔ 1193ء کے ماہ فروری میں ٹھنڈ لگ جانے کی وجہ سے بیمار ہو گیا اور اسی علالت میں وفات پائی اس وقت سلطان کی عمر 55 برس کی تھی۔

صلیبی جنگیں (Crusades)

Crusade: Means any one of the military expeditions made by the christian kings and peoples of Europe during the Middle Ages to recorver the Holy Land (i.e.Jerusalem and the country round it, where christ lived and died) from the Mohammedans. (The Advanced Learner,s Dictonary of current English by A.S.Horrby etc.Oxford University Press London)

گیارہویں اور تیرھویں صدی کے درمیان مغربی اقوام نے مسلمانوں کے قبضے سے ارض مقدس کو آزاد کرانے کی خاطر آٹھ فوجی مہمیں بھیجیں۔

پہلی جنگ 1096ء سے 1099ء تک رہی جس میں عیسائیوں کو شکست ہوئی اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ عیسائی جاں باز جغرافیہ سے بے بہرہ تھے اور خشکی کے راستے آنے کے باعث ان کی مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ 1097ء سے 1190ء تک سات فوجیں ارض مقدس کو روانہ ہوئیں مگر ان میں سے صرف دو فلسطین پہنچنے میں کامیاب ہو سکیں۔

دوسری جنگ 1147ء سے 1149 تک رہی اور تیسری جنگ 1189ء سے 1191ء تک جس کے دوران میں عیسائی جانبازوں کو پہلی بار کچھ کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے

Marfat.com

قونیہ کے مقام کو فتح بھی کر لیا، جس کے بعد صلاح الدین کے ساتھ ان کا معاہدہ ہوا۔

چوتھی صلیبی جنگ 1201ء سے 1204ء تک پاپائے اعظم کے ایما پر جاری رہی مگر عیسائی فوجیں ہنوز وینس تک پہنچی تھیں کہ انہیں قسطنطنیہ جانا پڑا تا کہ بزیکلی شہنشاہ کا تخت جو اس سے چھن گیا تھا اسے واپس دلائیں۔ شہنشاہ کی وفات پر عیسائیوں نے بالڈدن کو اس کی جگہ تخت نشین کیا۔ شہر کو لوٹا اور اسے پاپائے اعظم Innocent III کی عمل داری کا حصہ قرار دے کر چلتے بنے۔

پانچویں جنگ 1217ء سے 1221ء تک جاری رہی۔ لیکن اس میں بھی مغربی افواج کو ناکامیابی کا سامنا ہوا۔

چھٹی 1228ء سے 1229ء تک، ساتویں 1248ء سے 1254ء تک اور آٹھویں 1270ء میں ہوئی۔ 1291ء میں ٹالمیوں کے زوال کے ساتھ صلیبی جنگیں بھی ترک کر دی گئیں۔

موساد (Masuad) یہودیوں کی خفیہ تنظیم نظریہ وفاق عالم (World Federation)

وہ وفاقی نظام جو تمام دنیا پر محیط ہو۔ بڑے "W" کے ساتھ ایک تحریک جو دوسری جنگ عالمگیر کے فوراً بعد شروع کی گئی تا کہ جملہ اقوام وعالم کے وفاق سے دنیا میں امن بحال کی جائے۔

Zion(N) صیہون

یروشلم کی ایک پہاڑی جس پر حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت گاہ اور محل واقع تھے جو قدیمی یہودی عبادت کا مرکز تھی، خدا کا گھر اور گھرانہ جو پسندیدہ اور منتخب لوگوں پر مشتمل تھا بنی اسرائیل، مذہبی سلسلہ، خدا کا گرجا، عام گرجا، سچے ایمان والوں کا مجمع ہونا آخری مقام آسمان اعلیٰ، بعض عیسائی فرقوں کا گرجا گھر یا عبادت گاہ۔

(قومی انگریزی اردو لغت ایڈیٹر جمیل جالبی)

Marfat.com

Zionism(N) صیہونیت

یہودیوں کی قومی تحریک، جدید زمانہ کا وہ منصوبہ یا تحریک جو فلسطین (سرزمین صیہون) سے یہود کی آبادکاری سے تعلق رکھتا ہے، وہ تحریک جوان یہود کے لئے جو اپنے اختیار کردہ ملک میں جذب نہ ہونا چاہیں، یا جذب نہ ہوسکیں، فلسطین میں قومی وطن بنانے کا کام کررہی ہے۔ جس کا ایک حصہ آج کل کی اسرائیل نامی ریاست ہے۔

Zionism: A belief in the need to establish an autonomous jewish people unless they had a STATE of their own. Although the original object of zionism has been attained in the creation of STATE of ISRAEL on May 14, 1948, it is still an active international force engaged in protecting thewelfare and extending the influence of Israel. (Law Dictionary by Mian Asad Hakim consultant = Mansoor BookHouse 2-Katchery Road Lahore.)

نوٹ صیہون (ص۔ہ۔ی۔و۔ن) کوئی جگہ صیہون (ص۔ی۔ہ۔و۔ن) لکھا گیا ہے۔ فیروز اللغات اردو جامع (نیا ایڈیشن) مطبوعہ فیروز سنز لاہور میں صیہونی (صے ہونی) اور صیہونیت (صے۔ہو۔نی۔یت) ہے انہی کی مطبوعہ اردو انگلش ڈکشنری میں "Zionism" کا ترجمہ صیہونیت (Saihuniyat) کیا گیا ہے۔ بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق نے اپنی ڈکشنری "English Urdu Dictionary" میں "Zion" کا ترجمہ صیہون کیا ہے۔ جناب ڈاکٹر جمیل جالبی ایڈیٹر قومی انگریزی لغت میں "Zion" کا ترجمہ صیہونی کیا ہے۔ مولانا وحید الزمان نے عربی اردو لغت ''القاموس جدید'' میں صھیۃ اور صیہونیہ لکھا ہے یعنی فلسطین میں یہود کی نوآبادی قائم کرنے کی تحریک تاہم سب الفاظ ہم معنی ہیں۔ چونکہ یہ لفظ عربی زبان سے ہے اس لئے ہم نے صیہون وغیرہ ہی اختیار کیا ہے۔ (مؤلف)

نپولین بوناپارٹ کا خط۔ انگریز قوم وعدہ شکن، ناقابل اعتبار دھوکا اور دغاباز ہے۔

Marfat.com

نپولین بونا پارٹ کا خط

ڈیئر کنگ ٹیپو! میں دیکھ رہا ہوں کہ انگریز پورے ہندوستان پر قبضہ جمانے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں اور آپ (سلطان ٹیپو) ان کے ان عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار بھی اسی طرح کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر ان کو پورا موقع نہیں ملا۔ وہ وفات پا چکے ہیں (حیدر علی 1782ء میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے تھے) اب آپ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کے ہم وطن بلکہ مسلمان تک بھی انگریز کا ساتھ دے رہے ہیں اور ان کو حب الوطنی کا ذرا بھر ادارک نہیں ہے۔ میں یہ بھی سن چکا ہوں کہ کلائیو نے آپ سے معاہدہ امن کر لیا ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ انگریز قوم پرلے درجے کی بدعہد قوم ہے، وعدہ شکن ہے اور اس سے یہ امید رکھنا کہ وعدہ کی پابندی کرے گی، عسکری لحاظ سے بہت بڑی بے وقوفی ہوگی۔ آپ کے والد محترم حیدر علی سے بھی ان لوگوں نے معاہدے کئے تھے مگر ان کا حشر آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ نظام دکن اور مرہٹوں کو وہ اپنے دام فریب میں پھنسا چکے ہیں۔ مغل حکمران اتنے کمزور ہیں کہ وہ پایہ سلطنت دہلی کا دفاع کرنے کے بھی قابل نہیں۔ آپ کی مدد کیا کریں گے۔

مندرجہ بالا امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں یہ مراسلہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ آپ ہم پر یقین اور اعتماد کریں۔ ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ میں آج کل اسی سلسلے میں مصر میں مقیم ہوں اور آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ جوں ہی آپ کی جانب سے مثبت جواب ملے گا میں افواج فرانس کو لے کر کسی نہ کسی طرح آپ کی مدد کے لئے پہنچ جاؤں گا۔ میں دوبارہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہندوستان آکر یقیناً انگریزوں کو آپ کے وطن سے نکال باہر کریں گے یا پھر اپنے خون کا آخری قطرہ آپ کی خاطر نثار کر کے

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے اس فرض سے سرخرو ہو جائیں گے۔ کچھ فرانسیسی افسر آپ کی فوج میں کام بھی کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کا تجربہ کر لیا ہوگا اور میں یہ بات فخر سے کہتا ہوں کہ فرانسیسی فن دوستی نبھانا جانتے ہیں۔ انہوں نے اس عمل کا مظاہرہ کئی مرتبہ کیا اور وہ ہر امتحان کی گھڑی میں امیدوں پورے اترے ہیں''

جواب کا منتظر ''نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس'' (23 جون 1792ء)

Marfat.com

پانچ ہزار سالہ عراق کے تاریخی حالات

روز نامہ پاکستان لاہور 14 جنوری 2007 میں گزشتہ پانچ ہزار برس کے دوران عراق کئی بار آباد ہوا۔ کئی بار لوٹا گیا اور لاتعداد مرتبہ نذر آتش کیا گیا۔ عراق پیغمبروں، شہداء، شہنشاہوں، اولیائے کرام اور ظالم آمروں کی سرزمین ہے جس پر امریکہ اور برطانیہ نے مل کر قبضہ کرلیا ہے۔ بالآخر صدام کو 30 دسمبر 2006ء عیدالاضحیٰ 8 ذوالحجہ 1427ھ کے موقع پر پھانسی دے دی گئی۔

آج سے دس ہزار برس پیشتر کرہ ارض پر آخری برفانی دور میں، انسان خانہ بدوشانہ زندگی کو ترجیح دیتا تھا۔ وقت اور محدود ضروریات زندگی کا بھی یہی تقاضا تھا کہ انسان موسموں کی شدت سے آزاد ہو کر زندگی بسر کرے۔ موجودہ یورپ کے جنوبی اور عراق کے شمالی علاقے میں خانہ بدوش ہی قیام پذیر تھے تاہم رفتہ رفتہ وہ جنوب کی جانب منتقل ہونے لگے۔ پھر انہوں نے سادہ سے گھر بنانے شروع کیے اور پالتو جانوروں پر انحصار کر کے فصلیں وغیرہ اگانے لگے۔ ایک وقت آیا کہ دریائے دجلہ و فرات کا درمیانی علاقہ تہذیب و تمدن کا گہوارہ بن گیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں مختلف زمانوں میں اکاڑی، سمیری، بابلی (کلدانی) اور اشوری تہذیبوں کو عروج حاصل ہوا۔ سمیری تہذیب کا زمانہ محتاط اندازے کے مطابق چار ہزار ق م قرار دیا جاتا ہے۔ اس دور میں مذکورہ علاقے کو میسوپوٹیمیا (MESOPOTAMIA) کا نام دیا گیا اور یہ علاقہ انسانی تہذیب کا مرکز بن گیا۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جب مسکن ابراہیمی ''ار'' (UR) کو شہر بے مثال کہا جانے لگا۔ میسوپوٹیمیا کو اہل عرب نے بلاد الرافدین کا نام دیا، جس کا لغوی مفہوم ہے دو دھاروں کی زمین۔ دجلہ اور فرات کو بھی ''رافدین'' کہا جاتا ہے۔ آج یہ سارا علاقہ موجودہ عراق میں شامل ہے۔ اشوری تہذیب دریائے فرات کے مشرق و مغرب میں پروان چڑھی اور اسی مناسبت سے ملک شام اسوریہ (SYRIA) کہلایا۔

سمیری اور اشوری دور میں دریائے دجلہ کا نام دگلت اور فرات کا نام ''پوراتو'' تھا۔

Marfat.com

میسوپوٹیمیا دو یونانی الفاظ کا مرکب ہے۔ یعنی میسوس (MESOS) بمعنی وسطی اور پوٹوموس (POTOMOS) بمعنی دریا۔ اس علاقے کے جتنے نام بھی مشہور ہوئے سب کا مفہوم ایک جیسا ہی رہا۔ مثلاً مابین النہرین (دو دریاؤں کے درمیانی زمین) یا الجزیرہ (پانی سے گھری ہوئی سرزمین) وغیرہ وغیرہ اہم بات یہ کہ اسی علاقے میں تصویری زبان کا آغاز ہوا۔ جس پر تحریر (WRITING) کی عمارت استوار ہوئی۔ گویا اس علاقے کے "وسنیکوں" نے پہلے اپنے خیالات کا اظہار تصاویر کے ذریعے کیا پھر ان تصاویر کو حروف کی شکل دی گئی اور انسان "تحریر" سے روشناس ہوا۔

آج سے ساڑھے پانچ ہزار برس پہلے (3200ق م) دریائے دجلہ اور فرات کی گزر گاہیں بھی مختلف تھیں۔ پہلی اہم بات یہ کہ ان دو دریاؤں کا سنگھ قدیم دور میں "القرنہ" نہیں تھا۔ القرنہ (دجلہ وفرات کا سنگم) خلیج فارس سے 160 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے بلکہ پرانے زمانے میں خلیج فارس (یا عربی) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مسکن "ار" تک پھیلی ہوئی تھی۔ آج کا شہر "ار" ساحل سمندر سے 260 کلومیٹر دور ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عہد قدیم میں دجلہ وفرات کا موجودہ سنگم "قرنہ" خلیج فارس میں ڈوبا ہوا تھا...... آج صورت حال یہ ہے کہ مذکورہ دریاؤں کا مشترکہ بہاؤ، قرنہ سے عراقی بندگاہ القاف تک ہے۔ جس کی طوالت 150 کلومیٹر بنتی ہے۔ اسے شط العرب کہا جاتا ہے۔ پرانے دور میں دجلہ اور فرات کی گزرگاہیں الگ الگ تھیں اور ان کے دہانے (سمندر وغیرہ میں گرنے کے مقامات) یعنی الگ الگ ہے۔ دجلہ کی گزرگاہ کو شط العمارہ اور فرات کے دھارے کو شط الہندیہ کہا جاتا تھا۔

دریائے دجلہ اور فرات کی شہرت اور اہمیت کے پیش نظر ان دریاؤں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ دریائے فرات ترکی کے شمال مشرقی علاقے، آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلنے والے دو دریاؤں کے ملاپ سے بنتا ہے۔ دریائے قرہ صوجو 450 کلومیٹر لمبا ہے اور مرادصو جس کی طوالت 650 کلومیٹر بنتی ہے۔ الازغ کے قریب دونوں دریا مل جاتے ہیں دریائے

Marfat.com

فرات معرض وجود میں آتا ہے۔ اس کی لمبائی 2780 کلو میٹر بنتی ہے۔ جس میں سے 1200 کلو میٹر عراق کے حصے میں آتی ہے۔ یہ دریا ملک شام سے ہوتا ہوا، ابوکمال کے قریب سرزمین عراق میں داخل ہوتا ہے اور القرنہ کے قریب دریائے دجلہ سے مل جاتا ہے۔

دریائے دجلہ کی لمبائی 1950 کلومیٹر ہے۔ اس کا منبع ترکی کے پہاڑی علاقے الازغ میں ہے جہاں سے پچیس کلومیٹر دور دریائے فرات کا اخراج ہوتا ہے۔ یہ دریا ملک شام کی سرحد کو چھوتا ہوا عراق میں داخل ہوتا ہے اور پھر موصل، تکریت، بلد، بغداد، الکوت اور العمارہ سے گزرتا ہوا القرنہ کے مقام پر دریائے فرات سے مل جاتا ہے۔ القرنہ کے بعد دونوں دریاؤں کے مشترکہ دھارے کو شط الرب کہتے ہیں۔ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر موصل کے قریب تاریخی شہر ''نینویٰ'' کے کھنڈرات ملتے ہیں۔

سرزمین عراق نے دنیا کی اہم ترین تہذیبوں کا عروج وزوال دیکھا۔ سمیری تہذیب جو عروج کے کمال تک پہنچی اسے بھی زوال کا سامنا ہوا۔ چھوٹے چھوٹے قبائل آپس میں دست وگریباں ہوئے تاہم 1700 ق م میں شہنشاہ حمورابی نے منتشر قبائل کو یکجا کیا۔ یہ شہنشاہ بابل کا حکمران تھا لہٰذا اس کے زیر تسلط سارا علاقہ بابل کا حکمران تھا لہٰذا اس کے زیر تسلط سارا علاقہ بابل (BABYLONIA) کہلایا جس کی شہرت لازوال قرار دی گئی...... تاہم اس کا عروج جتنا شاندار تھا زوال بھی اتنا ہی رسوا کن ہوا۔ برسبیل تذکرہ یہی وہ شہنشاہ ہے جس نے انسانوں کو پہلا دستور فراہم کیا اور یہی وہ کوڈ آف لا ہے جس پر جدید قوانین کی عمارت استوار کی گئی، لیکن حمورابی کی موت کے بعد دو صدیوں تک اشوریوں نے اس سرزمین کو اپنی تگ وتاز کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ بخت نصر دوم (NEBUCHAJNEZZAR) کے دور حکومت میں سلطنت بابل کو بے مثال عروج حاصل ہوا۔ اس حکمران نے یہودیوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ہیکل سلیمانی کو مسمار کیا۔ ستر ہزار یہودیوں کو قیدی بنا کر بابل گھسیٹ لایا۔ لیکن اس سے پیشتر یہودی نوجوانوں سے ہیکل سلیمانی بھی مسمار کرایا۔ دیوار گریہ اسی واقعے کی یادگار ہے۔ بخت نصر، ایرانی شہنشاہ کیا کسارا (CYAXARES) کی

Marfat.com

بیٹی آئینی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوا جو اگباتانہ (موجودہ ہمدان) کے علاقے کی پروردہ تھی...... چنانچہ اگباتانہ کی یاد میں اس نے بخت نصر سے باغات معلقہ (HANGING GARDENS) تعمیر کروائے۔ ان باغات کی سات منزلیں تھیں۔ اپنی انفرادیت کی بنا پر مذکورہ باغات کا شمار عجائبات زمانہ میں ہوتا ہے۔

بخت نصر کی سلطنت کو اس کی موت کے بعد زوال آیا اور 535 ق م کے قریب ایرانی شہنشاہ سائرس اعظم نے یہ ملک اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔ سکندر اعظم نے جب سائرس اعظم کے خاندان کے فرمانروا دارا کو شکست دی تو یہ سرزمین ایک بار پھر انتشار کا شکار ہوئی۔ آخر دوسری صدی عیسوی میں ایران کا ساسانی خاندان اس علاقے پر قابض ہوگیا۔ 637ء میں مسلمان شہسواروں نے یہ ملک فتح کیا 750ء میں عباسی خلفاء کے عہد حکومت میں دمشق کے بجائے بغداد دار الخلافہ قرار دیا گیا تو عراق کی شان وشوکت کو چار چاند لگ گئے مگر 1258ء میں 37 ویں عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کو ہلاکو خاں نے ہلاک کیا تو اس سرزمین پر قہر خداوندی نازل ہوا...... 16 ویں صدی عیسوی کا آغاز ہوا تو ترک فاتحین آئے اور اس طرح یہ علاقہ سلطنت عثمانیہ میں شامل ہوگیا۔ 16 ویں سے بیسویں صدی ک عراق نے کوئی قابل ذکر ترقی نہیں کی۔ جنگ عظیم اول کے بعد عثمانی سلطنت زوال پذیر ہوگئی اس طرح عراق عملی طور پر برطانوی انتداب (MENDATE) میں آگیا اور شاہ فیصل تخت پر متمکن ہوئے۔ عہد شاہ فیصل میں عوام الناس کی زندگی بہتر بنانے کی کوششیں کی گئیں اور 1932ء میں عراق کو مکمل آزادی نصیب ہوئی۔ 14 جولائی 1985ء کو عراق میں فوجی انقلاب آیا۔ شاہ فیصل کو قتل کر دیا گیا اور ملک میں ریپبلک طرز حکومت کا اعلان ہوا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی عراق میں نئے فساد کا آغاز بھی ہوگیا۔ دوسر کردہ انقلابی شخصیات، وزیر اعظم عبدالکریم قاسم اور اس کے نائب عبدالسلام عارف کے مابین اختلافات پیدا ہوئے اور اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ اس طرح عارف کو معزول کر کے پابند سلاسل کر دیا گیا۔

Marfat.com

1961ء میں کردوں کا مسئلہ نئی پیچیدگی کے ساتھ اس وقت منظر عام پر آیا جب مصطفیٰ برزانی کی قیادت میں کردوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ باغیوں نے نہ صرف کردستان کے پہاڑ علاقوں پر قبضہ کر لیا بلکہ مکمل آزاد ریاست کا مطالبہ بھی کر دیا۔ ایک طرف کردوں کا معاملہ تھا۔ دوسری طرف بعث پارٹی کے منظم اراکین نے عبدالکریم قاسم کا سر قلم کر کے ایک اور انقلاب برپا کر دیا۔ بعث پارٹی کی بنیاد 1942ء میں سرزمین شام میں رکھی گئی جس کا منشور سیکولر سوشلسٹ رجحانات کا حامل تھا۔ کل کا قیدی عبدالسلام عارف آج کا حکمران بن گیا۔ موصوف نے عہد صدارت پر فائز ہوتے ہی بعث پارٹی کے ارکان پر مشتمل کیبنٹ تشکیل دی اور صداتی فرائض ادا کرنے لگا...... مگر 1966ء میں موصوف ہیلی کاپٹر کے حادثے میں جاں بحق ہو گیا جس کے نتیجے میں صدر عراق کا بھائی میجر عبدالرحمٰن عارف اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا...... نئی صدارتی کابینہ نے کردوں کو وسیع اختیارات دینے کی تجاویز پیش کیں مگر ان تجاویز کو بوجہ عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ 1967ء کا نیا سال عراق کے لئے نئے مسائل لے کر آیا اور اپنے آپ کو عقل کل تصور کرنے والے حکمرانوں کی مشکلات میں کمی نہ ہو سکی۔

1967ء میں عرب اسرائیل تنازعہ شدت اختیار کر گیا۔ عراق نے امریکہ اور برطانیہ پر الزام عائد کیا کہ وہ اسرائیل کی بے جا حمایت کر رہے ہیں۔ ان الزامات میں فہم و فراست سے کام لینے کی بجائے جوشیلے الفاظ کا استعمال زیادہ کیا گیا۔ عراقی حکمرانوں کے الزام میں اگرچہ سچائی تھی تاہم ان کو چاہیے تھا کہ:

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

بھی یاد رکھتے۔ اس وقت ہمسائیوں سے چھیڑ چھاڑ سے گریز اور اندرونی اتحاد کی اشد ضرورت تھی تاہم ان دونوں محاذوں پر عراق سخت ناکام رہا۔ قابل ذکر بات یہ ہوئی کہ عراق نے روس سے خوشگوار روابط قائم کر لیے۔

میجر عارف کا عہد صدارت پر امن ہرگز نہیں تھا۔ لاقانونیت کی حکمرانی تھی حد یہ کہ

Marfat.com

ملک کے طول وعرض میں بے چینی کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی۔ 1968ء میں جنرل احمد حسن البکر قتل و غارت گری کے بغیر ہی عہدہ صدارت پر فائز ہوگیا۔ 2 برس پیشتر کابینہ کی پیش کردہ تجاویز پر چونکہ عمل درآمد نہ ہوسکا تھا لہٰذا کرد نوجوانوں نے ایک بار پھر عملی اقدام کا فیصلہ کیا اور خونریز لڑائی کا آغاز ہوگیا۔ اسی دوران عراق ایران تعلقات میں کشیدگی خطرناک صورت اختیار کرگئی۔

1937ء میں ایک معاہدے کی رو سے شط العرب پر عراق کا حق تسلیم کر لیا گیا تاہم 1969ء میں ایران نے اس حق کو چیلنج کر دیا۔ شط العرب کے پانیوں میں ایرانی بحری جہاز کا سفر کرنا اور وہ بھی ایرانی جھنڈا لہراتے ہوئے مذکورہ معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیا گیا اس طرح ایران عراق کے مابین جھڑپوں کا آغاز ہوگیا۔ یہ صورتحال عراق کے لئے بڑی واہیات ثابت ہونے والی تھی مگر اس وقت اس کا احساس تک نہ کیا گیا۔ 1975ء میں سربراہان اوپیک (OPEC) کے اجلاس میں ایران عراق نے اپنے اختلاف ختم کرنے کی سنجیدہ کوشش کی چنانچہ شط العرب کے درمیان حد بندی ہوئی اور ایران نے کردوں کی امداد نہ کرنے کا یقین دلایا۔ ادھر 1977ء تک کردوں کو پہلے سے کہیں زیادہ اختیارات دے دیئے گئے حد یہ کہ ان کی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ بھی عطا کر دیا گیا۔ ان اقدامات کے نتیجے میں عراق کو اقتصادی و سیاسی استحکام حاصل ہوا۔ تیل کی آمدنی سے عوام کو معمولی خوشحالی نصیب ہونے لگی اور ملک کی اقتادی حالت اطمینان بخش ہوگئی۔

1979ء میں حسن البکر کی جگہ صدام حسین نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی۔ ادھر ایران میں انقلاب آ گیا۔ آیت اللہ روح اللہ خمینی نے شاہ ایران کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جس کے نتیجے میں ایران عراق تعلقات کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ اسے خوشگوار کہنے کے بجائے تلخ ترین کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

خوزستان کے ایرانی علاقے میں رہائش پذیر عربوں نے وسیع اختیارات کا مطالبہ کیا تو ایرانی حکمرانوں نے عراق پر ان عربوں کے مطالبات کی حمایت کا الزام عائد کر دیا۔ اس

Marfat.com

زمانے میں جب ایرانی قیادت نے ڈنکے کی چوٹ سے انقلاب کو دیگر ممالک تک پھیلانے کا اعلان کیا تو صدام حسین کو تشویش لاحق ہوئی۔ واضح رہے کہ عراق میں اہل تشیع کی آبادی زیادہ تھی تاہم حکمران سنی تھے یہی وجہ ہے کہ شیعہ سنی کا امتیاز ہر ہمسایہ ملک کے ذہن میں رہا "بش اینڈ کو" نے بھی اسی امتیاز کے پیش نظر بانگ دہل اعلان کیا تھا کہ عراقی عوام، امریکی فوج کا سرخ سجادے بچھا کر خیر مقدم کریں گے۔ بعد میں نقادوں نے بھی عراق کی ذلت آمیز شکست و رسوائی کو عراق میں قومیت کے فقدان کا نتیجہ قرار دیا۔ شیعہ سنی میں امتیاز اور کرد تنازعہ سے مذکورہ فقدان کو ہوا ملتی رہی۔ جسے عراق عوام کی بدنصیبی کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال! ایران نے عراق پر عربوں کو شہہ دینے اور اشتعال دلانے کا الزام عائد کیا اور عراق نے ایران پر کردوں کی عملی امداد کا رونا رویا۔ چنانچہ ایران عراق تعلقات اس حد تک خراب ہو گئے کہ عراق نے شط العرب کی حد بندی والے 1975ء کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ صدام حسین نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ شط العرب عراق کا اٹوٹ انگ ہے۔ ان حالات میں ایران عراق جنگ ناگزیر ہو گئی۔ 1980ء میں سرحدی جھڑپیں ہوتی رہیں 22 ستمبر کا سورج طلوع ہوا تو مکمل جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ عراقی فوج اللہ اکبر کے نعرے لگاتی ہوئی ایران میں پانچ سو کلومیٹر اندر تک گھس گئی۔ حریف نے بھی جواباً یہی نعرہ لگایا۔ خدا کی کبریائی کے علمبردار دونوں تھے تاہم آٹھ برس تک ایک دوسرے کے گلے کاٹتے رہے۔ اس جنگ نے دونوں ممالک کو تباہی کے دہانے تک پہنچا دیا اور دونوں کی معیشت برباد ہو گئی۔ اس جنگ کے دوران صدام حسین امریکی حکمرانوں کی آنکھ کا تارا بنا رہا کیونکہ وہ امریکی مقاصد کی تکمیل کر رہا تھا۔ رسوائے زمانہ کیمیاوی ہتھیار بھی امریکہ کے فراہم کردہ تھے جو عراق نے ایران اور کردوں کے خلاف استعمال کیے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں امریکہ نے عراق پر پورے وثوق سے الزام عائد کیا کہ صدام حسین کے کیمیاوی ہتھیار انسانیت کے لئے خطرہ ہیں۔ لہٰذا صدام کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

Marfat.com

جولائی 1988ء میں اقوام متحدہ کو مداخلت کا خیال آیا اس اثناء میں دونوں متحارب گروہ نڈھال ہو چکے تھے۔ چنانچہ 20 اگست 1988ء کو جنگ بندی کا اعلان ہو گیا۔

فروری 1988ء تک کرد گوریلا فوج عراقی کردستان کے سرکاری علاقے پر قابض ہو چکی تھی۔ مذکورہ جنگ بندی کے نتیجے میں صدام حسین کو کردوں کی طرف متوجہ ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ساٹھ ہزار سپاہی کردوں پر ٹوٹ پڑے۔ کردوں کا قتل عام شروع ہوا، لاتعداد لوگ ترکی اور ایران میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ عام خیال یہی ہے کہ عراق نے اپنے کرد عوام پر کیمیاوی ہتھیار استعمال کیے اور یہ وہی ہتھیار تھے جو امریکہ نے فراہم کیے تھے۔

عراق آٹھ سالہ جنگی تباہی سے ابھی سنبھل نہیں پایا تھا کہ کویت سے تعلقات خراب ہو گئے۔ کویت ایک چھوٹا سا ملک تھا تاہم اس کے پشت پناہ چھوٹے ہرگز نہیں تھے۔ کویت کے حمایتوں میں امریکہ سرفہرست تھا۔ جولائی 1990ء میں عراق نے اپنے ہمسائے کویت پر دو الزام عائد کیے۔ ایک یہ کہ وہ اوپیک کی جانب سے مقرر کردہ کوٹے سے زیادہ تیل نکال رہا ہے اور اس کی سستے داموں فروخت سے عراقی آمدنی کو متاثر کر رہا ہے۔ دوسرے الزام میں سچائی تو تھی تاہم اسے ہوا زیادہ دی گئی۔ ''کویت عراق'' سرحدی کنوؤں سے (بقول عراق) تیل نکال کر کویت نے ناقابل معافی وتلافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا کویت کو سزا ملنی چاہیے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ امریکہ اس قضیے کو ہوا دے کر بہت بڑا فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے ایک تجربہ کار سفارت کار کے ذریعے صدام کو یقین دلایا کہ وہ عراق اور کویت کے معاملے میں غیر جانب دار رہے گا۔ یہ دراصل عراق کو کویت پر حملہ کرنے کی زبردست ترغیب تھی اور صدام حسین اس جھانسے میں آ گیا۔ عرب ممالک نے آتش فساد ٹھنڈی کرنے کی کوشش ضرور کی تاہم امریکی ترغیب کے مقابلے میں مذکورہ کوشش کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ چنانچہ 2 اگست 1992ء کا سورج طلوع ہوا تو عراق اپنے لاؤلشکر سمیت اپنے چھوٹے سے ہمسائے پر حملہ آور ہو گیا...... خوفناک دکھائی دینے والے ٹینک، ڈراؤنی توپیں اور نعرہ زن فوج ان کے سامنے کویت کی حیثیت ہی کیا تھی۔ پھر تین واقعات

Marfat.com

بڑی تیزی سے رونما ہوئے...... اقوام متحدہ نے فوراً ہی اوپر تلے تین چار قراردادیں پاس کروائیں جن میں جنگ بندی پر زور دیا گیا تاہم عراق نے ان قراردادوں کو ذرہ برابر اہمیت نہ دیتے ہوئے کویت پر قبضہ جمائے رکھا۔ یہ نہایت احمقانہ اقدام تھا۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں میں عراقی فوج کو کویت سے فوراً نکل جانے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ صدام نے اس مطالبے یا مشورے یا حکم کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس انکار کی ایک وجہ بھی تھی جو منظر عام پر آئی تو تھی تاہم ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آسکی جن کے مفاد میں اس کی تفہیم تھی۔ مغربی ذرائع نے عراقی فوج کو ناقابل شکست جنگی مشین ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ اس کی دہشت کی دھاک بٹھانے میں امریکن ذرائع ابلاغ سرفہرست تھے۔ یہ جھوٹ اتنے تواتر اور اتنی شدت سے بولا گیا کہ خود عراقیوں کو بھی اس کی سچائی پر ایمان لانا پڑا اور جب مطلب نکل گیا تو اسی جنگی مشین کا حلیہ بگاڑنے میں بھی امریکہ ہی صف اول ہی رہا۔

8 اگست 1990ء کو صرف چھ روزہ جنگ کے بعد عراق نے کویت پر قبضہ کیا تھا۔ دو روز بعد قاہرہ میں عرب لیگ کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ عراقی سربراہ نے اس میں شرکت کی زحمت تک گوارہ نہ فرمائی۔ اس خطے کے لئے یکساں اہمیت کی دو برائیاں منظر عام پر آئیں۔ پہلی، کویت پر عراق کا قبضہ تھا اور دوسرا سعودی عرب کی امریکہ سے درخواست کہ شاہی وقار کو بچایا جائے۔ کوڑھ پر کھاج والی بات اس وقت ہوئی جب عربی لیگ کے بیشتر ممالک نے مذکورہ درخواست کی تائید کر دی۔ اصل میں عراقی کاغذی شیر کی گھن گرج سے عرب ممالک کے اکثر حکمران لرزہ براندام تھے۔ اہم بات یہ کہ ان کو ڈراؤنی تصویر دکھائی جا رہی تھی پہلے تو امریکہ نے یو این او کے ذریعے عراق کا ناطقہ بند کرایا پھر اپنی فوج ظفر موج کو سرزمین عرب کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا...... اس ''کار خیر'' میں 27 ممالک نے شرکت کی...... امریکی سپاہ کی تعداد چار لاکھ پچیس ہزار (425,000) تھی۔ دو لاکھ پینسٹھ ہزار افراد دیگر ممالک نے فراہم کیے۔ عراق کے گرد مہلک شکنجے کا اندازہ لگانے کے لےء جنگی منصوبہ بندی والا نقشہ دیکھنا بے حد ضروری ہے۔ اس نقشے سے دنیا بھر کے حکمرانوں کو

Marfat.com

باور کرایا گیا کہ عراقی فوج کا ایک ایک سپاہی عالمی امن کے لئے شدید خطرہ ہے اور یہ کہ عراق مجسم خطرے کا گہوارہ ہے۔ سیکورٹی کونسل کا فیصلہ، امریکی منصوبہ بندی کو چھتر چھاؤں فراہم کر رہا تھا جس میں عراقی حملہ آوروں کو کویت خالی کر دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ نومبر میں امریکہ اور برطانیہ کو پائیدار کامیابی اس وقت نصیب ہوئی جب اقوام متحدہ نے امریکہ اور برطانیہ کو عراق کے خلاف طاقت استعمال کرنے کا پروانہ جاری کر دیا جس میں صاف تحریر تھا کہ اگر 15 جنوری 1991ء تک عراقی فوج کویت خالی نہ کرے تو اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔ طاقت کے استعمال کا اجازت نامہ ملنے کے بعد تک بھی امریکہ نے عراقی فوج کو خطرناک قرار دینا جاری رکھا۔ ادھر صدام حسین نے ساری دنیا کو سبق سکھانے کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ آخری سیاسی چال کے طور پر 15 جنوری سے ایک ہفتہ پہلے امریکی سیکرٹری آف سٹیٹس جیمز بیکر نے جنیوا میں عراقی وزیر خارجہ طارق عزیز سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات چھ گھنٹے جاری رہی تاہم فریقین اپنے اپنے موقف پر قائم رہے اور مذاکرات کی ناکامی کا اعلان کر دیا گیا۔ ازاں بعد مصری حکمران حسنی مبارک، صدر فرانس جسکا متراں نے ٹی وی پر عراقیوں سے کویت خالی کرنے کی اپیل کی۔ ڈیڈ لائن سے چند گھنٹے پیشتر یاسر عرفات (مرحوم) بھاگم بھاگ بغداد پہنچے تا کہ عراقی حکمران کو ''نیک و بد'' سے آگاہ کیا جا سکے تاہم ساری کوششیں رائیگاں ثابت ہوئیں اور عراق ٹس سے مس نہ ہوا۔ چند گھنٹوں بعد ٹام ہاک کروز میزائلوں نے بغداد اور عراق کی دیگر اہم تنصیبات کو نشانہ بنایا پھر امریکی فضائیہ اپنے حواریوں کی معاونت سے حرکت میں آئی اور مسلسل 5 ہفتے عراق اور کویت پر بمباری ہوتی رہی...... آخر کار متحدہ حملہ آور فوج نے پیش قدمی کا آغاز کیا تو مخالف فوج کے غبارے سے ساری ہوا ہی نکل گئی۔ مسلسل چھ ماہ تک جس فوج کو مغربی ذرائع ابلاغ ناقابل شکست و دہشت ناک جنگی مشین ثابت کرتے رہے تھے سو گھنٹے بھی جم کر نہ لڑ سکی۔ بڑے بڑوں کو سخت مایوسی کا سامنا ہوا۔ شدت خجالت کم کرنے کے لئے طرح طرح کے جواز پیش کیے۔

Marfat.com

28 جنوری (1991ء) کو امریکہ نے جنگ بندی کا اعلان کیا۔ جسے عراق نے فوراً قبول کر لیا۔ امریکہ، برطانیہ اور اس کے حواریوں نے عراق کو شکنجے میں جکڑنے کا پائیدار اہتمام کیا۔ عراق کو حکم دیا گیا کہ وہ کویت کے نقصانات کی تلافی کرے اور تاوان جنگ ادا کیا جائے۔ ان مشکلات کے باوجود عراقی فوج اندرونی خلفشار مٹانے میں مصروف رہی۔ شمالی علاقے کے کرد اور جنوب میں اہل تشیع کی بغاوتوں کو بزور بازو کچلنے کا کام جاری رہا۔ 20 لاکھ کرد، ترکی اور ایرانی علاقوں میں ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ عراق کی اپنی آبادی کو عراقی فضائیہ کے حملوں سے بچانے کے لئے شمال اور جنوب میں 2 ''نو فلائی زون'' (NO FLY ZONE) قائم کر دیئے گئے۔ پابندیوں کے نتیجے میں عراقی عوام چکی کے دو پاٹوں بیچ پس کر رہ گئے...... بیمار بوڑھے بچے تک ادویات نہ ملنے کے باعث ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے لگے...... عراقی حکام نے پابندیاں نرم کرانے کی سرتوڑ کوشش کی مگر 29 مارچ 1993ء کو سیکورٹی کونسل نے جملہ پابندیاں بحال رکھیں اور عراق کی مشکلات میں کمی نہ ہو سکی...... عراق کا کل رقبہ 438446 مربع کلومیٹر ہے۔ جسے چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا بالائی میدانی علاقہ جو دجلہ وفرات کے بیچ ترکی کی سرحد تک پھیلا ہوا ہے۔ زرخیزی کے اعتبار سے یہ علاقہ سرفہرست قرار دیا جاتا ہے۔ دوسرا زریں میدانی علاقہ جوہت، سارہ سے لے کر خلیج عرب تک چلا جاتا ہے۔ یہاں دلدلیں اور جھیلیں پائی جاتی ہیں۔ شمال مشرق میں پہاڑی علاقہ ہے۔ دریائے فرات کے مغربی کنارے لے کر شام، اردن اور سعودی عرب کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی سرزمین، صحرائی علاقے پر مشتمل ہے۔ دجلہ اور فرات، بغداد کے قریب آپس میں ملنے کے بعد الگ ہو جاتے ہیں پھر قرنہ کے قریب دوبارہ ملنے سے پہلے دریائے شط العرب بن کر سامنے آتے ہیں۔ پھر یہی شط العرب نامی دریا بصرہ سے گزر کر خلیج میں جا گرتا ہے۔

1970ء تک عراق تیل کی پیداوار کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا ملک قرار دیا جا چکا تھا تاہم صاحبان اختیار واقتدار کی نااہلیوں کی وجہ سے عوام اس آمدنی سے محروم رہے۔ پھر

Marfat.com

ایران عراق جنگ نے رہی سہی کسر پوری کر دی اور عوام کی مشکلات کا ازالہ نہ ہو سکا۔ 9/11 میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد کرہ ارض کے حالات یکسر بدل گئے۔ عراق اور اہل عراق کا اگرچہ اس حملے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا۔ تاہم مذکورہ سنٹر کی تباہی کا خمیازہ عراق کو بھگتنا پڑا۔ جارج ڈبلیو بش کا طرز استدلال کچھ یوں تھا کہ اگر کوئی ملک قصور نہیں کرتا تو کیا اسے سزا بھی نہ دی جائے جب کہ ہم سزا دینے کے قابل ہیں اور یہ سزا ہمارے مفاد میں ہے۔ یہ ایک طاقتور کی سوچ تھی وہ طاقتور جو طاقت اور قوت کے نشے میں چور تھا۔ اس کے حواری حکمران ٹولے نے اپنے صدر محترم کی سوچ کو عملی جامہ پہنایا۔ وہ ٹولہ درج ذیل افراد پر مشتمل تھا۔ نائب صدر ڈک چینی، قومی سلامتی امور کی مشیر کونڈو لیزا رائس، سی آئی اے کے ڈائریکٹر جارج ٹینٹس (TENTS)، سیکرٹری آف سٹیٹس کولن پاؤل، ان کے نائب رچرڈ آرمیٹج، وزیر دفاع رمز فیلڈ، موصوف کے نائب ولفووٹز (WOLFO WITS) اور چیف آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین رچرڈ مائر۔ اس حکمران ٹولے کا ہر شخص اپنی مثال آپ تھا۔ بش انتظامیہ کچھ کر کے دکھانا چاہتی تھی۔ صدر بش نے مسمار ٹاور کے ملبے پر کھڑے ہو کر اپنے خاص لہجے میں جو اعلان کیا تھا اس کا لب لباب تھا۔ "دنیا والو! سن لو بلکہ میرے الفاظ تم کو سنا دیئے جائیں گے۔ اس کارروائی کے ذمہ دار افراد کو سزا ضرور ملے گی"۔

جب ذمہ دار افراد کی تلاش کا آغاز ہوا تو آگے بند گلی آ گئی۔ تاہم افغانستان اور عراق کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ افغانستان کا جو حشر ہوا اس کا زیر نظر داستان سے کوئی تعلق نہیں۔ عراق پر مضحکہ خیز الزامات عائد کیے گئے جو بعد میں سفید جھوٹ ثابت ہوئے۔ صدام حسین کا دفاع مقصود ہے نہ اسے حمایت مآب مجرم ثابت کرنا ہر شخص اپنے اپنے ظرف و شرف کے مطابق اندازے لگا رہا ہے۔ تاہم عراقی عوام کا جو حشر ہوا وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ عراق پر چھائی ہوئی شب تاریک کی سحر نے کب ختم ہو گی۔ بش انتظامیہ کے مذکورہ ٹولے نے اپنے صدر محترم کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے 20 مارچ 2003ء صبح ساڑھ پانچ بجے اپنے منتخب شدہ حواریوں کے ساتھ عراق پر حملہ کر دیا۔ 40 لاکھ افراد والی آبادی کے شہر

Marfat.com

بغداد پر قیامت ٹوٹ پڑی اس قیامت کے آگے چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں کی کارروائی بھی ماند پڑ گئی۔ وہی کارروائی جو 1258ء میں کی گئی تھی۔ ایک لاکھ چالیس ہزار امریکی فوج نے کتاب وحشت و بربریت میں نئے باب کا اضافہ کیا۔ 19 مارچ 2003ء کو بغداد کے فردوس چوک میں نصب صدام حسین کا مجسمہ گرا دیا گیا۔ اس دیوہیکل مجسمے کے عین پیچھے مسجد کے گنبد پر قرآن پاک کی آیت لکھی تھی۔ ترجمہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی سے گریز کرو۔ اسی آیت کا ذکر ذرائع ابلاغ کے ذریعے نہ ہو سکا۔ جسے صرف اہل دل حضرات ہی پڑھ سکے۔ عوام کے سمجھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

امریکہ نے اس داستان ہوشربا میں مزید رنگ بھرنے کے لئے صدام حسین کو عین عید والے دن تختہ دار پر لٹکوا دیا۔ صدام نعرے لگاتا ہوا تختہ دار پر جھول گیا۔ البتہ اس نے سولی چڑھنے سے پہلے نقاب پہننے سے صاف انکار کر دیا۔ یہی اس کے بس میں تھا۔ اس سے جو کچھ بن پڑا وہ کر گزرا...... ہمارے بس میں بھی کچھ نہیں سوائے دعا کرنے کے، البتہ یہ کہنے کی جسارت ضرور کر سکتے ہیں۔

حذر اے چیرہ دستاں
سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

Marfat.com

باب یازدہم

کتابیات

ماخذ اعلیٰ — قرآن حکیم

تفاسیر

1-ضیاء القرآن — پیر محمد کرم شاہ الازہری
2- تفہیم القرآن — مولانا ابو اعلیٰ مودودی
3- تفسیر نعیمی — مفتی احمد یار خان نعیمی
4- تفسیر مظہری — قاضی ثناء اللہ پانی پتی
5- تفسیر ابن کثیر — امام حافظ عماد الدین ابن کثیر

احادیث

1- صحیح بخاری شریف — محمد بن اسماعیل بخاری
2- مسلم شریف — مسلم بن الحاج قشیری
3- مشکوٰۃ شریف — امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب

سیرت

1- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد اول دوم — عبد المالک بن ہشام الحمیری
2- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — علامہ شبلی نعمانی و علامہ سید سلیمان ندی
3- سیرت رسول عربی — علامہ نور بخش توکلی
4- رحمۃ اللعالمین — محمد سلیمان منصور پوری

(جلد اول، دوم، سوم)

Marfat.com

مکتوبات

1- مکتوبات نبوی ﷺ، مولانا سید محبوب رضوی

2- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرکاری خطوط : ڈاکٹر خورشید احمد فاروق پروفیسر دہلی یونیورسٹی۔

3- نہج البلاغہ: (امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افکار وخیالات کا مجموعہ) مالک بن الحارث اشتر گورنر مصر کے نام دستور حکومت کے متعلق خط۔

3.a حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سیاسی مکتوبات: (آباد شاہ پوری)

4- مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول دوم، سوم: (محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری)

5- حضرت مجد اوران کے ناقدین (حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

6- شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات (خلیق احمد نظامی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

اقبالیات

1- کلیات اقبال (مجموعہ کلام اردو)

2- کلیات اقبال (مجموعہ کلام فارسی)

3- جہان اقبال — عبدالرحمٰن طارق بی۔اے

4- نقوش اقبال — مولانا سید ابوالحسن ندوی

5- اقبال اور اساسی اسلامی میدان — عبدالحمید کمالی

6- اقبال شخصیت اور شاعری — پروفیسر حمید احمد خان (مرحوم) (مجموعہ مقالات)

7- اقبال اور تصوف — پروفیسر محمد فرمان

8- مطالعہ اقبال کے چند پہلو — میرزا ادیب

9- شعر اقبال — سید عابد علی عابد

10- حسن انتخاب — (چودھری عبدالغفور بی اے ایل ایل بی)

Marfat.com

متفرقات

1- الاحکام السلطانیہ (اسلامی ریاست کے بنیادی اصول) (امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری)

2- تلبیس ابلیس (امام حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی)

3- منہاج العابدین (حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ)

4- احیائے العلوم (حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ)

5- کیمیائے سعادت (حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ)

6- طب جسمانی و روحانی (مجربات امام غزالی) (حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ)

7- مسلمانوں کا عروج و زوال (پروفیسر مولانا سعید احمد اکبر آبادی، علی گڑھ)

8- انوارِ سہیلی، (اردو ترجمہ پروفیسر محمد معین الدین دردائق)

9- حرف اول و آخر، (ڈاکٹر نصیر احمد ناصر)

10- فلسفہ آخرت (قرآن و انسان) (ڈاکٹر نصیر احمد ناصر)

11- رباعیات حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر (ترجمہ مولانا محمود الحسین کانپوری)

12- قرآن اور جدید سائنس (حیرت آفرین سائنسی انکشافات) پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم سابق ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی نیو کیمپس لاہور۔

13- کائنات اور اس کا انجام قرآن اور سائنس کی روشنی میں (ایضاً)

14- ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلویؒ (حصہ اول تا پنجم)

15- امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی (علامہ سید مناظر احسن گیلانی)

16- حجۃ اللہ البالغہ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

17- سیرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ (مولانا محمد نافع مدظلہ)

18- خلیفہ زاہد حضرت عمر بن عبدالعزیز (ترجمہ مولانا راغب رحمانی)

19- فوائد الفواد (سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا، محبوب الٰہی)

Marfat.com

20- آب کوثر، شیخ محمد اکرام ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2 کلب روڈ لاہور۔

21- رود کوثر، شیخ محمد اکرام ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2- کلب روڈ لاہور۔

22- موج کوثر، شیخ محمد اکرام ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2- کلب روڈ لاہور۔

لغت

1- المنجد عربی سے اردو

2- القاموس الجدید عربی اردو لغت مولانا وحید الزمان قاسمی کرانوی

3- فیروز اللغات اردو الحاج مولوی فیروز الدین فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

4- سعیدی ڈکشنری

5- جامع اللّغات اردو i. مولانا محمد رفیع صاحب ii. مولانا محمد وکیل صاحب

6- فرہنگ فارسی (جدید لغات فارسی) ڈاکٹر محمد عبد الطیف صاحب

7- قانونی لغت (انگریزی اردو) جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن چیف جسٹس (ریٹائرڈ) فیڈرل شریعت کورٹ پاکستان۔

8- دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت (مجلس زبان دفتری حکومت پنجاب)

9-The Advanced Learner,s Dictionary of current English. By A.S. Hornby etc. London, Oxford University press.

10-The standard English Urdu Dictionary by Baba-e-Urdu Dr. Abdul Haque.

11-Feroze Sons UrduEnglish Dictionary.

12-Feroze Sons Concise English to Urdu Dictionary.

13-Qaume English Urdu Dictionary Edited by Dr.Jameel Jalibi. (Muqtadara Qaumi Zaban Pakistan)

-14 Urdu Encyclopaedia 1962 Edition (Feroze Sons, Lahore)

15۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

Marfat.com

مؤلف کی دوسری کتابیں

1- خطبات شیر ربانی شرقپوری

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ زمانہ آخر کے بلند مقام ولی اللہ تھے۔ آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ آپؒ کے فیض یافتگاں میں بڑی بڑی بلند پائیہ ہستیاں شامل ہیں۔ فیوض و برکات کا یہ سلسلہ رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات وتعلیمات پر کئی قابل قدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے اس لئے کہ آپ کے ایک مرید خاص میاں خدا بخشؒ نے 1924ء سے 1928ء تک آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ پڑھی اور کمال یہ کیا کہ آپ کے ارشادات کو باقاعدگی کے ساتھ ضبط تحریر میں لاتے رہے۔ پھر آپ کے بیٹے مؤلف کتاب ہذا نے انہیں کتابی شکل میں شائع کرا دیا۔ اس طرح سے یہ ایک نایاب اور بیش قیمت کتاب بالخصوص آپ کے مریدوں کے لئے تحفہ خاص ہے اور عوام کے لئے ایک اچھی گائیڈ بک ہے۔ اس کتاب کی حیثیت ایک طرح سے حضرت شرقپوریؒ کے ملفوظات کی سی ہے۔ اس میں آپ کا شجرہ نسب، حالات زندگی، معمولات، مکتوبات شامل ہیں اور بعض دیگر دلچسپ معلومات بھی فراہم کی گئی ہیں۔

2- والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب

امام ابن الجوزیؒ نے بارہ طرح کے ایسے مکروفریب کی نشان دہی کی ہے جن کے ذریعے ابلیس والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار کو تخت وتاج سے معزول کروادیتا ہے۔ مذکورہ کتاب میں انہی مکروفریب کی وضاحت کی گئی ہے۔ دراصل یہ کتاب سابق وزیراعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب جب کہ انہوں نے دوسری مرتبہ وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا لکھی تھی۔ انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ بھی کیا۔ تعریف بھی کی مگر آہستہ آہستہ ابلیس کے ان تمام مکروفریب کا شکار ہوتے چلے گئے۔ جن کی نشان دہی پہلے ہی کتاب میں کر دی

Marfat.com

گئی تھی۔ بالآخر پس زنداں جانا پڑا۔ حالانکہ گاہے گاہے انہیں خبردار بھی کیا جاتا رہا۔ جب یہ کتاب لانڈھی جیل بھیجی گئی تو انہوں نے وہاں سے اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر بھیجا اور پڑھنے کا وعدہ بھی کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دیار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچ گئے۔ یہ کتاب والئی ملک اور صاحباں اختیار واقتدار کو ضرور پڑھنی چاہیے۔

3- رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ نیک خاوند اور نیک بیوی کا انتخاب قرآن و حدیث کی روشنی میں

والدین اکثر بچوں کے رشتوں کی تلاش میں پریشان رہتے ہیں۔ عالمی ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اس وقت ایک کروڑ سے زائد نوجوان لڑکیاں شادی کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ جب کہ چالیس لاکھ لڑکیاں شادی والی عمر ہی گزار چکی ہیں۔ آج کل پاکستانی معاشرے کا یہ ایک بہت بڑا سلگتا ہوا مسئلہ ہے۔ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے ان اصولوں پر عمل کرلیں جو بوقت انتخاب رشتہ پیش نظر رکھنے کے لئے ضروری ہیں تو ہم اس پریشانی سے بخوبی بچ سکتے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعہ دراصل عوام کو انہی اصولوں سے روشناس کرانا مقصود ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں ازدواجی زندگی کے تین نہایت اہم ادوار پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ پہلا دور تلاش رشتہ ہے۔ جس میں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون سے اسلامی اصول ہیں جنہیں پیش نظر رکھنا ہے دوسرا دور یہ ہے کہ خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے کون سی تدابیر اختیار کرنی ہیں۔ تیسرا دور یہ ہے کہ خدانخواستہ اگر یہ زندگی تلخیوں کا شکار ہو جائے تو پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں کیسے نبھاہ کرنا ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور معلوماتی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ پہلا زینہ چڑھتے وقت تمام احتیاطی تدابیر کو پیش نظر رکھا جائے ورنہ بقول مولانا رومؒ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

Marfat.com

4-ارض موات

گو یہ کتاب حجم میں بہت چھوٹی اور مختصر ہے مگر یہ موضوع جتنا اہم ہے اسی قدر اس پر کم توجہ دی گئی ہے۔ "ارض موات" سے مراد وہ سرکاری اراضی (Stateland) ہے جسے افتادہ زمین کہتے ہیں یعنی جو زمین کسی بھی وجہ سے بیکار پڑی ہے اور اسے کاشت نہیں کیا جارہا ہے۔ ہوسکتا ہے ان کا کبھی کوئی مالک نہ رہا ہو، اس کے مالک مرکھپ گئے ہوں یا دلدلوں، سیلابوں اور جھاڑ کے نیچے آکر بے کار ہوگئی ہو۔ اسی زمین کو بنا سنوار کر جو کاشت کرے یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔ اس کے علاوہ پاکستان میں ہزاروں لاکھوں ایکڑ زمین جاگیرداروں کی ملکیت ہے اور وہ اسے درست طریقے سے کام میں لانے پر توجہ نہیں دیتے۔ اس طرح نہ صرف قومی اور ملکی نقصان کے ذمہ دار ہیں بلکہ مذہبی نقطہ نظر سے بھی قابل مواخذہ ہیں۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اسے اللہ تعالیٰ نے زرعی زمین اور وسائل افراط کے ساتھ عطا کئے ہیں ضرورت صرف درست منصوبہ بندی سے انہیں استعمال کرنے کی ہے۔ ایسا کرلیا جائے تو ہم بہت کم وقت میں زرعی اجناس کے اعتبار سے غیروں کی محتاجی سے نجات پاسکتے ہیں۔ مصنف کی تحقیق کے مطابق وطن عزیز میں چار کروڑ ایکڑ زمین مردہ، بے کار بے آباد پڑی ہوئی ہے۔ اسے آباد کرنے کی کوشش کی جائے تو ہمارے تمام دلدر ہوسکتے ہیں۔ مصنف نے برطانوی حکومت کی مثال دی ہے جس نے بنجر زمینوں کو آباد کرانے کے لئے اعلیٰ منصوبہ بندی سے کام کیا تھا اور اس کے نتائج بہت شاندار رہے۔ لیکن پاکستان کا حال یہ ہے کہ اتنے بڑے زرعی وسائل کے ہوتے ہوئے بھی ہم زرعی اجناس درآمد کرنے پر سالانہ اربوں ڈالر خرچ کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ صرف غلط منصوبہ بندی اور نااہلی کے باعث ہورہا ہے۔ درست اقدامات کرکے نہ صرف اس نقصان کو ختم کیا جاسکتا ہے بلکہ ہم زرعی اجناس اور پھل برآمد کرکے بے کافی زرِمبادلہ کما سکتے ہیں اور خوشحالی کی جانب قدم بڑھا سکتے ہیں۔

Marfat.com

5-داشتہ آید بکار

مثل مشہور کے داشتہ آید بکار گرچہ باشد سر مار یعنی رکھی ہوئی شے کام آ ہی جاتی ہے۔ چاہے وہ سانپ کا سر ہی کیوں نہ ہو بعض اشیاء غیر ضروری سمجھ کر ضائع کر دی جاتی ہیں مگر انہی اشیاء کی پھر کبھی ضرورت پڑ جائے تو افسوس ہوتا ہے۔ مؤلف کی یہ عادت رہی ہے کہ اس نے جتنے خطوط یا مضامین لکھے ہیں۔ ان کی فوٹو کاپیاں محفوظ رکھیں اس غرض سے کہ شاید کبھی پھر کام آئیں۔ کچھ عرصہ بعد جب ان خطوط اور مضامین کو ضائع کرنا چاہا تو دل نہ مانا اس لئے کہ یہ مواد بڑا مفید پایا گیا۔ جسے کتابی شکل دی گئی ہے (زیر طبع)

6-نماز کے متعلق زود فہم مسائل

یہ مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے عام طور پر ایک نمازی سے بعض اوقات ارکان نماز کی ادائیگی میں غیر شعوری طور پر کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس موضوع پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں تاہم اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے۔ کہ نماز کے متعلق نہایت ضروری مسائل مختصر اور سادے انداز سے بیان کئے جائیں تاکہ ایک کم علم نمازی بھی انہیں بآسانی سمجھ سکے۔ (زیر طبع) ہے۔

ملنے کا پتا

میاں محمد سعید شاد A/403 رحمٰن پورہ کالونی لاہور

فون 042-7561894

Marfat.com

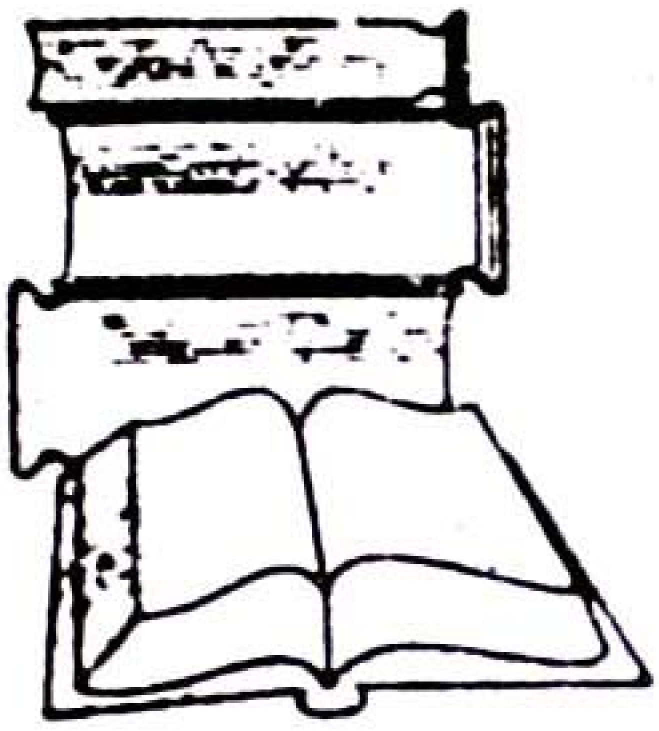

اہل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

Marfat.com

ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تفسیر

تفسیرات احمدیہ

جس کا نہایت سلیس اور دلکش انداز میں اردو ترجمہ

جناب مفتی محمد شرف الدین اشرفی

خطیب اعظم ملٹن کینز، انگلینڈ نے کیا۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی -- پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی
یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵
فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہلِ دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن
قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجازِ قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب
ضیاء النبی جلد ۷
درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

سنت خیر الانام
فتنۂ انکارِ سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات
مختلف علمی، روحانی اور ثقافتی موضوعات پر جامع مقالات کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم
خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف
مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فون:
گنج بخش روڈ، لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010
۹۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور 7225085-7247350
۱۴۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی 2630411-2212011
فیکس 2210212

1Z 263

Marfat.com